محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بعد از خدا بزرگ توئی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

بعد از خدا بزرگ توئی

(سیرتِ طیّبہ)

مصنف

سجاد احمد قریشی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب	5
وجہ تالیف	6
شعر	8
کَآفَّةً لِّلنَّاسِ	9
تقابلی جائزہ	11
اللہ کے قریب کون کرتا ہے	13
اللہ کے رسول ﷺ تم میں موجود ہیں	33
آپ ﷺ کا شاہد ہونا	38
سیدالبشر ﷺ	48
انا بشر مثلکم	57
میثاق انبیاء	63
الہامی کتب اور صحائف میں جناب محمد ﷺ کا تذکرہ	67
ویدوں میں حضرت محمد ﷺ کا تذکرہ	77
مومن حقیقی	80
رحمۃ اللعالمین ﷺ کی یگانگت کا اعتراف	87
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	96
اللہ کی محبت دامن مصطفیٰ ﷺ میں ہے	101
رحمت دو عالم ﷺ معلم کی حیثیت سے	105
درود پاک کیا ہے	128
ورفعنا لک ذکرک	130
رسول اللہ ایک جرنیل کی حیثیت سے	136
حادیٔ برحق ﷺ	147
ان شانئک ھو الابتر	151
معراج عبد	154
رحمۃ اللعالمین ﷺ کا کلام نرم و نازک	158
حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ	163
فتح مکہ	165
مغفرت صرف سرکار ﷺ کے صدقے میں	168
بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب	171
اطاعت رسول ﷺ میں حفاظت ہے	174
غیب ہوا شہود	178
جناب محمد ﷺ سیاستدان کی حیثیت میں	184
محمد رسول اللہ ﷺ	189

marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	بعد از خدا بزرگ توئی (سیرت طیبہ)
مصنف	سجاد احمد قریشی
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2002ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z313
قیمت	-/75 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

فیکس:۔042-7238010

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.

148-164 Gregory Boulevard

Nottingham NG7 5JE UK.

Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115-911 7220

marfat.com

Marfat.com

انتساب

بنام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی بارگاہ اقدس و عالی میں یہ نذرانہ عقیدت پیش کرنا اس ناچیز و حقیر کے لئے معراج کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہر خواب منتظر ہے دیدار مصطفیٰ ﷺ کا
دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے دیدار مجتبیٰ کا

سجاد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍم
بِعَدَدِ عِلْمِ اللّٰہ

نگاہ رحمت و شفاعت کا سوالی
سجاد مسعود قریشی

marfat.com
Marfat.com

وجہ تالیف

قرآن :۔آیت نمبر 39: سورۂ یونس

ترجمہ:۔ بلکہ یہ اسے اس لئے جھٹلاتے ہیں کہ وہ اسے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ابھی تک ان کو اس کی تعبیر نہیں مل سکی۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ میرے لئے زبردست تحریک وترغیب کا باعث ہوئی۔توفیق حق سے میں نے اسے اپنا مشن بنالیا اور چاہا کہ قرآن حکیم کا ہر ہر حرف نور میری بصیرت کو منور کرتا چلا جائے۔قرآن مجید میں تدبر پر بے پناہ اصرار وتاکید نے تفہیم کا کلیدی ذریعہ مہیا کر دیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے رہنمائی ملی کہ ظاہر کا مطالعہ ظاہری حواس سے اور باطن کا مطالعہ باطنی حواس سے ضروری ہے۔انہیں کی رہنمائی سے یہ جان سکا کہ اس کائنات کے بے شمار حقائق ایسے ہیں جن کا احاطہ وجدان اور صوفیانہ ذوق کے بغیر ممکن نہیں۔یوں میں نے اولیاء کرام رحمہم اللہ سے فیض یاب ہونے کا قصد کیا۔سید محمد وجیہہ السیما عرفانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کا شرف نصیب ہوا۔ ان کی کتاب ''شرح صدر'' انوار قرآنی کا بہت بڑا خزینہ ثابت ہوئی۔اس کے علاوہ سید علی ہجویری، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی، امام غزالی رحمہم اللہ اور دیگر بے شمار اولیاء کرام کے علمی خزانوں سے بہرہ اندوز ہوا۔

سید الشعراء حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھا تو دل و جان سے انہیں اپنا مرشد گرامی تسلیم کر لیا۔قرآنی تعلیمات کی حکمتوں اور حسن کو جس پیرائے میں علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان کی ذات قرآن مجید میں تدبر کی عظمت کا ایک زندہ معجزہ ہے کیونکہ ان کے عرصہ حیات میں ہر جید ولی کی

marfat.com
Marfat.com

یہ خواہش رہی ہے کہ انہیں علامہ کا شرف دیدار نصیب ہو۔ یہ ان کے صوفیانہ ذوق اور وجدان کا ماحصل تھا۔ تصوف کی دنیا میں قدم رکھنے پر جو حکمت سب سے پہلے آشکار ہوتی ہے وہ حقیقت نبوت ہے۔ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم اٹھی اور جی چاہا کہ ان کے بارے میں اپنی محبت کا اظہار کیا جائے جو قرآنی تعلیمات پر مبنی ہو اور علمی حیثیت کا حامل ہو۔ توفیق خداوندی اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت کے صدقے میں یہ کام میں کسی طور کر گزرا لیکن ہر ساعت اپنی کور فہمی، بے بصری کم عقلی اور ناقص محبت کا احساس رہا۔

جو آپ ﷺ کے شایاں ہو کیا ایسا بیاں لکھوں
میری کہاں بساط بطرزِ قرآں لکھوں
سجاد

ذات سید کائنات ﷺ وہ ہیں کہ جن پر ثناء و توصیف کے سارے حروف تمام ہو کر بے چارے ہو جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں ہر تحریر و تقریر بے مائیگی سے عبارت ہے۔ یہ یقیناً ان کا کرم ہے جو قلم خراشی کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور اظہار محبت کی سعادت بھی۔ ذات سید کائنات ﷺ وہ ہیں جن پر درود و سلام کہنے پر اللہ جل شانہ کی ہم نشینی اور ہم نوائی کا ناقابل یقین و بیاں اعزاز نصیب ہوتا ہے۔

یہ نذرانہ عقیدت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر کے دعا گو ہوں کہ امت مسلمہ کی اصلاح و فلاح کے لئے یہ قلم و زبان رواں دواں رہیں۔
(آمین)

سجاد مسعود قریشی

365۔ڈی بلاک، فیصل ٹاؤن، لاہور

marfat.com
Marfat.com

کَآ فَّۃً لِّلنَّاسِ

قرآن:۔آیت نمبر 28: سبا34

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر ہر لحاظ سے مکمل لوگوں
کے لئے بشیر و نذیر مگر اکثر لوگ اس سے بے علم
ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ لوگوں ہی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔حق نما اور مقصد آشنا ہوتے ہیں۔فرائضِ منصبی کی ادائیگی کے لئے وہ ہر مطلوبہ وصف سے لیس ہوتے ہیں۔خاتم النبیین ﷺ جناب محمد ﷺ پوری انسانیت کے لئے رحمتیں نچھاور کرنے پر مامور ہوئے لہٰذا کارِ منصبی کے تقاضے لامتناہی اہمیت کے حامل ہیں۔

قرآن:۔آیت نمبر 158: الاعراف

ترجمہ: اے لوگو! بے شک میں جمیع انسانیت کے لئے اللہ کا
رسول ﷺ بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

صاحبِ لولاک ﷺ کو محب (جل شانہ) نے اوصاف و خصائلِ حمیدہ سے مکمل ترین ذات بنا کر مبعوث فرمایا۔زندہ معجزہ ہے کہ آج بھی اسم محمد ﷺ کی معنویت وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جارہی ہے۔صبح ازل سے تا حشر ہجومِ جن وانس کی رہنمائی بے پایاں صلاحیتوں کی متقاضی ہے اور یقیناً اس کے لئے سید ﷺ و

marfat.com
Marfat.com

سرورِ کونین ﷺ کی ذات اقدس ﷺ مکمل ترین ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اِس جہانِ دارالعمل میں جناب رسول اللہ ﷺ کو ہر ممکنہ اسباب اختیار کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ ہر ہر شعبہ زندگی میں تگ ودو کے مراحل سے گزارا۔ مشاہدات وتجزیات سے نتائج اخذ کرنے کے تمام تر ذرائع کو بروئے کار لانے کی بے کنار صلاحیتوں سے نوازا۔ تمام عالمین کا ظاہر و باطن اپنے محبوب ﷺ پر آشکار کردیا اور رازِ ہستی میں اپنا ہمدم وہمراز بنا کر رکھا۔

یہاں اللہ جل شانہٗ نے ایک افسوس ناک پہلو کی نشاندہی بھی فرمادی کہ انسانوں کی اکثریت شانِ رسالتِ مآب ﷺ سے بے بہرہ ہے۔ اس کا سبب ایک ہی ہے کہ قرآن حکیم ہمیں جس قدر تدبر کی دعوت دیتا ہے اتنے ہی ہم فہم و فراست کو خرچ کرنے سے گریزاں ہیں۔ ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم شانِ مصطفیٰ ﷺ کو علمی سطح پر متعارف نہیں کرواسکے۔ اسی لیے اکثریت بے علم ہے۔ اگر ہم پوری انسانیت کے سامنے ذاتِ سید کائنات ﷺ کے کارِ نبوت اور اس کی نتیجہ خیزی کا ایک تقابلی جائزہ پیش کردیں تو پوری دنیا پر واضح ہوجائے گا کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

marfat.com
Marfat.com

تقابلی جائزہ

جناب محمد ﷺ کی نبوت کے صدقے علم کو شرف نصیب ہوا — جہالت مردود ہوئی

وحدانیت کو شرف ملا	شرک مردود ہوا
کلام اللہ کو شرف حاصل ہوا	ظن و گمان مردود ٹھہرا
حیاء کو شرف نصیب ہوا	بے حیائی مردود ہوئی عہد رسالت مآب ﷺ میں چند اصحابؓ بے حیائی کے مرتکب ہوئے تو انہوں نے خود اپنے آپ کو رجم (سنگساری) کے لیے خدمت اقدس میں پیش کیا۔ یہ حیاء کی معراج ہے۔
حسن اخلاق، روا داری، تواضع، صلہ رحمی، شفقت اور محبت کو شرف ملا	بد اخلاقی، فحش گوئی، قطع رحمی، فسق و فجور، بغض و عناد سب مردود ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

اخوّت کو شرف ملا	طبقہ بندی و فرقہ پرستی مردود قرار پائے۔
اطاعت و فرمانبرداری کو شرف نصیب ہوا	خودسری، سرکشی مردود ہوئی۔
خیر کو شرف ملا	شر مردود ہوا۔ جادو بہت بڑی شئے ہے لیکن اپنے محبوب ﷺ کو عطا نہیں فرمایا۔
تقویٰ و بندگی کو شرف نصیب ہوا	بولہبی و فرعونیت مردود ہوئیں۔

یہ تقابلی جائزہ زندہ معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دائمی مبینہ چیلنج ہے۔ تا حشر، جمیع غیر مسلم، اپنی تمام تر عصبیتوں کے باوجود بھی اس تجزیے کو جھٹلا نہیں سکیں گے۔ اپنے تجزیات کا وہ جو بھی پیمانہ یا کسوٹی مقرر کریں گے نتیجہ یہی نکلے گا کیونکہ اللہ عزیز و حکیم کے ہاں یہی طے شدہ امر ہے جس کی تائید اس نے قرآن مجید میں فرما دی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 141: النساء 4

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

marfat.com
Marfat.com

کون اللہ کے قریب کرتا ہے؟

قرآن:۔آیت نمبر 3: الزمر 39

ترجمہ: اور ہم ان کی پرستش نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہیں۔

سورۃ العصر میں اللہ جل شانہٗ نے انسانی فطرت کے پیشِ نظر فیصلہ کن بیان صادر فرمادیا کہ ''بے شک انسان گھاٹے میں ہے'' یقیناً اس سے مراد بے ثبات دنیا کے خسارے نہیں بلکہ حیات باقی کا گھاٹا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہا ان خساروں کی وضاحتیں فرمائی ہیں لیکن مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں کسب خسارہ اپنے درجہ انتہا پر ہے۔ انسانی ہٹ دھرمی اور جہالت کا فقید المثال مظہر ہے۔ وحدانیت خداوندی کا اقرار و ایمان حیات انسانی کا اہم ترین فریضہ و مقصد ہے۔ خداوندِ قادر و مختار کل کی صفات کے پیش نظر اس حقیقتِ منتظر کی ذات کو فقط تسلیم کرنا ہی دراصل صراط مستقیم پر گامزن ہونا ہے۔اپنی وحدانیت اور قدرتوں کو روشناس کروانے کے لیے اس نے بے شمار انبیاء کرامؑ وسیلہ بنا کر بھیجے جن کی علمی اور روحانی تربیت وہ خود فرماتا ہے۔کہیں تاریخی شواہد موجود نہیں کہ انبیاءؑ نے کوئی نکتہ کسی بشر سے سیکھا ہو۔تزکیہءِ نفس ایک وصفِ خاص ہے جو انبیاء کرامؑ اور امت محمدیہ ﷺ کے اولیاء کرامؒ کو عطا ہوا ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی روشنی میں اس کا عملی مظاہرہ ایک تجزیہ طلب امر ہے

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ تجزیات کے ذریعے ہی اس استدلال کو علمی حیثیت حاصل ہو گی۔ غیراللہ کی پرستش کرنے والوں کے دعوے سے یہ تو طے ہو گیا کہ اللہ سے قریب ہونے کے لیے وسیلہ اشد ضروری ہے اور تقاضۂ فطرت بھی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم میں سے کس کا وسیلہ حکمتِ خداوندی کا علمی مظہر ہے۔ سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ جتنے غیراللہ معبود ہیں' جن کے بارے میں دعویٰ ہے کہ اللہ سے قریب کرتے ہیں' ان میں اظہار کی اہلیت ہی موجود نہیں لہٰذا کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے پیروکاروں پر ضابطے' قاعدے' دستور یا کوئی ایسا نظام آشکارا کر سکیں جو قربِ الٰہی کا موجب ہو۔

اب اس کے باطل ہونے کے دو انتہائی اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ کے اس شریک کی تخلیق یا انتخاب کسی الہامی سند کے بغیر خود کرنا پڑے گا۔ مثلاً صنم پرستی کے لیے بت اپنے ہاتھوں تراشنا پڑے گا یا سورج' چاند' ستارے' آگ وغیرہ میں سے اپنے معبود کا انتخاب اپنے ظن و گمان کی بنیاد پر ہم خود کریں گے۔ انسانی عقائد کا یہ ایک انتہائی مضحکہ خیز پہلو ہے اور مطلق جہالت ہے کہ موجوداتِ مسخرہ کو خدا یا خدا کا پرتو تسلیم کرے۔ دوئم یہ کہ جب معبود صاحب اظہار نہیں تو وہ کس طرح اپنے پیروکاروں کو اللہ کی قربت کا کوئی ضابطہ دے سکے گا اور وہ کیونکر کسی کی ترجمانی کر سکے گا۔ یقیناً ایسے معبود کی پرستش اور ضابطہ وضع کرنے کے لیے ظن و گمان کا مرہون ہونا پڑے گا۔ ظن و گمان پر مبنی ضابطۂ حیات یقیناً ایسا ہو گا کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل میں من مانی کی جا سکے۔ ایسا ضابطہ تہذیب و تمدن کے تغیرات میں اپنی بنیادیں ہی قائم نہ رکھ سکے گا۔ یہی تخصیص ہے قرآن مجید کی کہ اس کی بنیادوں پر تغیرات کی ہر عمارت بخوبی تعمیر ہو جاتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن:۔آیت نمبر 116 :الانعام 6

ترجمہ: اور اگر کہا مانو گے تم ان لوگوں کی اکثریت کا جو زمین
میں بستے ہیں تو گمراہ کر دیں گے وہ تم کو اللہ کی راہ
سے۔ نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کی اور نہیں ہیں
وہ مگر قیاس آرائیاں کرنے والے۔

قرآن:۔آیت نمبر 36: یونس 10

ترجمہ: اور نہیں پیروی کرتے ہیں ان میں اکثر لوگ مگر گمان
و قیاس کی حالانکہ گمان نہیں کفایت کرتا حق کے
مقابلے میں ذرا بھی۔ بیشک اللہ پوری طرح باخبر
ہے ان اعمال سے جو یہ کرتے ہیں۔

قرآن:۔آیت نمبر 23: النجم 53

ترجمہ: نہیں پیروی کر رہے ہیں یہ لوگ مگر وہم و گمان کی
اور خواہشات نفس کی۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی حکمتوں پر مبنی تمام انبیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جامہء بشریت میں تشریف لائے۔ بیشک انبیاء کرام جنس انسانی ہونے کے باوجود اپنے قرب' مقبولیت' معرفت اور منصب نبوت کے سبب شرف وفضیلت کے اس درجے پر فائز ہوتے ہیں کہ عام مخلوق سے ان کا تقابل کفر کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے جس کی تائید قرآن حکیم یوں فرماتا ہے:

قرآن:۔آیت نمبر 6: التغابن 64

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ کیا ایک بشر ہمیں ہدایت دے گا؟

marfat.com
Marfat.com

پس انہوں نے کفر کیا (یعنی کافر ہو گئے)

انبیاء کرامؑ کے جامہء بشریت میں مبعوث ہونے کی اولیت اور انتہائی اہم حکمت ہم جنسوں سے مکمل اور بھرپور رابطہ ہے۔ انسان کو حیات دنیوی دی ہی آزمائش کے لئے گئی ہے لہٰذا اس میں آزمائش کی حکمت بھی کارفرما ہے۔ اگر رب دوجہاں چاہتا تو فرشتوں کے ذریعے پیام حق نازل فرما کرنا قابل مدافعت تاثر پیدا فرما سکتا تھا۔ یا پھر خود ہی لباس مجاز میں سامنے آ جاتا تو ہر جبین نیاز میں تڑپنے والے ہزاروں سجدے اس پر نچھاور ہو جاتے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 8: الانعام 6

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں ان کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا۔ اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا اور ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 95: الاسراء 17

ترجمہ: آپ ﷺ فرما دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے تو ضرور ہم آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

اللہ جل شانہ نے اپنی ذات کو چھپا لیا اور صفات کو ظاہر فرما دیا۔ اپنی صفات' کون و مکاں کی حکمتوں اور لامکان کی مصلحتوں' ان سب کے بھرپور اظہار کے لیے اپنے کچھ بندوں کو چن کر خاص کر لیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 105: البقرہ 2

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

جس کو چاہے اور اللہ مالک ہے فضل عظیم کا۔

اس کے چنے ہوئے بندے شرف و بزرگی کے انتہائی درجے پر فائز ہو کر ناقابل موازنہ قرار پاتے ہیں۔ انسان کے لئے سخت تنبیہ ہے خداوند قدوس کی طرف سے کہ وہ انبیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی درجہ بندی کریں کیونکہ انسانی بصارت و بصیرت اس سے بالکل قاصر، کوتاہ و فرومایہ ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 84: آل عمران 3

ترجمہ: ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں۔

یہ پابندی صرف انسان پر عائد ہے ورنہ خود اللہ رب العزت نے درجہ بندی فرمائی ہے جو یقیناً اس کی حکمتوں اور مصلحتوں کی آئینہ دار ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 1: البقرہ 2

ترجمہ: اور یہ جو رسول ہیں کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

روز اول سے ایک مبینہ حقیقت چلی آ رہی ہے کہ جسے اللہ قدیر و علیم چن کر خاص فرما لیتا ہے وہ ایک ناقابل تسخیر شخصیت بن کر کائنات پر عظمتِ کردار کے ان مٹ نقوش چھوڑتی ہے، دینی جذبات سے قطع نظر اگر ہم تاریخی شواہد کی روشنی میں ان کے کردار کا تجزیہ کریں تو ہر زاویہء نظر سے انبیاء اور اولیاء کرام کی شخصیت ناقابل موازنہ بھی ہے اور ناقابل تسخیر بھی۔

تمام تر انبیاء کرام اپنے اپنے ادوار مبارکہ میں اس وقت مبعوث ہوئے جب وہ امتیں اخلاقی پستی کے نقطہء عروج پر تھیں۔ احساس گناہ معدوم ہو چکا تھا۔ نیکی و

marfat.com

Marfat.com

بدی کے خودساختہ پیمانے مروج تھے۔ نسلی، لسانی، علاقائی امتیازات و تعصبات اپنی انتہا پر تھے۔ ہمیشہ ظلمتوں کے اس دور میں اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نورِ مبین کے ساتھ انسانیت کے لیے سراپا رحم بن کر مبعوث ہوئے۔ تمام تر انبیاء کرام کی حیات مبارکہ رہتی دنیا تک ایک شمع ہدایت ہے۔

تمام انبیاء کرام کی انفرادی عملی زندگی کا علمی بنیادوں پر تجزیہ کیا جائے تو حیرت کی انتہا ہو جاتی ہے کہ ان کی زندگیوں میں مشقت، اذیت، مصروفیت، مصیبت اور سختی عام انسانوں کے مقابلے میں قابل لحاظ حد تک عظیم تر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ مقصد عظیم ہوتا ہے اور اس کی بجا آوری، رضائے الٰہی کے لیے ہر حال اور ہر قیمت پر کرنا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ تلخیٔ دوراں کی گلہ مندی بھی شیوۂ پیغمبری نہیں بلکہ ہر حال میں شکر گزاری ہے۔ انبیاء کرام کا یہی استقلال و ثابت قدمی اخلاق باختہ انسانوں کو قریب لانے کا باعث بنتی ہے۔

مذکورہ بالا تمام حقائق اور تجزیات اس کافرانہ سوچ کی مکمل نفی کرتے ہیں کہ غیر اللہ کی پرستش انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ وہ جو خود مسخر ہیں معبود اور عابد کے درمیاں رابطے کی ہر چند کوئی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ کوئی ایک بھی ایسا مستند فرمان خداوندی سامنے نہیں آیا جو غیر اللہ کی پرستش کو قرب الٰہی کا وسیلہ گردان سکے۔ یہ محض انسانی ظن و گمان کی پیداوار اور شیطانِ لعین و رجیم کی انسان کے خلاف انتقامی کارروائی کا نتیجہ ہے جسے اللہ ذوالجلال نے انسان کا کھلا دشمن قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کے ذریعے یہ تحذیری پیغام بھی انسان تک پہنچا دیا تاکہ راہ فلاح میں حائل وہ اپنے دشمن کو پہچان کر اس کا دفاع کر سکیں اور منزل آخرت تک عافیت و سلامتی سے پہنچ جائیں۔ غیر اللہ کی پرستش میں شرک جیسے کبیرہ

marfat.com
Marfat.com

ترین گناہ کا یہ پہلو بھی مضمر ہے کہ مشرک نے اپنے جھوٹے معبود میں خالق کائنات کو محدود کر کے رکھ دیا جبکہ ذات خداوند لامحدود ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں (الحمدللہ)۔

دوسری طرف انبیاء کرام مبعوث تو جامہء بشریت میں ہوئے مگر اللہ عزیز و حکیم کے مقبول اور چنے ہوئے ہونے کے سبب شرف و بزرگی میں یکتا اور یگانہ ہیں۔ ان کی عظمت و فضیلت ان کے کردار، قوت تسخیر اور اخلاص کی بناء پر عظیم مظاہر قدرت کی آئینہ دار ہے۔ جامہء بشری میں بعثت میں اللہ جل شانہ نے انسانوں کے لیے اس میں آزمائش کا ایک پہلو یعنی ''عطائے نعمت کا کفران'' رکھ دیا جس طرح شیطان لعین نے خود کو حضرت آدمؑ سے بہتر جان کر انہیں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ شرف سے بیزاری کا اظہار کیا۔ یہی نقطہء اعتراض انبیاء کرام کے لئے اس دور کے شیطانوں نے اٹھایا۔ اپنی مالی اور سماجی برتری کی بدولت انہوں نے ابلیس کی طرح خود کو انبیاء سے برتر جانا۔ یہی رویہ ہر دور کے صاحب ثروت لوگوں میں پایا گیا اور آج کے دور میں اسے سرمایہ دار و جاگیردار کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے مطابق یہی طبقہ فتنہ و فساد کی جڑ رہا ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 123: الانعام 6

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تا کہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں اور نہیں شرارت یا مکر فریبیاں کرتے وہ مگر اپنے ہی ساتھ مگر انہیں اس کا شعور نہیں۔

حق و باطل میں امتیاز کے لیے اب واجب ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی

marfat.com

Marfat.com

اور غیر اسلامی معاشرت اور سماج کا بغور تجزیہ کیا جائے تاکہ جان سکیں کہ اللہ جل شانہ سے قریب کرنے کا ذریعہ ظن وگمان کی پیداوار دیوی دیوتا ہیں یا حق کی معجزاتی نشانیوں کے ساتھ مبعوث ہونے والے انبیاء کرام ہیں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ سے قریب ترین ہے جس کا واضح ترین عملی ثبوت نماز پنجگانہ ہے۔ ایک مسلمان اپنے روزمرہ کے پرفریب ورنگیں مشاغل سے روزانہ پانچ مرتبہ پہلوتہی کر کے باقاعدہ پورے اہتمام سے بارگاہ رب العزت میں ذہنی، جسمانی اور روحانی طور پر حاضر ہو کر اس کے اِلٰہ ہونے اور اپنی بندگی کا اعلان کرتا ہے۔ یہ اللہ سے قربت کا ایک فقید المثال عمل ہے۔ ہر نماز کی ادائیگی نفس کے ساتھ ایک بھرپور جہاد اور شیطان لعین کی شکست کے بعد ہی ممکن ہوتی ہے۔ اپنے تمام تر شرعی تقاضوں اور فقہی ضوابط کے مطابق نماز کا باقاعدہ اہتمام یقیناً ایک مشقت آمیز عمل ہے جس کا اعتراف خود مسجود و معبود کو بھی ہے۔

قرآن:۔آیت نمبر 45: البقرہ 2

ترجمہ: اور استعانت طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعے بیشک
یہ بہت گراں ہے سواء عجز وخوف رکھنے والوں کے۔

آج یہ بات علمی اور سائنسی بنیادوں پر بھی واضح ہو چکی ہے کہ حالت نماز میں انسان کی حضوریٔ قلب کی کیفیات ناقابل بیان ہیں۔ اگر صرف ایک نماز پر بھی اکتفا کریں تو کوئی غیر مسلم امت اس کے مقابل کوئی ایسا عمل پیش نہیں کر سکتی جو قرب الٰہی کا اتنا موثر ذریعہ ہو۔ پابندیٔ صلوٰۃ کے لیے ایک فکر پیہم لاحق رہتی ہے جو ثبوت ہے اس بات کا کہ انسان تمام تر معاشی اور سماجی مصروفیات کے باوجود اپنے خالق و مالک سے رابطہ استوار رکھتا ہے۔ اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

marfat.com
Marfat.com

کی تعلیمات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کا جتنا حریص ہو گا اتنا ہی وہ اللہ کے قریب ہے۔ تعمیل احکامات سرکار ﷺ کی اتباع اور نگاہِ رحمت للعالمینی ﷺ کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔

نماز کی غرض وغایت جو اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی وہ سرکار ﷺ کی زبان حق گو سے ہم تک پہنچی۔ نماز کا اسلوب ادائیگی اور فضیلتیں سب جناب رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچیں۔ ان تمام حقائق کے پیش نظر کہ نماز انسان کو اپنے پالن ہار کے قریب ترین لے جاتی ہے یہ بھی حق لایزال ہے کہ اسے قائم کرنے کی توفیق بھی شب معراج کے دولہا ﷺ کے صدقے میں نصیب ہوئی۔ نماز کی حقانیت اور زندہ معجزہ ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ کائنات میں کوئی ایک بھی لحظہ ایسا نہیں گزرتا جب کسی نہ کسی جگہ کوئی مسلمان اللہ جل جلالہ کے حضور سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ جل شانہ کی قربت کا یہ مظہر عظیم صرف مسلمانوں ہی کا خاصہ ہے۔

تاریخ اسلامی سے قبل یا موجودہ دور میں کسی بھی معیار پر پرکھ لیں تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان سے بڑھ کر کوئی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ تمام تعصبات سے بالاتر یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہی جا سکتی ہے کہ غیر مسلموں کا یہ دعویٰ کہ ان کے دیوی دیوتا انہیں اللہ سے قریب کرتے ہیں محض ایک طاغوتی مکروفریب ہے۔ یہ شیطان کی کھلی پیروی ہے۔ وہ جو اس لعین ومردود نے انسان کو اللہ سے غافل کرنے کا عہد کیا تھا یہ ہر چند اسی کی اطاعت ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 17 : الاعراف 7

ترجمہ: اور نہ پائے گا تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار۔

marfat.com

Marfat.com

شیطان نے تکبر کی بناء پر انسان کو سجدے سے گریز کیا اور سجدے سے روکنا ہی اس کا مذہب قرار پایا۔ اس کے مذہب کا پیروکار اللہ کا مقرب کیونکر ہو سکتا ہے۔ راستے صرف دو ہی ہیں ایک حق اور دوسرا باطل۔ سجدہ بندگی کی علامت ہے لہٰذا حق ہے۔ سجدے کا انکار باطل ہے' تکبر ہے' خود پرستی ہے۔ بندگی کے سب سے بڑے علمبردار جناب سید کائنات ﷺ ہیں۔ ہر سجدے پر آپ ﷺ کا تصرف' ہر سجدہ آپ ﷺ کی نگاہ رحمت۔ جہاں جہاں اللہ رب العزت مقصود کی بات کرتا ہے وہاں وہاں وہ محبوب ﷺ کو ساتھ رکھتا ہے۔ اس کی وضاحت بعد کے صفحات میں توفیق حق سے کی جائے گی۔

نماز کے علاوہ انسانی ہدایت و تعلیم کا منبع و معدن قرآن حکیم ہے۔ اس کی حقانیت اور کلام الٰہی ہونے سے انحراف مادہ پرستی اور فکری جہالت ہے۔ قرآن حکیم کی تکذیب محض ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر کی جا سکتی ہے لیکن علمی سطح پر اس کا کفران ناممکنات سے بھی ماورا ہے۔ اس کا عظیم ترین معجزہ ہے کہ یہ غیر مسلموں کے انتہائی مجرمانہ تعصبات کے باوجود ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ یہ اس قادر و مقتدر کی قدرتوں اور جمیع انسانوں کی بے بسی اور لاچاری کا مظہر لایزال ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 9: الحجر 15

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس حقیقت کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے چودہ سو سال کا عرصہ یقیناً ایک قابل لحاظ مدت ہے۔ غیر مسلموں کی طرف سے ہر ممکنہ کوشش ہوئی لیکن انسانی مکر خیر

marfat.com
Marfat.com

الماکرین کے سامنے بالکل بے اثر ثابت ہوا۔ خداوند علیم و حکیم پے در پے ہر دور میں قرآن مجید کے نئے نئے معجزات اور نشانیاں سامنے لاتا رہا ہے اور تا ابدالاباد لاتا رہے گا۔ زندہ معجزہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ ہر ساعت کائنات کے کسی نہ کسی گوشے میں اس کی قرات ضرور ہوتی رہتی ہے۔ دوسرا زندہ معجزہ کہ اتنی ضخیم ہونے کے باوجود توفیق حق سے حرف بہ حرف زبانی یاد کر کے اِسے سینوں میں بسایا جا سکتا ہے۔ اس وقت دنیا میں حفاظ کرام کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ معجزاتی طور پر اکثر بچوں نے اسے چھ سے آٹھ سال تک کی عمر میں بھی حفظ کر لیا۔ سینہ انسانی میں محفوظ فرما کے اس کی حفاظت کا ایک ایسا انداز اختیار کیا گیا جس کی حکمتیں ابھی تک انسانی شعور وادراک میں مکمل طور پر سما نہیں سکیں۔

قرآن مجید کے معجزات کو مفصل بیان کرنے کا یہ محل نہیں بہر حال قرآن مجید سے مسلمانوں کا والہانہ جذبہء محبت اللہ جل شانہ سے قربت کا آئینہ دار ہے۔ قرآن حکیم سے یہ وابستگی بھی ہمیں سرکار ﷺ کی طفیل نصیب ہوئی۔ اللہ ربّ العزّت نے اپنی اس عظیم الشان اور فقید المثال نعمت کا اِتمام ذاتِ سید کونین ﷺ پر فرمایا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 3: المائدہ 5

ترجمہ: آج مکمل کر دیا میں نے تمہارے لیے تمہارا دین اور
پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا ہے تمہارے
لیے اسلام کو بطور دین۔

کتابیں اور صحیفے دوسرے انبیاء کرام پر بھی اترے۔ انہوں نے بھی منصب

marfat.com

Marfat.com

نبوت نہایت جانفشانی اور ایثار سے ادا فرمایا لیکن ان کی امتیں جہالت اور ہٹ دھرمی کی بنا پر بغاوت کے اس درجہ پر پہنچیں جہاں خداوند قہار و جبار نے انہیں عذاب کے ذریعے صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا۔

قرآن:۔آیت نمبر 165 :الاعراف 7

ترجمہ: اور پکڑ لیا ہم نے ان لوگوں کو عذاب کے ذریعے ان
کی نافرمانیوں کے سبب۔

ان کا ناقابل معافی گناہ یہی تھا کہ وہ کلام الٰہی میں تحریف کر دیتے اور عیش جہاں سے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے ضابطے گھڑ لیتے۔آج کوئی بھی غیر مسلم امت یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ احکامات الٰہی کی پابندی کر کے اس کی رضا جوئی کی جستجو کر رہی ہے۔اور یہ کہ اخروی کامیابی انکا مطلوب و مقصود ہے۔ان کا فلسفہ حیات محض زندگی برائے زندگی کی بنیاد پر استوار ہے۔ الغرض مختصراً یہ کہ نماز و قرآن مجید کے علاوہ روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر اسلامی عبادات اطاعت گزاری کے متقاضی ہیں۔ ان کی مقبولیت مشروط ہے اخلاص یعنی خلوص نیت سے۔ لہٰذا اطاعت گزاری ہی قرب الٰہی کا راستہ ہے جو نفس انسانی سے ایک پیہم معرکہ آرائی ہے۔خود آقائے دوجہاں ﷺ نے اسے ''جہاد اکبر'' قرار دیا ہے۔

یہ شہادت گہہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(مولانا محمد علی جوہر)

مسلمانوں نے نہ صرف خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کو تسلیم کیا بلکہ اتباع و اطاعت سے تصدیق بھی کی لہٰذا میں پھر اپنے دعوے کا اعادہ کرنا چاہوں گا کہ کسی

marfat.com
Marfat.com

بھی معیار پر پرکھ لیں خداوند قدوس کے قرب کی جستجو صرف جذبہ مسلمانی میں مضمر ہے۔ان جذبوں کی آبیاری صرف، صرف اور صرف اطاعت محمد مجتبیٰ ﷺ سے میسّر ہے۔اس کا ایک نا قابل تردید ثبوت کہ آج بھی اکثر مسلمان اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ یَا نبِی ﷺ اللّٰہ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ (اے اللہ کے نبی ﷺ اللہ مجھے آپ ﷺ پر فدا فرما دے)۔اس کے برعکس ہر غیر مسلم اسی زندگی کے دوام کا آرزومند ہے۔

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام! وائے تمنائے خام!

(اقبالؒ)

اب غیر اللہ کے باطل ہونے کو ہم علمی سطح پر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ جل شانہ نے صبح ازل سے جس شئے کو سب سے بڑھ کر اہمیت دی وہ اسکا وحدہ لاشریک ہونا ہے۔وہ مملکتِ خداداد کے جمیع امور تنہا انجام دیتا ہے۔اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔وہ کسی شئے کے ظہور ووقوع سے غافل نہیں۔

قرآن:۔آیت نمبر 74: البقرہ 2

ترجمہ: اور نہیں ہے اللہ غافل جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔

اس قادر و مقتدر نے ہر شئے کی ایک تقدیر مقرر فرما دی اور اسی توازن و تناسب کے مطابق لے کر چلتا رہتا ہے۔

قرآن:۔آیت نمبر 2: الفرقان 25

ترجمہ: اور ہرگز نہیں ہے اس کا کوئی شریک بادشاہی میں
اور پیدا فرمایا اس نے ہر چیز کو پھر مقرر کر دی اس کی

marfat.com
Marfat.com

ایک تقدیر۔

قرآن:۔آیت نمبر 8:الرعد 13

ترجمہ: اور ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

اس کائنات کے ارتقائی سفر میں شرک کے پائے کا کوئی اور گناہ نہیں۔اور یہ محض اس لیے نہیں کہ وہ **قادر و قہار و عزیز و متین** اپنی قدرت خداوندی کے بل بوتے پر مخلوق کو زچ کرنا چاہتا ہے بلکہ اس جذبہء ایمانی اور حقیقت منتظر کے پیچھے حکمت خداوندی مضمر ہے۔ ہر انسان کے لیے اسے علمی حیثیت مین جان لینا' مان لینا اور حقیقی دلائل کو قلب وروح میں بسا لینا فرض اولین وآخر ہے۔اس کا احد ہونا انسانی احساس' شعور' ادراک' فہم' فراست' فکر و تدبر اور وجدان پر اس قدر غالب ہو کہ رنج وراحت ہر دو حال میں غیر اللہ کی طرف دھیان ہی نہ جائے۔یہی معرفت حق ہے۔

جمیع مادی علوم آج ترقی کی انتہائی حیران کن نہج پر ہیں۔درحقیقت ان کا حتمی مقصد عرفان الٰہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ ہر شئے کا علم انسان تک اس کی اجازت سے پہنچتا ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 255:البقرہ 2

ترجمہ: اور وہ نہیں احاطہ کرسکتے علم میں سے کسی شئے کا مگر اتنا جتنا کہ وہ چاہے۔

انسانی بدبختی کی معراج ہے کہ بے پایاں علمی کامرانیاں بھی حقیقی مقصد حیات تک اس کی رہنمائی نہ کرسکیں۔اس نے اپنے خالق ورازق پر توکل کرنے کی

marfat.com
Marfat.com

بجائے اسی علم کو اپنا چارہ ساز مان لیا۔ اس لیے عاقبت اندیشی کی جگہ کمرشل رویہ پروان چڑھتا رہا یہاں تک کہ انسان بصیرت رکھنے کے باوجود بھی اندھا رہا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 46: الحج 22

ترجمہ: اور بے شک نہیں اندھی ہوتیں ان کی آنکھیں مگر
اندھے ہو جاتے ہیں ان کے قلب جو کہ ان کے
سینوں میں ہیں۔

حضرت علامہ اقبالؒ کے وجدان اور صوفیانہ ذوق نے اسی فلسفے کو یوں اجاگر کیا۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

بدبخت انہیں محض جذبات یا مذہبی تنگ نظری کی بنیاد پر نہیں کہا بلکہ یہ خود اللہ رب العزت کا فرمانا ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 4: سورۃ المریم 19

ترجمہ: اور نہیں رہا میں تجھ سے دعا مانگ کر میرے رب کبھی
نامراد۔

انسانی علم' اس جہانِ رنگ و بو' جہانِ سیم و زر' جہانِ خشک و تر' جہانِ طواف و دوراں' مجموعہ اضداد' عالم خیر و شر' دنیائے حوادث و معجزات اور مقام حیات و ممات میں صرف دریافتگی پر مرکوز ہے۔ جمیع انسانیت کا مجموعی علم اللہ احسنُ الخالقین کی موجودات جیسی کوئی ایک شئے تخلیق کرنا تو کجا اسکا معمولی نقص دور کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ انسان کی اسی علمی اور تخلیقی صلاحیت کو اللہ جل شانہ نے ڈنکے کی چوٹ پر چیلنج کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن:۔آیت نمبر 3 - 4: الملک 67

ترجمہ: نہ دیکھو گے تم رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے ربطی۔ ذرا
آنکھ اٹھا کر دیکھو بھلا نظر آتا ہے تم کو کوئی خلل۔ پھر
دوڑاؤ نظر بار بار پلٹ آئے گی تمہاری طرف نگاہ
تھک کر اور وہ نامراد ہوگی۔

اپنے علم کے زعم میں مبتلا انسان کے اس عجیب و غریب رویے کی کسی طور سمجھ نہیں آتی کہ اپنے ہر معاملے میں بے بس ولاچار ہونے کے باوجود فرعونیت پر ڈٹا ہوا ہے۔ نظام کائنات کو تنہا چلانے والے کی قدرتوں سے خیرہ بصیرت کے باوجود حق شناسی پر مائل نہیں ہوتا۔ زندگی کو آزمائش محض اور دھوکے کا سامان سمجھنے کی بجائے عیش جہاں کو دوام حاصل ہونے کی آس میں گھلا جارہا ہے۔

وہ جو اللہ ہے اتنا بڑا ہے کہ بصارتوں اور بصیرتوں میں نہیں سما سکتا۔ اسے غیر اللہ سے شریک ٹھہرانے میں کیا قباحتیں ہیں۔ اسی کی توفیق سے بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

جب کوئی انسان بت پرستی' آتش پرستی یا کسی اور مادی شئے کی پرستش پر کاربند ہو جاتا ہے تو یقیناً اور صریحاً وہ حکمت خداوندی سے اندھا' گونگا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں پہلی اور اہم ترین بات یوں ہے کہ یہ سوچ اور عقیدہ خواہش نفس کی پیروی کا مرہون ہے اور اصلاً ان کے ظن و گمان کی پیداوار ہے۔ پہلے بھی یہ بیان ہو چکا کہ اس عقیدے کی پیروی کے لئے یا تو اپنا خدا (نعوذ باللہ من ذالک) تخلیق کرنا پڑے گا یا اس کا خود انتخاب کرنا پڑے گا۔ ہر دو صورتوں میں یہ معاملہ خواہش نفس اور ظن و گمان کی بنیاد پر ہی طے پائے گا۔ اس کی سند پیش کرنے سے یہ

marfat.com
Marfat.com

لوگ خود ہمیشہ عاجز ولاچار رہے ہیں۔ خداوند قدوس نے کبھی بھی ایسا کوئی فرمان کسی نبی پر وحی نہیں کیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 116: الانعام 6

ترجمہ: نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر قیاس آرائیاں کرنے والے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 60: یونس 10

ترجمہ: بے شک اللہ بڑا افضل فرمانے والا ہے انسانوں پر لیکن ان کی اکثریت شکر ادا نہیں کرتی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 23: النجم 53

ترجمہ: نہیں پیروی کر رہے ہیں یہ لوگ مگر وہم و گمان کی اور خواہشات نفس کی۔

دوسری اہم دلیل یہ ہے کہ کسی مادی شئے کو خدا تسلیم کرنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات (نعوذ باللہ من ذالک) اس میں حلول کر گئی ہے تو یہ بصارتوں اور بصیرتوں کا انتہائی اندھا پن ہے۔ خدائے ذوالجلال کی ذات بابرکات لامکان و لامحدود ہے۔ اس کا ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہونا اس کائنات کی اول و آخر اٹل حقیقت ہے۔ کسی دیوی' دیوتا' بت' چاند' سورج' درخت یا آگ وغیرہ میں اس کے حلول کر جانے سے اس کی ذات عظیم (نعوذ باللہ من ذالک) ایک مادی شئے کے حجم کے مطابق محدود ہو گئی اور ایک مکان کی پابند بھی ہو گئی یعنی اب خدا تعالیٰ کبریاء و اعلیٰ (نعوذ باللہ من ذالک) اس جگہ پر پابند ہو گیا جہاں وہ شئے پڑی ہے۔ لہٰذا جب غیر اللہ کی پرستش یا اس سے حاجت روائی کے لیے جھکے تو یقیناً اس وقت

marfat.com
Marfat.com

نیت وگمان میں یہی بات ہوتی ہے کہ انکا رب اسی مادی معبود میں موجود ہے۔ بالفاظ دیگر جتنی معبودوں کی تعداد ہوگی اس کے مطابق وہ (نعوذ باللہ من ذالک) اپنے آپ کو تقسیم فرمالے گا۔ یہ تقسیم وحدت کو ختم کر کے کثرت میں ڈھل جائے گی۔

کائنات کی جمیع موجودات خواہ وہ سورج جیسی وسیع وعریض شئے ہی کیوں نہ ہو اس کی دنیاوی زاویہ نظر سے کوئی نہ کوئی قدر و قیمت متعین کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی خدا کسی بت میں موجود ہے تو پھر یقیناً اس کی کوئی قیمت ضرور مقرر کی جاسکتی ہے۔ عقیدے کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو ایک آسودہ حال بت پرست سونے کی مورتی بنا کر اپنے گراں قدر معبود سے زیادہ عنایات کی توقع باندھتا ہے۔

اس ضمن میں جو انتہائی ظلم و جہالت کی بات ہے وہ یہ کہ اگر کوئی خدا کسی مادی شئے میں حلول کر جاتا ہے تو اس کی حیثیت پھر مخلوق سے بھی کمتر درجے میں چلی جاتی ہے۔ اس لیے کہ ہر مادی شئے' خواہ وہ کرہَ ارض پر ہو' زیر زمین ہو یا آفاقی وسعتوں میں گردش دوراں کی تابعداری پر کاربند ہو' انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 20: لقمان 31

ترجمہ: کیا نہیں دیکھتے تم کہ یقیناً اللہ نے مسخر کر دیا ہے
تمہارے لیے ان سب چیزوں کو جو آسمانوں میں
ہیں اور جو زمین میں ہیں اور پوری کر رکھی ہیں اس
نے تمہارے اوپر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 13: الجاثیہ 45

ترجمہ: اور مسخر کر دی ہیں اس نے تمہارے لیے وہ چیزیں جو
آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب کی سب

marfat.com
Marfat.com

اپنی طرف سے بلا شبہ۔ ان باتوں میں نشانیاں ہیں
ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

سورۃ لقمان کی آیت مبارکہ میں اللہ عزیز و حکیم نے استفسار فرمایا کہ ''کیا تم (یعنی انسانوں) نے نہیں دیکھا''۔ اس کے جواب میں آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ اے مالک ہم نے تیری کائنات کو سائنس کی نظر سے دیکھا' ناپا' تولا' پرکھا' کھوجا' تو جان لیا اور مان لیا کہ تیری ہر بات حق ہے۔ یقیناً تیری عطا کردہ قوت تسخیر ہی کی بدولت یہ سب ممکن ہوا۔ انسان کی جمیع مخلوقات پر برتری اور شرف اسی قوت کی مرہون ہے۔

آشکارہ ہے یہ اپنی قوت تسخیر سے
گرچہ اک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی
اقبالؒ

کسی بھی منطق یا شعوری سطح کے تحت یہ خدا کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی مسخّر شئے میں ٹھکانہ کرے ورنہ اس کی حیثیت بھی مسخر شئے جیسی ہوگی جو خود قابل تسخیر ہو وہ کسی کا رب نہیں ہوسکتا۔ سورج اس عزیز و حکیم کی تقدیر کا پابند ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں پوری کائنات کے اندھیرے دور نہیں کرسکتا۔ زمین کے کسی حصے میں اگر وہ ضوفشانی کر رہا ہے تو کہیں رات کی تاریکیوں کا راج بھی ہے۔ جو کسی کے حکم کا پابند ہے وہ کسی کا خدا نہیں ہوسکتا اور یہی اس کا مسخر ہونا ہے۔ آگ کو پانی سے بجھایا جاسکتا ہے اگر آگ خدا ہے تو پانی کیا ہے؟

مضبوط ترین درخت کو ایک نوجوان کلہاڑی سے زمین بوس کرسکتا ہے۔ اگر درخت خدا ہے تو کلہاڑی اور وہ نوجوان کیا ہے؟ بت کسی بھی دھات کا بنا ہو انسانی قوت اسے ریزہ ریزہ کرسکتی ہے۔ بتوں کو چھوٹے چھوٹے پرندے بیٹھ کر پلید کر

marfat.com
Marfat.com

ڈالتے ہیں اس لیے ان کی حفاظت اور دیکھ بھال پر انسانوں کو مامور کیا جاتا ہے۔ جس خدا کی حفاظت انسان کریں اس کی پرستش یقیناً شرمندگی ہے۔ یہی سب کچھ مادی خداؤں کا مسخر ہونا ہے۔

خدائی قدرت اور اقتدار میں عاجزی اور لاچاری غیر ممکن شئے ہے۔ خالق مخلوق میں ہر چند وہ وصف و فطرت نہیں رکھتا جس سے مخلوق اسے عاجز کردے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کی قدرتوں کے سامنے مخلوق ہمیشہ بے بس و لاچار رہتی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 2: التوبہ 9

ترجمہ: اور علمی بنیادوں پر جان لو کہ تم عاجز کرنے والے نہیں اللہ کو اور یقیناً اللہ رسوا کر کے رہے گا کافروں کو۔

قرآن:۔ آیت 22: العنکبوت 29

ترجمہ: اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے اللہ کو زمین میں اور نہ آسمان میں۔

خالق مخلوق کو آزمائش میں ڈال سکتا ہے لیکن مخلوق میں یہ صلاحیت یا گنجائش ہی نہیں ہوتی کہ اس کے سبب خالق کسی آزمائش میں پڑ جائے۔ اللہ جل شانہ خوب سننے والا' دیکھنے والا اور ہر ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔ وہ اپنی مخلوقات کی تقدیر مقرر فرماتا ہے اور فیصلے صادر فرماتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ تم میں موجود ہیں!

قرآن: آیت نمبر 7: الحجرات 49

ترجمہ:۔ اور یہ بات علمی سطح پر جان لو! کہ تم میں اللہ کے
رسول ﷺ موجود ہیں۔

اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد مبارک کہ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محبوب ﷺ اگر میں یعنی اللہ اپنی محبت کو وجود محمد ﷺ میں نہ ڈھالتا تو پھر مجھے ہرگز ضرورت نہ تھی کہ کائنات کو تخلیق فرماتا سرکار ﷺ کی شان، مرتبہ، تکریم و جبروت اس اظہار محبت کے بعد کسی وضاحت حجت، استدلال کی محتاج نہیں، لیکن حیف صد حیف! خود مسلمانوں میں اکثر نے مقام مصطفیٰ ﷺ کو قرآن مجید کی بجائے مادی کسوٹیوں پر پرکھنے کے ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ خزاں رسیدہ شخصیتوں کے مالک یہ لوگ لاکھ نیکوکاروں اور پارساؤں جیسے حلیے اختیار کر لیں اس کے باوجود نہ نگاہ مرد مومن رکھتے ہیں نہ دل مسلم میں زندہ تمنا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں سید الشعراء حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں واعلموا کا لفظ مبارک بھرپور تاکید کے ساتھ صیغہ امر میں مستعمل فرمایا جس کا ترجمہ عام طور پر جان لو کی صورت کیا جاتا ہے لیکن تاکید خداوندی ہے کہ اس بات کو علمی حیثیت میں جاننے، پرکھنے اور ماننے کی سعی

marfat.com

Marfat.com

کرو۔ یہاں بھی اللہ حکیم و علیم مومنین سے چاہتا ہے کہ اس کائنات میں سرکار ﷺ کی موجودگی، بقاء اور تصرف کا ادراک علمی سطح پر کریں چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان کی شرط اولین ہیں لہٰذا شرط اولین جب تک شعوری مراحل سے گذر کر ادراک کو اطمینان کے اس درجے تک نہ لے جائے جس کے متمنی حضرت ابراہیمؑ تھے تو ایمان کمزور رہتا ہے۔

''تم میں اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں'' گرامر کی رو سے کسی طور بھی اس کا ترجمہ ''موجود تھے'' نہیں کیا جا سکتا ''موجود ہیں'' کے علاوہ کوئی ترجمہ صرف اسی صورت کیا جا سکتا ہے کہ دلوں پر کفر کی مہر خداوندی ثبت ہو جائے علمی حیثیت میں اس کو جاننے کے لیے اپنی باطنی قوتوں کو ادراک کے درجے پر لانا پڑے گا۔ وہ ادراک جب احساس کے دائرے میں سرایت کر جائے تو محسوسات ایک نوخیز کلی کی چٹک سے پیدا ہونے والی مہک کی طرح مصدقہ خبر دیں گے کہ واقعتاً سرکار دو عالم اہل محبت کے اندرون میں موجود ملتے ہیں۔ یہ محض افسانوی لفاظی نہیں بلکہ انسانی شعور اس کا احاطہ با آسانی کر سکتا ہے لیکن محبت شرط ہے اس معاملے میں محبت ہی حد فاصل ہے۔ لہٰذا جب ایک حبشی زادے یعنی حضرت بلالؓ نے شہنشاہ قدس ﷺ کے جمال و جلالِ جہاں تاب کو محبت کی نظر سے دیکھا تو اس کے محسوسات پر تاب نظارہ سے حق کلی طور پر آشکارہ ہو گیا۔ جو لوگ اپنے علم کے زعم میں مبتلا رہے وہ گمانوں کے گرداب سے نکل ہی نہیں سکے حضرت علامہ اقبالؒ نے اس پر ایک طرح سے عدالتی فیصلہ صادر فرما دیا:

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا! حبشی کو دوام ہے

marfat.com
Marfat.com

یہ بات بڑے واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ جب بھی آقائے دو جہاں ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے تو یوں غالب احساس پیدا ہوتا ہے کہ کسی ایسی ہستی کا تذکرہ مبارک کر رہے ہیں جو ہمارے اردگرد کے گلی کوچوں میں مصروف عمل ہیں یہ بھی محض اپنے پرواز تخیل کا کمال نہیں بلکہ قدرت خداوندی کا ایک زندہ معجزہ ہے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ مخلوق کو بتائے کہ اس کے محبوب ﷺ تم میں موجود ہیں لیکن دلوں کو ان کی موجودگی کے احساس سے محروم رکھے۔ اگر کچھ لوگ اس احساس سے محروم ہیں تو یہ ہرگز اچنبے کی بات نہیں کیونکہ ابوجہل، ابولہب اور عبداللہ بن ابی کے کردار آج بھی زندہ ہیں جنہوں نے نہ صرف پیکر رسول ﷺ کو دیدہ بینا سے دیکھا بلکہ نبوت کی ہر نشانی اور معجزہ بھی ملاحظہ کیا۔

ایک اور کھلی دلیل یہ ہے کہ نبوت ایک صفت ہے جس سے نبی کی ذات اقدس موصوف ہوتی ہے۔ سید الانبیاء و المرسلین و مسلمین ﷺ کی نبوت امرِ خداوندی کے تحت حتمی حیثیت کی حامل ہے تا حشر فلاح ونجات اسی نبوت کے اتباع کی مرہون ہے یہی صراط مستقیم ہے یہی خداوند ذوالجلال کا پسندیدہ دین ہے اور یہی سرکار ﷺ کی رحمت للعالمینی ہے۔ اس نبوت سے ہٹ کر ہر ضابطہ، ہر قانون، ہر دستور صریحاً طریقتِ شیطانی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 19: آل عمران 3

ترجمہ:۔ بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے

قرآن:۔ آیت نمبر 85: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور جو اختیار کرنا چاہے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اُس سے اور وہ ہوگا

marfat.com

Marfat.com

آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے۔

قرآن:۔آیت نمبر 3: المائدہ 5

ترجمہ:۔ آج مکمل کر دیا ہے میں نے تمہارے لیے تمہارا دین
اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا ہے
تمہارے لیے اسلام کو بطور دین

قرآن:۔آیت نمبر 125: الانعام 6

ترجمہ:۔ پس جس کے لیے ارادہ کرتا ہے اللہ کہ ہدایت دے
اسے تو کھول دیتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے۔

قرآن:۔آیت نمبر 22: الزمر 39

ترجمہ:۔ بھلا وہ شخص کہ کھول دیا ہو اللہ نے اس کا سینہ اسلام
کے لیے جس کے نتیجہ میں ہو وہ روشنی میں اپنے رب
کی طرف سے (کہیں ہو سکتا ہے ایسے شخص کی مانند
جس کا دل سخت ہو) سو بربادی ہے ان لوگوں کے
لیے جن کے دل سخت ہو گئے ہیں اور وہ غافل ہیں
اللہ کی یاد سے یہی لوگ ہیں پڑے ہوئے کھلی گمراہی
میں۔

قرآن:۔آیت نمبر 7: الصّف 61

ترجمہ:۔ اور کون ہے بڑا ظالم اس سے جو باندھے اللہ پر جھوٹا
بہتان حالانکہ اسے دعوت دی جا رہی ہے اسلام کی۔

marfat.com
Marfat.com

اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا ایسے ظالم لوگوں کو۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات مبارکہ خدائی تائید اور طے شدہ حتمی فیصلہ ہے کہ دنیاوی اور اخروی فلاح صرف، صرف اور صرف اطاعت مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔

قرآن :۔ آیت نمبر 80: النساء 4

ترجمہ:۔ جس نے اطاعت کی رسول ﷺ کی سو درحقیقت
اطاعت کی اُس نے اللہ کی اور جو منہ موڑ گیا تو نہیں
بھیجا ہے ہم نے تم کو ان پر پاسبان بنا کر۔

جب اللہ جل شانہ نے فیصلہ صادر فرما دیا کہ نبوت رسول ﷺ ہی وہ چراغ راہ ہے جو معرفت کی منزل تک لے جاتا ہے یہی نبوت تا قیامت بلاتحریف قابل پیروی رہے گی جب نبوت کی صفت ابدی ہے تو کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ نبی ﷺ کی ذات پاک موصوف کی حیثیت میں ابدیت کی حامل نہ ہو۔

یہاں میں اسے عام فہم مثال سے واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ایک جملہ ہے، ''یہ پھول خوبصورت ہے'' خوبصورتی صفت ہوئی اور پھول موصوف جب تک پھول اپنی کامل حیثیت میں قائم ہے اس کی خوبصورتی بھی برقرار ہے۔ مرجھانے کے بعد جب پھول اپنی اصلیت کھو بیٹھا تو خوبصورتی بھی رخصت ہوئی کیونکہ پتیوں کے در وبست میں ہی اس کی خوبصورتی تھی۔ لہٰذا جب موصوف فناء ہوا تو ساتھ ہی صفت بھی معدوم ہوگئی یہی شئے ہمارے لیے ایمانی کیفیت کی حامل ہے کہ جب نبوت دائمی ہے تو یقیناً سرور اولین و آخرین ﷺ کی ذات بھی ہم میں موجود ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو یہ حکم فرمانا کہ لوگوں کو مطلع فرما دیں کہ اے انسانو! میں جمیع انسانیت کی طرف اللہ کا رسول ﷺ بنا کر بھیجا گیا ہوں

marfat.com
Marfat.com

مطلب یہ کہ کرہ ارض پر پیدا ہونے والے آخری انسان کو بھی فلاح ونجات کے لیے آپ ﷺ کی نبوت پر عمل پیراء ہونا پڑے گا۔

آپ ﷺ کا شاہد ہونا

قرآن:۔آیت نمبر 45: الاحزاب 33

ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر گواہ بشارت سنانے والا اور تنبیہ کرنے والا۔

اس آیت مبارکہ کے تجزیے میں جانے سے پہلے یہ احساس راسخ کرنا پڑے گا کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے لیے یہ توصیفی بیان کسی مخلوق کی رائے پر مبنی نہیں بلکہ رب العالمین کا فیصلہ ہے یعنی جہاں میرے محبوب ﷺ پر ثناء وتوصیف کے سارے حروف تمام ہو کر لاچاری کے دائرے میں چلے جاتے ہیں وہاں میرا رسول ﷺ ان صفات سے بھی موصوف ہوگا۔

شاہد کے لغوی معنی دیکھنے والے یا گواہ کے ہیں کسی شئے پر گواہی دینے کے لیے اس کا کھلی آنکھوں دیکھا جانا شرط ہے یہی آیت مبارکہ سرورعالم ﷺ کی باقی بصیرت کا تصرف پوری کائنات میں، ہر زمان ومکان میں حکمت خداوندی کی صورت ثابت کرتی ہے۔کسی معاملے کے فیصلے میں حتمی اور فیصلہ کن کردار ہمیشہ چشم دید گواہ کا ہوتا ہے جس نے معاملے کا شہود نہیں کیا اس کی گواہی بالکل بے سروپا تسلیم کی جاتی ہے۔

جناب محمد ﷺ کی گواہی زمان ومکان کی پابند نہیں ازل سے ابد تک کی تمام انسانیت کے لیے فیصلہ کن شفاعت کی ذمہ داری خُداوندِ قدوس نے حضور ﷺ کو تفویض فرمائی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن:۔آیت نمبر 41: النساء 4

ترجمہ:۔ پھر کیا کیفیت ہوگی جب لائیں گے ہم ہر امت میں
سے ایک گواہ اور لائیں گے تمہیں (اے محمد ﷺ)
ان تمام پر بطور گواہ۔

قرآن:۔آیت نمبر 143: البقرہ 2

ترجمہ:۔ اور اس طرح بنا دیا ہے ہم نے تم کو ایک امت
معتدل تاکہ بنو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول ﷺ
تم پر گواہی دینے والا۔

قرآن:۔آیت نمبر 15: المزمل 73

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک رسول گواہ
بنا کر تم پر جس طرح ہم نے بھیجا تھا فرعون کی طرف
ایک رسول۔

حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام امتیں آپ ﷺ کی بعثت سے قبل گذری ہیں اگر ان کے احوال و معاملات نگاہ محمد ﷺ سے مخفی رہے ہیں تو گواہی کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ لیکن جب آپ ﷺ کی گواہی کی نامزدگی اللہ حکیم و علیم کی طرف سے ہے تو پھر یقیناً شاہد کی صفت ابدیت محمد ﷺ کی ایک کھلی نشانی اور زندہ معجزہ ہے یعنی اللہ جل شانہ کیوں ایسا گواہ مقرر فرمائے گا جو معاملات کے شہود کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔ اللہ جل شانہٗ جس کی ذات بابرکات میں صرف عدل و انصاف ہے کیسے کسی ایسی ہستی کی گواہی پر فیصلے صادر فرمائے گا

marfat.com
Marfat.com

جہاں گواہی میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ کا احتمال ہو۔ اس حقانیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بڑے جید تاریخی واقعات کے بارے میں استفساری انداز اپنایا اور پوچھا الم ترا (کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا)

قرآن:۔ آیت نمبر 243: البقرہ 2

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو نکلے اپنے
گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے
پھر اللہ نے ان سے کہا مر جاؤ۔ پھر ان کو زندہ کیا۔
بے شک اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن
لوگوں کی اکثریت شکر گزار نہیں۔

تفسیر ابن کثیر کے مطابق اس کی مختصر وضاحت کرنا ضروری ہے۔ روایات میں ہے کہ یہ لوگ ذاوردان نامی بستی کے تھے اور بعض روایت کرتے ہیں کہ اس بستی کا نام اذرعات تھا تعداد کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں لیکن آیت مبارکہ کے مطابق یہ طے ہے کہ ان کی تعداد ہزاروں میں تھی یہ لوگ مہلک طاعون کے ڈر سے بستی چھوڑ کر بھاگ نکلے ایک مقام پر اللہ جل جلالہ کے حکم سے ان پر موت وارد ہوئی روایات کے مطابق پھر اللہ کے ایک نبیؑ کا وہاں سے گذر ہوا اور ان کی دعا سے انھیں دوبارہ زندگی ملی۔ اگر چہ ان روایات کی روشنی میں زمان ومکان کا طے ہونا ممکن نہیں لیکن حق ہے کہ یہ واقع رسول مقبول ﷺ کی ولادت باسعادت سے صدیوں پہلے کا ہے اس کے باوجود اللہ رب العزت کا اپنے حبیب ﷺ سے استفہامیہ انداز میں کہنا الم ترا (کیا تو نے نہیں دیکھا) محض اپنے کلام میں شائستگی پیدا فرمانا نہیں بلکہ قرآن مجید کا ہر ہر حرف حکمت خداوندی کا

marfat.com
Marfat.com

مظہر لایزال ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا غماز ہے اس بات کا کہ وہ آپ ﷺ کو حکمت خداوندی کے اس مظہر کا شہود پہلے ہی کروا چکا ہے لہٰذا شاہد کی حیثیت میں صبح ازل سے تا ابدالآباد کائنات کی ہر خبر سے آگاہ ہیں اسی صفت کی بنیاد پر آپ ﷺ اللہ کے نبی ﷺ یعنی خبر دینے والے ہیں۔

قرآن:۔آیت نمبر 1: الفیل 105

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟

تاریخی روایات کے مطابق یہ واقع اسی سال رونما ہوا جس سال مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جہان آب وگلِ میں تولد ہوئے انسے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا پیش خیمہ قرار دیا جاتا ہے یہ واقع محض روحانی اہمیت کا حامل نہیں بلکہ تاریخی شواہد اس کے معجزاتی پہلوؤں کی ایک علمی دلیل کے طور پر بھی سامنے آتے ہیں۔ یہاں بھی خدائے بزرگ وبرتر نے اس کرشمۂ قدرت پر آپکا شاہد ہونا دلیل کے طور پر پیش فرمادیا ہے یاد رہے کہ کلام اللہ کے ایک حرف پر شک وشبہ انسان کو دائرہ ایمان سے خارج کردیتا ہے۔

مذکورہ بالا چند مثالوں کے علاوہ قرآن مجید میں بار بار ایسے واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے اتنی تکرار سے اَلَمْ تَرَ اکا تذکرہ اس بات کا آئینہ دار ہے کہ خداوند قدوس کے ہاں اس کی بے انتہا اہمیت ہے تحقیقی شغف رکھنے والوں کے لیے ان تمام آیات مبارکہ کا حوالہ نمبر پیش ہے:

آیت نمبر	سورۃ	آیت نمبر	سورۃ
246	البقرہ 2	24	ابرہیم 14

marfat.com

Marfat.com

258	البقرہ 2	83	مریم 19
20,19	ابراہیم 14	23	الحج 22
23	آل عمران 3	41	النور 24
49	النساء 4	45	الفرقان 25
60	النساء 4	65	الحج 22
44	النساء 4	43	النور 24
51	النساء 4	225	الشعراء 26
77	النساء 4	8,7	المجادلہ 58
28	ابراہیم 14	14	المجادلہ 58
18	الحج 22	31,29	لقمان 31
11	الحشر 59	21	الزمر 39
6	الفجر 89		
27	فاطر 35		
69	غافر 40		

ان تمام آیات مبارکہ میں بھرپور تاثر ملتا ہے کہ رب العالمین نے تخلیق ارض وسمٰوات بھی اپنے محبوب ﷺ کی نگاہوں کے سامنے فرمائی اور انھیں کی خاطر فرمائی اس کی تائید اس حدیث قدسی سے ملتی ہے جس میں رب کائنات نے فرمایا لولاک لما خلقت الافالک یعنی اے محبوب من ﷺ اس جمیع کائنات کی تخلیق آپ ﷺ کی محبت ہی کی مرھون ہے اب یہ کیسے ممکن ہے کہ محب نے جو شئے محبوب ﷺ کی محبت میں تخلیق فرمائی وہ تو موجود ہو لیکن محبوب ﷺ ہی

marfat.com
Marfat.com

موجود نہ ہو۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کائنات میں ابدی موجودگی حق محض ہے اسکے ثبوت لاکھوں کروڑوں میں نہیں بلکہ ان گنت ہیں امت مسلمہ میں ایسے خوش بختوں کی کبھی کمی نہیں رہی جو اپنے خوابوں میں زیارتِ مصطفیٰ ﷺ سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں، ہو رہے ہیں اور الحمداللہ ہوتے رہیں گے۔ مستند احادیث مبارکہ میں حضور پرنور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے صرف اور یقیناً مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شبیہہ اختیار نہیں کرسکتا (صحیح مسلم، صحیح بخاری) یہ بات میرے ایمان کا حصہ ہے کہ ایسے خواب محض خواب نہیں ہوتے بلکہ یہ سرور دو عالم ﷺ کا اپنی امت کے ساتھ گہرا رابطہ ہے۔

ہر خواب منتظر ہے دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کا
دیدار مصطفیٰ ﷺ ہے دیدار مجتبیٰ ﷺ کا

سجاد

اس کے علاوہ بعض اہل عشق کے ساتھ کرم کے وہ معاملات بھی ہوئے جو شان رحمت للعالمین کا معجزاتی پرتو ہیں اللہ کے نبی ﷺ کی کائنات میں موجودگی اور تصرف کی ایسی کھلی دلیل ہیں کہ جس کا انکار صرف ان کے ذمے ہے جن کے دلوں پر مہر اور بصارتوں پر پردہ پڑا ہوا ہے امام محمد البوصیریؒ کا نام مبارک ہر دور میں اور ہر اسلامی تہذیب و تمدن میں کسی تعارف کا محتاج نہ رہا ہے نہ رہے گا قصیدہ بردہ کے حوالے سے وہ سرکار ﷺ کی دائماً موجودگی کا ایک زندہ معجزہ ہیں۔ حضور رحمت تمام ﷺ کا آپؒ کے خواب مبارک و باسعادت میں تشریف لانا آپؒ کے

marfat.com
Marfat.com

جسم مبارک پر دست کرم پھیر کر شفایاب فرمانا آپؐ سے وضو کی خدمت طلب فرمانا اور نفل ادا فرمانا آپؐ کو چادر مبارک (بردہ) عطا فرمانا، ریشِ مبارک کے دو موئے مبارک عطا فرمانا اور آپؒ کا انہیں تکیے کے نیچے رکھ لینا۔ یہ تو تھا ایک خواب۔

اس کی تعبیر بے نظیر یہ ہے کہ یہ واقع وصال مصطفیٰ ﷺ سے کئی صدیوں بعد پیش آیا امام البوصیریؒ کو جب اس خواب حقیقت سے بیداری کی توفیق نصیب ہوئی تو چادرِ رحمت کو حقیقتاً اپنے پہلو میں پایا دوڑ کر باہر تشریف لے گئے تو محسوس ہوا کہ مفلوج جسم شفایاب ہو چکا ہے، جہاں رحمت دو عالم ﷺ نے وضو فرمایا تھا وہ جگہ ابھی تک گیلی تھی، واپس آ کر دیکھا تو تکیے کے نیچے دونوں موئے مبارک پڑے تھے۔

تمام مبالغہ آرائیوں سے قطع نظر یہ معاملہ حضور اکرم ﷺ نے بشری حیثیت میں نہیں نبٹایا لیکن موجودگی اور تصرف کی ہر دلیل موجود ہے۔ خواب میں چادر کا عطا فرمانا مگر بیداری کی صورت میں اسکا مادی حیثیت میں موجود ہونا دلیل ہے آپ ﷺ کی موجودگی اور تصرف کی۔ مفلوج جسم پر ہاتھ پھیرنا موجودگی ہے اور شفایابی تصرف۔ خواب میں وضو فرمانا آپ ﷺ کی موجودگی اور بعد میں اس جگہ کا گیلا ہونا تصرف۔ ریش مبارک کے موئے مبارک عطا فرمانا موجودگی اور ان کا تکیے کے نیچے سے ملنا تصرف کا آئینہ دار ہے۔

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ جو روحانیت کے علاوہ بے انتہا تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ تاریخی اہمیت کی نشاندہی اس لیے ضروری ہے کہ بہت سے لوگ بلخصوص غیر مسلم روحانی عوامل کو سحر انگیزی افسانے یا کہاوتیں گردانے لگتے ہیں تاریخی حیثیت کی اہمیت اس لیے بنتی ہے کہ اس دور کے غیر مسلموں کی روایات اور تائید ایسے واقعات کی حقانیت میں مزید وزن پیدا کرتی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

نورالدینؒ زنگی کا دور اسلامی تاریخ میں انتہائی اہمیت رکھتا ہے جو وصال مصطفیٰ ﷺ سے تقریباً پانچ یا چھ صدیوں بعد کا ہے۔ نہایت خدا ترس پارساء اور عاشق رسول ﷺ تھا۔ خواب میں دیدارِ مجتبیٰ ﷺ کی سعادت سے فیض یاب ہوا۔ جس میں سرور کائنات ﷺ نے پریشانی کے عالم میں نشاندہی فرمائی کہ دو یہودی مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ نورالدینؒ خوابؒ کی تعبیر کو نہ پہنچ سکا۔ اگلی رات وہی خواب مبارک دوبارہ دیکھا اور مقربین سے مشورہ کیا لیکن کسی نتیجے تک نہ پہنچ سکا۔ اپنی بے بسی پر نہایت نادم و آزردہ خاطر ہوا۔ تیسری رات خواب مبارک میں حضور انور ﷺ نے دونوں یعنی یہودیوں کے مکروہ چہرے دکھا دیے۔ نورالدین نے نہایت مدبّرانہ منصوبے کے تحت شہر کے تمام لوگوں کو انعامات تقسیم کرنے کی غرض سے بلایا لیکن وہ دونوں شیطان ان میں موجود نہ تھے۔ لوگوں سے استفسار پر معلوم ہوا کہ دو اشخاص جو نہایت پرہیز گار ہیں ایک حجرے میں مقیم ہیں عوام کے ساتھ ملاقات سے گریزاں ہیں حکم دیا کہ انھیں لایا جائے انکے پیش ہونے پر نورالدینؒ حیران ہوا کہ یہ وہی چہرے ہیں جو خواب مبارک میں اسے دکھائے گئے ہیں۔ تفتیش کرنے پر انہوں نے حقیقت اگل دی کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کا جسدِ مبارک یہاں سے نکال کر لے جانا چاہتے تھے اسی غرض سے حجرے سے روضہ اقدس تک سرنگ نکال رہے تھے۔ نورالدینؒ اپنے اس شرف پر ہمیشہ شاداں و نازاں رہا بارگاہ خداوندی سے اسے توفیق نصیب ہوئی تو روضہ رسول ﷺ کے گرداگرد نہایت وسیع و عریض سیسے کی دیواریں بنا دیں۔

نورالدین زنگیؒ کے خواب مبارک میں آپ ﷺ کی تشریف آوری ایک مقصد کے تحت تھی جو ناطق ثبوت ہے آپ ﷺ کی موجودگی کا۔ اس مقصد کی بجا

marfat.com

Marfat.com

آوری میں نورالدینؒ زنگی کا کردار تصرف ہے ذات سید کائنات ﷺ کا۔

مذکورہ بالا تجزیات جن کی تائید وتردید قرآن مجید سے حاصل کی گئی تا کہ شان رسالت مآب ﷺ کے حصر کی کوششیں پیہم ہوتی رہیں اور اس ضمن میں انسانی ادراک کو پیش رفت کی توفیق نصیب ہوتی رہے۔ ہر مومن عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار انہیں کائنات کا سرور ﷺ وسید ﷺ اور اول وآخر ﷺ ماننے میں روح بلالؓ کا پرتو ہو۔ انسان کی موت اسے ہمیشہ کے لیے نہیں مٹا دیتی بلکہ کائنات موجود سے عدم کی طرف منتقل کر دیتی ہے وہاں کی طرز حیات صرف ان کی نگاہ میں ہے جن پر اللہ علیم وحکیم نے آشکارہ فرمادی ہو۔ اس حقیقت کو شعوری سطح پر لانے کے لیے اسلامی شریعت کا ایک پہلو کھلی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جب بھی کسی مسلمان کا قبرستان کے قریب سے گذر ہو تو وہ کہے **السلام علیکم یا اھل القبور**۔ اس کا ترجمہ صرف یہی ہے کہ "اے قبروں والو تم پر سلامتی ہو۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قبر میں مسلمان ہمیشہ کے لیے مٹ جاتا ہے تو پھر اسے سلامتی کی دعا کیا معنی رکھتی ہے۔ چونکہ یہ حکم خداوندی ہے لہٰذا اس کی تعمیل اس کا پسندیدہ عمل ہے وہ ہرگز لایعنی باتوں کا حکم صادر نہیں فرماتا کیونکہ وہ عزیز و حکیم ہے دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی کو سلام کہنا سنتِ رسول ﷺ ہے مگر جواب دینا فرض ہے میرا تو یہ ایمان ہے کہ عالم برزخ کے یہ مکین عالم تگ ودو کے باسیوں کی اس دعا کا توفیق حق سے جواب ضرور دیتے ہوں گے۔ یہ ایک کھلی اور قابل فہم دلیل ہے کہ انسان حیات ابدی لے کر تخلیق ہوا ہے لیکن اس ابدیت میں ایک معینہ عرصہ وہ جامۂ بشریت میں بشری تقاضوں کے مطابق کرہ ارض پر گزارتا ہے، پھر قاعدہ فطرت کے تحت اسے موت کے مرحلے سے گذرنا پڑتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جب ایک عام مسلمان کی موت اسے ہمیشہ کے لیے نابود نہیں کرتی تو وہ! جو وجہ تخلیقِ کائنات ہیں انکی موجودگی میں شک جہالت مطلق ہے۔

جناب عثمان جلابی ہجویری نے اپنی تصنیف ''کشف المحجوبؒ'' میں بڑے دقیق انداز سے اس نکتے کی وضاحت فرمائی ہے۔ جو فانی شئے سے دل لگاتا ہے تو اس شئے کے فنا ہو جانے سے اسے رنج ہوتا ہے جو شخص اپنی جان حضرت باقی (اللہ تعالیٰ) کے سپرد کر دیتا ہے تو جب اس کا نفس تباہ ہو جاتا ہے (جسم سے اسکا تعلق کٹ جاتا ہے) تو وہ بقائے دوام سے (تعلق جسم کے بغیر) باقی رہتا ہے۔ پس جس نے جناب محمد ﷺ کے جسم پاک کو ظاہری آنکھ سے دیکھا تو جب وہ جسم پاک جہاں سے اٹھ گیا تو آنحضرت ﷺ کی تعظیم بھی اس کے دل سے اٹھ گئی جس نے آپ ﷺ کی روح پاک کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھا اس کے لیے آپ ﷺ کا جہان سے چلے جانا اور یہاں رہنا دونوں برابر ہیں کیونکہ اس نے بقاء کی حالت ہیں حضور ﷺ کی بقاء کو حق تعالیٰ کے واسطے سے اور فنا کی حالت میں حضور ﷺ کی فنا کو اللہ ہی کی طرف سے سمجھا۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم

marfat.com
Marfat.com

سیّد البشر ﷺ

ہر ذی روح کی زندگی دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ ایک اس دنیا میں جسم اور روح کی زندگی جو فانی ہے اور دوسری عالم بالا یا عالم ارواح میں زندگی ہے جو دائمی یا باقی ہے۔ حکمت خداوندی کے تحت انسان اس عرصہ حیات کے دوران جامعہ بشریت میں مبعوث ہو کر حیات فناء کے مراحل طے کرتا ہے۔ پھر خداوند ذوالجلال کا حتمی طے شدہ حکم پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ موت اسے پھر عالم فناء سے عالم بقاء میں منتقل کر دیتی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 185: آل عمران 3

ترجمہ:۔ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

قرآن: کان امر اللہ قدرً مقدورۃ۔

ترجمہ:۔ اور اللہ کا حکم حتمی طے شدہ ہے۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
(اقبالؒ)

سرکار دو عالم ﷺ کا نور اقدس تخلیق آدمؑ سے پہلے بھی موجود تھا۔ اس کی تائید خود سرور دو جہاں ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمائی کہ میں اس وقت بھی موجود تھا جب حضرت آدمؑ جسم اور روح کے درمیان تھے۔ روزِ ازل سے

marfat.com
Marfat.com

جناب محمد ﷺ کا کائنات کے معاملات میں تصرف، توفیق، حق سے، قرآن و حدیث کی روشنی میں بارہا بیان ہوتا رہے گا۔ یہاں حضور انور ﷺ کی حیات بشری جو فرائض منصبی یعنی نبوت کی بجا آوری کے لئے ودیعت کی گئی، زیر بحث آئے گی۔ یہی وہ پہلو ہے جو اہل عقل اور اہل محبت کے درمیان متنازع ہے۔ اہل مودت کا یہی عقیدہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ بشرِ محض نہیں بلکہ وہ ﷺ نور من نور ہیں اور ایمان کی شرط اولین ہیں۔ جس طرح قرآن مجید حق و باطل کے ہر ہر معاملے کو ممیز کرنے والا ہے اسی طرح یہاں بھی فرقان حمید اپنا حکیمانہ کردار بھرپور انداز میں ادا کرتا ہے۔

قرآن :۔ آیت نمبر 158 : الاعراف 7

ترجمہ:۔ آپ ﷺ فرمادیجئے! اے لوگو بے شک میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں تم سب کی طرف۔

قرآن مجید کے احکامات ابدی ہیں۔ ان کا اطلاق حضرت نوحؑ کے دور مبارک میں بھی تھا۔ پھر ہر نبیؑ نے انہی تعلیمات کو حق شناسی و حق آگاہی کا ذریعہ بنایا۔ تمام الہامی کتب و صحائف قرآن کریم کا حقیقی پَرتو تھے۔ پھر پیغمبر آخر زمان ﷺ اپنے نور کے ساتھ اس فرمان الٰہی کے اتمام کی خاطر مبعوث ہوئے۔

قرآن :۔ آیت نمبر 15 : المائدہ 5

ترجمہ:۔ آچکے ہیں تمہارے پاس نور اور کھلی کتاب۔

قرآن مجید نے حضور انور ﷺ کی ذات عالی مرتبت کو صریحاً نور کہا ہے کیونکہ یہاں دو چیزوں کا واضح بیان ہے یعنی نور اور کھلی کتاب۔ نور اور کتاب مبین کا ایک ساتھ آنا جہاں انسانیت پر ایک ماوراء تصور احسان ہے وہاں ایک کڑی

marfat.com
Marfat.com

آزمائش بھی ہے۔ جناب مصطفیٰ ﷺ نے نہ صرف قرآنی حکمتوں کو ایک معلم کی حیثیت سے اجاگر کیا بلکہ اپنے ہزاروں اصحاب کرامؓ کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھایا۔

جب قرآن مجید کی حقانیت ابدی ہے تو پھر یقیناً مذکورہ بالا الاعراف کی آیت مبارکہ میں الناس اور جمیع سے مراد اس کائنات میں پیدا ہونے والا ہر ہر انسان ہے۔ اسے کسی ایک عہد کے انسانوں پر محیط نہیں کیا جا سکتا۔ صبح ازل سے نظام کائنات کی جاودانی مرہون ہے سرکار ﷺ کے رحمت للعالمین ﷺ ہونے کی۔ نور محمدی ﷺ کو جامہ بشریت میں ڈھال کر مبعوث فرمانا حکمت خداوندی کا ایک عظیم مظہر ہے۔ اس بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے۔ جامہ بشریت میں آپ ﷺ کا تشریف لانا ضروری اس لئے تھا کہ فطرت کا تقاضہ پورا ہو۔ یعنی بشر کا بشر سے رابطہ ہو۔ یوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے انسان کے لئے ایک کھلی آزمائش بنا دیا۔ اس کا ثبوت دور رسالت میں کفار ومنافقین کے اعتراضات ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہو کر ابدیت اختیار کر گئے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 7: الفرقان 28

ترجمہ:۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا اللہ کا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

آج بھی اللہ تعالیٰ کے مقبولان پر یہی انگشت نمائی ہوتی ہے کہ انکا ظاہر عمومی ہے۔ عوام الناس کو ہمیشہ توقع رہی ہے کہ اللہ کا نبی یا مقرب کوئی مافوق الفطرت شئے ہو یا پھر دنیاوی جاہ وحشمت میں یکتا ویگانہ ہو۔ حضور پر نور ﷺ کے اعلان نبوت پر کفار مکہ نے بھی یہی اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو مکہ کے سرداروں میں سے

marfat.com
Marfat.com

کوئی نظر نہیں آیا جو ایک یتیم کو نبوت عطا فرمادی۔

قرآن :۔ آیت نمبر 8,9: الانعام 6

ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں وہ کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس نبی ﷺ
پر فرشتہ' اور اگر کہیں اتارا ہوتا ہم نے فرشتہ تو فیصلہ
ہو چکا ہوتا پھر نہ ملتی انہیں کوئی مہلت اور اگر بناتے
ہم رسول فرشتے کو تو بھیجتے ہم اسے آدمی ہی کی
صورت میں اور مبتلا کر دیتے ہم ان کو اس شبہ میں
جس میں وہ اب مبتلا ہیں۔

قرآن :۔ آیت نمبر 95: الاسراء 17

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے! اگر ہوتے زمین میں فرشتے، چل پھر
رہے ہوتے اطمینان کے ساتھ تو ضرور نازل کرتے
ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر۔

ازل سے ابد تک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے انبیاءؑ کو نگاہ ظاہر سے محض بشری حیثیت میں مانتے اور جانتے ہیں وہ صریحاً شیطان کے پیروکار ہیں۔ قرآن مجید نے العالمین نے اسے واضح کفر قرار دیا ہے۔

قرآن :۔ آیت نمبر 6: التغابن 64

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا کہ کیا ایک بشر ہمیں ہدایت دے گا'
پس انہوں نے کفر کیا۔

۔ بڑی آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کتنے غافل و جاھل ہیں وہ لوگ جو

marfat.com
Marfat.com

صدیوں سے اس مفروضے پڑے ہوئے ہیں لیکن قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ پر رک کر غور وفکر کی توفیق نصیب نہیں۔ اب میں بندۂ ناچیز ان کو توفیق حق سے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور دعا گوں ہوں کہ اللہ رحمٰن ورحیم انکو ہدایت دے اور انکے اس گناہ کبیرہ کو سرکار دو عالم ﷺ رحمت للعالمین ﷺ کی رحمتوں کے صدقے میں معاف فرمائے اور قرآن مجید کو سمجھنے اور تدبر کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

حضور پُر نور ﷺ کی فانی اور باقی دونوں حیات مبارکہ اپنی اپنی حیثیت میں بے مثل و یگانہ ہیں۔ ان کا مطالع، تجزیہ اور تدبر محض علمی سطح پر بے مقصود و بے سود ہوگا۔ علم کے ساتھ ساتھ جب تک حضرت بلالؓ اور اویس قرنیؓ کی نگاہ عشق و مستی نصیب نہ ہو مقام رسالت مآب ﷺ قلوب میں فرقان نورانی کی حیثیت اختیار نہیں کرتا۔ جب علم بھی ہو، فلسفیانہ فکر و تدبر اپنے اوج کمال پر ہو۔ وجدان اور صوفیانہ ذوق بھی ہو، نگاہ عشق و مستی سے رواں رواں سرشار ہو تو بے پایاں اقبال مندی نصیب ہوتی ہے۔ رحمت تمام ﷺ کا جلوۂ جہاں تاب صاحب اقبال کے مبارک لبوں پر ایک نعرۂ حق بن کر امر ہو جاتا ہے۔ کلام بھی امر، صاحب کلام بھی امر، عشق بھی امر اور عشاق بھی امر۔ یہی ہے ورفعنا لک ذکرک O

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

(اقبالؒ)

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبالؒ)

marfat.com
Marfat.com

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا' حبشیؓ کو دوام ہے

(اقبالؒ)

یہاں اسلامی نقطۂ نظر سے عقل مندی کا ایک حتمی معیار طے پاتا ہے کہ اگر حکمت خداوندی کو سمجھ کر ایک حبشی غلام درجۂ ایمان تک پہنچتا ہے اور اسی عقیدے کی استقامت لئے وہ جہان فانی سے رخصت ہوتا ہے تو وہ بلاشبہ عقل مند ہے۔ دنیا اپنی بے ثباتی' فناء اور عارضی ہونے کے سبب محض دھوکے کا سامان ہے اور شیطان لعین ورجیم کا آلۂ کار ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 6: الانفطار 82

ترجمہ:۔ اے انسان تجھے رب کریم کے بارے میں کس شئے نے دھوکے میں ڈالے رکھا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 33: لقمان 31

ترجمہ:۔ پس نہ دھوکے میں ڈالے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکے میں ڈالے تمہیں اللہ کے بارے میں وہ دھوکے باز۔

قرآن:۔ آیت نمبر 185: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

اس کے برعکس اگر کوئی انسان چاند اور مریخ پر تو کمند ڈال رہا ہے لیکن خواہشات نفس کی پیروی اسے معرفت الٰہی سے روکے ہوئے ہے تو وہ ہرگز عقل مند

marfat.com
Marfat.com

نہیں۔ اس نے آخرت کی ہمیشگی کے بدلے میں عارضی تعیشات کو مطمع قلب ونظر بنائے رکھا۔

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ جل شانہ نے ہر ہر آیت مبارکہ میں اچھوتا انداز بیان اختیار کیا ہے جو فی نفسہ اس آیت مبارکہ کی حقانیت کا مظہر کامل ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 26: البقرہ 2

ترجمہ:۔ اس کے ذریعے اللہ اکثریت کو گمراہ کرتا ہے اور اس کے ذریعے اکثر کو ہدایت سے نوازتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیت مبارکہ بھی حکیمانہ اظہار وتاثرات کا ایک انوکھا انداز رکھتی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 110: الکہف 18

قرآن:۔ آیت نمبر 6: فصلت 41

ترجمہ:۔ آپ ﷺ کہہ دیجئے! کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں مگر مجھ پر وحی اترتی ہے۔

قرآن مجید میں جہاں انا بشر مثلکم ہے وہاں یوحی الی ضرور آیا ہے۔ اظہار وتاثرات کی رو سے اسکا عوامی انداز یوں ہوگا جیسے ایک شخص دوسرے کو انکساری کی بناء پر کہے کہ "میں تو ایک جاہل آدمی ہوں لیکن میں نے ایم۔اے کیا ہوا ہے"۔

اللہ رب العزت کو اپنے محبوب برحق ﷺ کی زبان اقدس سے یہ بات کہلوانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ تمہاری طرح کا بشر کہہ کے ساتھ ہی اپنا

marfat.com
Marfat.com

طرۂ امتیاز بھی جتلا دیا۔ اس ایک وحی کے اترنے میں ہی شرف' قدس' جبروت' عظمت' فضیلت' وقار' تکریم اور رحمت للعالمینی کا کُل مضمر ہے۔ آپ ﷺ جب اس صفت سے موصوف ہوئے تو پھر نہ کوئی آپ ﷺ کا مقابل' نہ کوئی مماثل نہ کوئی عدیل۔

اللہ جل شانہ کو یہ بات اس لئے کہنا پڑی کہ ازل سے تا ابد انسانی فکر' شعور' ادراک' فہم' فراست اور وجدان کبھی بھی اس درجہ کمال تک نہ پہنچ سکے گا جہاں وہ مرتبہ سرور اولین و آخرین ﷺ کا حصر کر سکے۔

وہ عرش و فرش کی کائنات کے رہنما ہیں وہ انبیاء کے امام ہیں' روح الامین ان کی بارگاہ عظمت کا شیدائی ہے۔ عرش مجید ان کے نقش پا کی برکتوں کا امین ہے آفتاب و مہتاب ان کی نگاہِ جمال کی تجلی کا پَرتو ہیں۔ زمان و مکان ان کی تقدیس و ثناء کی آوازوں سے معمور ہیں۔

حسن حق ان کی بارگاہ کرم و عطا کا نقیب ہے۔ عشق ان کے نام مبارک کے جلوؤں کے صدقے حیات تازہ کا پیکر ہے۔ سجود بندگی ان کے آستان جمال کی نعمت ہیں۔ نور سینہ ان کے تبسم کرم کا معجزہ ہے۔ ایمان محکم ان کی ادائے عطا کا کرشمہ ہے۔ اور تمام تر نمود کائنات ان کے وجود قدسی کی کرامات ہے۔

(سید محمد وجیہہ السیما عرفانی" ماخوذ از "شرح صدر")

دراصل انا بشر مثلکم کہلوانے میں اللہ جل شانہ کی حکمت یہی ہے کہ انسانی بصیرت کی فرومائیگی' کورفہمی' کورنگاہی' تاب جمال و جلال مصطفیٰ ﷺ کی حقیقی جلوہ

marfat.com

Marfat.com

تابی کے حصار سے معذور ہے۔ اس کی حقیقی وضاحت ہمارے باباسیّد محمد وجیہہ السیما عرفانیؒ نے بڑے عام فہم اور خوبصورت پیرائے میں فرمائی:۔

ارشاد فرمایا کہ اگر ایک چار سالہ بچہ اپنی ماں سے سوال کرے کہ میں کس طرح پیدا ہوا تو ماں کے پاس کوئی چارہ نہیں مگر یہ کہ ٹال مٹول سے کام لے' یہی حقیقی وضاحت ہے انا بشر مثلکم کی۔(واللہ اعلم)

marfat.com
Marfat.com

انا بشر مثلکم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ جل شانہٗ کے ایماء پر یہ فرمانا:۔

قرآن:۔آیت نمبر 110: الکہف 18

ترجمہ:۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ بے شک میں تمہاری طرح کا بشر ہوں مگر مجھ پر وحی اترتی ہے۔

بارہا تحریر کیا ہے کہ قرآن مجید کی ہر ہر آیت مبارکہ کا اسلوب خطابت بہت سی مصلحتیں سمیٹے ہوئے ہے۔ ہر زاویہ نظر سے دیکھنے والا اس کے من پسند مفاہیم تراش لیتا ہے۔ لیکن حقیقی معنویت کو وہی پہنچتے ہیں جو فلسفیانہ طرز فکر، سائنسی تجسس، قوت عمل پیہم، یقین محکم، وجدان، صوفیانہ ذوق اور محبت رکھتے ہیں۔

یہاں قُلْ کے معنی حکم خداوندی ہے کہ اللہ کے ایماء پر لوگوں سے فرما دیں کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں۔ درحقیقت اللہ عزیز و حکیم نے اس حکم کے تحت انسان کو پابند کر دیا ہے کہ وہ ذات سید کائنات ﷺ کے بارے میں اپنی عقل کے گھوڑے نہ دوڑائیں کیونکہ منتہائے عقل انسانی ابتدائے حقیقت رسول اولین و آخرین ﷺ ہے۔ ہمارے مرشد گرامی حضرت محمد وجیہہ السیما عرفانیؒ نے ایک انتہائی خوبصورت مگر جامع مثال سے اسے یوں واضح فرمایا کہ اگر ایک چار سالہ بچہ اپنی ماں سے سوال کرے کہ میں کیسے پیدا ہوا تو یقیناً اس کے پاس ٹال مٹول کے سواء کوئی چارہ نہیں۔ اس آیت مبارکہ میں بھی یہی مصلحت خداوندی ہے واللہ

marfat.com
Marfat.com

اعلم۔ بہر حال قرآن وسنت نے جہاں تک حقیقت محمدی ﷺ کو واضح فرمایا ہے کم ازکم وہاں تک اس کے ادراک کی جستجو تو ہونی چاہیے۔

محمد مصطفیٰ ﷺ‘ احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ جیسی ہستی کے محبوب ﷺ اور اس کے مطلوب ومقصود ہیں۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

- کائنات کی ہر شئے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نور مبارک تخلیق فرمایا تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- فیصلہ کن انداز میں خالق ارض وسموات نے فرمادیا:۔ لو لاک لما خلقت الا فلاک کہ اے محبوب ﷺ اگر میں اپنی محبت کو آپ ﷺ کے پیکر اقدس میں نہ ڈھالتا تو یہ کائنات ہرگز پیدا نہ کرتا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے درود وسلام کو ہمہ وقت اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- عالم بشریت میں علم وفضل کے لحاظ سے (نعوذ باللہ) ہمسری تو در کنار زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر بھی کوئی نہیں ٹھہرتا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- وہ جو صاحب ﷺ قرآن ہیں‘ معنی قرآن ہیں بلکہ جیتا جاگتا قرآن ہیں۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- شب معراج‘ سفر معراج پر اللہ ذوالجلال والاکرام خود ان کا ہمسفر ہوا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- سر عرش معلیٰ رب ذوالجلال وحقیقت منتظر خود روبرو محبوب ﷺ ہوا اور محبوب ﷺ کی نگاہ شوق کو داد تحسین ان الفاظ میں پیش کی:۔

قرآن: آیت نمبر 17,18: النجم 53

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:۔ نہ چندھائی اس کی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔ بے شک
اس نے دیکھیں اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں۔

تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- شب معراج جلوۂ خداوندی سے بہرہ اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ساتوں آسمانوں کی سیر، جنت و جہنم کا نظارہ، نظام کائنات کی حقیقت، یعنی تمام تر عالم غیب کا شہود ہوا۔

ان ﷺ سے پہلے تھا اس عالم میں فقط غیب ہی غیب
ان ﷺ کے آنے کی یہ برکت ہے کہ ہر غیب شہود

حضرت عرفانیؒ

جن پر اللہ عالم الغیب نے تمام تر غیب ظاہر فرما دیا تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

ازل سے ابد تک ہر امت اور ہر فرد کی گواہی آپ ﷺ کی مقدس ذمہ داری قرار پائی یعنی ہر فرد کی تقدیر کا حتمی فیصلہ آپ ﷺ کی گواہی پر کیا جائے گا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 41: النساء 4

ترجمہ:۔ وہ کیا حالات ہونگے جب ہم لائیں گے ہر امت
میں سے ایک گواہ اور لائیں گے تمہیں ان تمام پر
گواہ۔

جب اس کائنات کے ہر ذی روح کی اُخروی کامیابی کا مکمل انحصار آپ ﷺ کی گواہی پر ہے۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- جن کی انگلی مبارک کی ہلکی سی جنبش سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

marfat.com
Marfat.com

- جن کی قدرت تصرف سے سورج کو غروب ہونے کے بعد واپس آنا پڑا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟
- وہ ذات بابرکات ﷺ جن کی اطاعت کو اللہ جل شانہ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 80: النساء 4

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو دراصل اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

وہ جو محمد رسول اللہ ہیں نہ کہ محمد ﷺ بَشَرُ اللّٰہ۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

اس حقیقت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ہمارا ایمان محمدؐ رسول اللہ پر ہے محمد ﷺ بشر اللہ پر نہیں۔ جو شئے ایمان کی بنیاد ہے اہمیت وفضیلت اس کی ہے۔ ہمیں ذات سیّد کائنات کو رسول ﷺ ہی کی حیثیت میں جاننا اور ماننا ہے۔ یہی تاکید قرآن مجید بھی فرماتا ہے۔

قرآن:۔ مامحمد ﷺ الا رسول: آیت نمبر 144: آل عمران 3

ترجمہ:۔ نہیں ہیں محمد ﷺ مگر اللہ کے رسول ﷺ۔

اس آیت مبارکہ کے حوالے سے تفصیلی بحث ایک اور موقع پر کی جا چکی ہے۔

وہ جو ازل سے تا ابد الآباد تمام عالمین کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں۔

قرآن:۔ آیت نمبر 107: الانبیاء 21

ترجمہ:۔ اور نہیں بنا کر بھیجا ہم نے تمہیں مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت۔

marfat.com
Marfat.com

تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

وہ یٰسین وطٰہٰ کی صورت قرآن مجید کا ازلی بھید ہیں:۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول ﷺ وہی آخر
وہی قرآں' وہی فرقاں' وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

(اقبالؒ)

تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

وہ جو رب ذوالجلال کے بعد بزرگی' شرف اور فضیلت میں یکتا و یگانہ ہیں:۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبالؒ)

تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- وہ جنہیں عرش معلیٰ پر نعلین مبارکہ سمیت قدم رنجہ فرمانے کا اذن ملا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟
- وہ جنہیں ہر صاحب ایمان اپنی جان' مال' اولاد اور دنیا کی ہر شئے سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟
- وہ جن کا ہر عاشق زندۂ جاوداں ٹھہرا اور اللہ خیر الرازقین کے عطا کردہ خزانے تقسیم کرنے پر مامور ہوا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟
- وہ جنہوں نے میدان جنگ میں بھی دلوں کو فتح کیا۔ تو کیا وہ بشر محض ہیں؟
- وہ جنہوں نے فرائض نبوت کی ادائیگی میں ناقابل موازنہ حد تک اذیتیں

marfat.com
Marfat.com

برداشت کیں۔تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- ایک یتیم بچہ جسے دو جہانوں کی شہنشاہیت نصیب ہوئی۔تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- وہ جو کائنات کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کے حامل ہیں۔تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- وہ جو ازل سے ابد تک ہر ہر مخلوق کے لئے رسول ﷺ بنا کر بھیجے گئے۔تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

جس کسی صاحب ایمان نے سید و مولائے دو جہاں ﷺ کی ایک جھلک بھی دیکھی وہ صحابیؓ کے درجے پر فائز ہوا۔اب تا قیامت اور مابعد کوئی صالح و مقرب ولی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔یہی نہیں بلکہ تبع تابعین (وہ جنہوں نے کسی صحابیؓ کو حالت ایمان میں دیکھا) کے درجے تک بھی کوئی نہیں پہنچے گا۔اس درجے منصب اور عہدے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک پہچان مقرر فرما دی جو ان کے اسماء مبارکہ کا لازمی جزو بن گئی یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کا اللہ ان سے راضی ہوا)۔یعنی اس میں امکان کی بات نہیں کہ شاید اللہ ان سے راضی ہو جائے بلکہ حتمی طور پر فیصلہ دے دیا کہ اللہ ان سے راضی ہوا۔وہ ﷺ! جن کی حالت ایمان میں ایک جھلک کو یہ پذیرائی اور شرف حاصل ہے۔تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- وہ ﷺ! جن کا نہ کوئی مقابل، نہ کوئی مماثل، نہ کوئی عدیل، تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

- وہ ﷺ! جو برتر از خیال و قیاس و گمان و وھم ہیں۔تو کیا وہ بشر محض ہیں؟

استعاروں سے محبت ہو نہیں سکتی بیان
آپ ﷺ سا کوئی نہیں! بس آپ ﷺ سا کوئی نہیں!

سجاد

marfat.com
Marfat.com

میثاقِ انبیاء

قرآن:۔ آیت نمبر 81: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور جب لیا اللہ نے عہد (میثاق) نبیوںؑ سے کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا کتاب اور حکمت میں سے، پھر آئیں کوئی رسول ﷺ تصدیق کریں اس کی جو کچھ تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے۔ فرمایا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور ان شرائط پر یہ ذمہ داری لیتے ہو ان سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا اب ان کا شھود کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں شھود کرنے والوں میں پس جو کوئی پھرا اس کے بعد تو وہی فاسق ہوں گے۔

عالم ارواح میں اللہ حکیم و مقتدر نے تقدیر کائنات کے پروگرام کے مطابق تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ایک اقرار لیا۔ حلف برداری کی اس تقریب کے عالم بالا میں انجام پانے کی دلیل یہ ہے کہ زمین پر کبھی بھی جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع مروی نہیں ہے اس کی منطقی حجت بھی یہی ہے کہ ہمیشہ ایسی تقاریب اپنی بارگاہ خدواندی میں منعقد کی ہیں پروگرام کے مطابق ہر ایک کو کتاب

marfat.com
Marfat.com

اور حکمت عطا ہو چکی منصب نبوت کی انجام دہی اور اسلوب کے بارے میں تمام احکامات کی وضاحت فرما دی گئی پھر اہتمام تقریب کی مقصدیت بنیاد اور مرکزیت کو اجاگر کیا گیا۔ اللہ جل شانہ نے میثاق کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی کہ کسی ایک معینہ وقت پہ اس ذات اقدس ﷺ کو جو، وجہ تخلیق کائنات ہیں اور جن کے صدقے میں آپ سب کو نبوتیں عطا کی جا رہی ہیں مبعوث کیا جائے گا۔ وہ ذات عالی ﷺ جو کائنات میں ہمیشہ صادق و امین کے اسماء مبارک سے جانے جائیں گے انکے تقاضہ نبوت کی اولیت آپ سب کی نبوتوں اور کتاب وحکمت کی تصدیق کرنا ہوگی۔ اسی تصدیق کی بدولت اللہ حکیم علیم انہیں کو روز محشر تمام امتوں پر گواہ ٹھہرائے گا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 41: النساء 4

ترجمہ:۔ پس وہ کیا احوال ہوں گے جب ہم لائیں گے ہر
امت میں سے گواہ اور اے محبوب ﷺ برحق
لائیں گے آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ۔

اس عظیم اعزاز کا اختصاص مرکز رسالت ماب ﷺ سے دائرہ امت پر بھی محیط ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 143: البقرہ 2

ترجمہ:۔ تا کہ تم ہو جاؤ گواہ لوگوں پر اور رسول ﷺ ہوں
گواہ تم پر۔

لتنومنن بہ و التنصرنہ (تم ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور ان کی مدد کرو گے) یہاں دونوں الفاظ عربی کے ''ل'' کے ساتھ آئے ہیں جو ل تاکید کہلاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

یعنی کسی فعل کو فرض کی حد تک ادا کرنا مقصود ہو تو لام تاکید بطور سابقہ داخل کیا جاتا ہے انبیاء کرام علیہمہ السلام کو یہ تاکید کہ ان پر ضرور ایمان لانا اس بات کا غماز ہے کہ کسی بھی عرصہ حیات میں سرکار ﷺ کی ذات اقدس پر یقین وتسلیم کی حد تک نہیں بلکہ اپنے اپنے دور نبوت میں آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا باقاعدہ پرچار بھی شامل ہے۔ دور حاضر کے محققین نے علمی سطح پر اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ تقریباً ہر مذہب کی کتابوں اور تعلیمات میں سرکار ﷺ کے آخری نبی ﷺ ہونے کے شواہد توفیق حق سے محفوظ پڑے ہیں یہی انبیاء کرام کی اپنے اقرار کی پاسداری کا حتمی ثبوت ہے۔

تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے ادوار مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں اپنی امتوں کو باقاعدہ تعلیم فرمائی۔ اس دین کی ترویج واشاعت فرماتے رہے جس پر حضور کو خاتم الانبیاء کی مہر ثبت فرمانا تھی۔ یہ بھی دوسرے انبیاء کا ایمان لانا اور مدد کرنا ہے اسی لیے جب آپ ﷺ کونین میں تشریف لائے تو اللہ اور اس کے دین کا تعارف لوگوں کے لیے اتنے اچنبے کی بات نہ تھی۔ بلکہ یہودیوں نے مقام بعثت کی جو نشانیاں سن رکھی تھیں ان کے مطابق وہ مدینہ منورہ میں آ کر آباد ہوئے اور رحمت تمام ﷺ کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں مدد فرمائی کی بیت اللہ کی تعمیر کے صلے میں اللہ جل شانہٗ سے دعا فرمائی کہ آخری نبی ان کی ذرّیّت میں سے ہو۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کر کے اگلے وقتوں میں دین ابراہیمی کی راہ ہموار فرمائی۔ یہ بھی ایمان لانا اور مدد فرمانا ہے۔

اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اہم ترین فریضہ یہ بشارت سنانے پر مرکوز رہا کہ اللہ کے محبوب ﷺ کا زمانہ قریب آ گیا ہے یہ بھی

marfat.com

Marfat.com

ایمان لانا اور مدد کرنا ہے الغرض تمام انبیاء کرام کا فرض منصبی غماز ہے کہ وہ اپنی امتوں کو دین مصطفیٰ ﷺ ہی کی تعلیم دیتے رہے۔

جب اس مجلس مذاکرہ میں نظام کائنات کی پالیسی وضع ہو چکی، انبیاء کرام کو ان کے فرائض منصبی کے بارے میں وضاحت کر دی گئی۔ زمان ومکان کا معاملہ طے پا گیا۔ لائحہ عمل واضح کر دیا گیا۔ کارکردگی کا معیار لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ مقرر فرما دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے عزم وایثار کو پرکھنے کے لیے استفسار فرمایا کہ کیا وہ اس انتہائی کٹھن فریضے کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ کو تیار پاتے ہیں تو انبیاء کرام نے مکمل یکجہتی اور ہم آہنگی سے اقرار کیا کہ وہ ہر حال میں اس سے عہدہ براء ہوں گے۔

جب ماتحت اپنے آقا کو بھرپور کارکردگی کی یقین دہانی کرا دیں تو ان کی مزید حوصلہ افزائی کے لیے کچھ انعام وکرام کا وعدہ ہوتا ہے یا کچھ نہ کچھ پیشگی ادا کر دیا جاتا ہے یہی روایت اللہ کریم نے اس موقع پر قائم فرما دی۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ وہ ہستی جن کے لیے تم سب یہ زحمت کشی گوارہ کرنے کو تیار ہو میں تمہیں ان کے جلوہ بے مثل سے بہرہ اندوز کرتا ہوں یہ جلوہ نمائی انبیاء کرام کے لیے ناقابل یقین اور ناقابل بیان اعزاز تھا جو ان کے لیے معراج کی حیثیت رکھتا تھا یہی نہیں بلکہ اس معراج کی شان اور بھی دوبالا ہو گئی جب اللہ رحمٰن ورحیم نے فرمایا کہ شھود، میں میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ یہ جلوہ اس کے حبیب کا تھا وہ رخ زیبا جو ازل سے ابد تک بے مثل ہے اور خالق کائنات کی محبت ہے۔ اس کی نگاہ شوق کیسے گوارہ کر سکتی تھی کہ دوسرے تو دیدار کریں اور وہ خود نہ کرے اس لیے دیدار مصطفیٰ ﷺ کے لیے اللہ نے انکا ہمدم بننا گوارہ کیا اور انبیاء کو ایک فضل بے کنار سے نوازا۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم

marfat.com

Marfat.com

الہامی کتب اور صحائف میں جناب محمد ﷺ کا تذکرہ

قرآن مجید ایک الہامی کتاب ہے اس میں تحریف و تبدیلی انسانی استعداد سے ماوریٰ ہے کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خداوند الحفیظ و السلام نے لے رکھی ہے۔ اس کی حقانیت پر ایمان و عمل کے لیے یہی ایک زندہ معجزہ کافی ہے۔

قرآن :۔ آیت نمبر 9 : الحجر 15

ترجمہ :۔ بے شک ہم ہی نے قرآن نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔

قرآن مجید کے علاوہ دیگر الہامی کتب بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تھیں لیکن وہ ہمیشہ انسانوں کے لیے ایک کڑا امتحان رہی ہیں۔ طالبان دنیا نے ہمیشہ ان میں من پسند تبدیلیاں کر کے ظن و گمان کو اپنے فکر و عمل کا منبع و معدن بنائے رکھا۔ اگر چہ ان کتب کی تعلیمات وہی تھیں جو قرآن مجید کی ہیں لیکن حفاظت خداوندی سے مستثنیٰ تھیں۔ پیام خداوندی روز ازل سے دین اسلام ہی تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمام تر الہامی کتب اور صحائف میں اتنی تحریفات ہوئیں کہ ان کی حقانیت کو مسخ کر کے رکھ دیا گیا لیکن جن آیات مبارکہ کو حکمتاً محفوظ رکھنا ضروری تھا وہ ان کتب میں بھی انسانی دست درازی سے بچالی گئیں۔

جدید محققین نے توفیق حق سے قرآن مجید کو جب دوسری کتابوں کے تناظر

marfat.com
Marfat.com

میں دیکھا تو بہت سی معجزانہ حکمتیں سامنے آئیں۔ بہت سے ادیان کی کتابوں میں قرآنی آیات مبارکہ سے بے حد مطابقت رکھنے والا حق آج بھی محفوظ ہے جو انتہائی بدقسمتی سے ذرائع ابلاغ پر طاغوتی قوتوں کے قابض ہونے کے سبب چند لائبریریوں کی شیلفوں میں دھرے کا دھرارہ جاتا ہے۔ ان آیات مبارکہ کی حفاظت فرمانا یقیناً حکمت خداوندی کا مظہر ہے حکمت کا برمحل اظہار انسانیت کے لیے ایک واضح نشانی اور کھلی دلیل بن جاتا ہے جس کا کفر قلب ونظر پر صرف مہر خداندی کی بدولت ہے۔

نبی برحق ذات سید کائنات کے خاتم النبیّن ﷺ ہونے کا ذکر مبارک اللہ جل شانہ نے ہر صحیفے اور الہامی کتب میں فرمایا (واللہ اعلم) جن میں سے کچھ کا ذکر مبارک اس نے قرآن حکیم میں تائیدی انداز میں فرمایا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 40: الاحزاب 33

ترجمہ:۔ اور نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور خاتم النبیّین ہیں۔

بعض مسلمان محققین نے توفیق حق سے اس ضمن میں انتہائی محنت اور سچی لگن سے کام کیا اور ان کے وسیلے سے پہلے صحائف وکتب کی محفوظ آیات یا مفہوم منکشف ہوا ہے ان میں سے چند ضبط تحریر کی جارہی ہیں۔

جناب احمد دیدات صاحب ایک نامور محقق اور حقیقی مبلغ اسلام تھے اس ضمن میں وہ کام کیا ہے جو صرف نگاہ عشق ومستی والوں کا خاصہ رہا ہے امریکہ اور مغرب میں اسلام پھیلانے میں انکا قابل قدر اور قابل لحاظ حصہ ہے ممکنہ حد تک جدید ذرائع ابلاغ کو مستعمل فرمایا۔ احمد دیدات صاحب نے بے شمار یہودیوں اور

marfat.com
Marfat.com

عیسائیوں سے مباحثے کیئے جن میں سے اکثر اوقات ان کے علماء پادری اور راہب لاجواب ہو کر کھسکتے بنے۔ ساؤتھ افریقہ میں خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں پیش گوئی کے ضمن میں انکا مباحثہ پورے استدلال کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں جو ان کی کتاب "What the Bible Says about Muhammad (PBUH)" اس مباحثے کا آغاز عیسائیوں کے اسی دعوے سے ہوا کہ بائبل میں مستقبل کے بارے میں چیدہ چیدہ پیش گوئیاں موجود ہیں۔ مشہور سائنس دان نیوٹن اور سیاستدان ہنری کیسنجر، موجودہ پوپ اور یہاں تک کہ روسی بیداری اور استحکام کی خبریں موجود ہیں۔ احمد دیدات صاحب نے استفسار فرمایا کہ ایسی کتاب میں آخری نبی ﷺ کے بارے میں بھی یقیناً تذکرہ موجود ہوگا ان کا جواب تھا کہ پچھلے پچاس سالہ مطالعہ بائبل میں انہوں نے کوئی ایسی شئے نہیں پڑھی جو محمد ﷺ کے آخری نبی ﷺ ہونے پر دلالت کرتی ہو۔

احمد دیدات صاحب نے اپنے استدلال کی بنیاد توریت کی مذکورہ بالا آیت کو بنایا۔

Deuteronomy 18:18

The english translation reads as follows:-

I will raise them up a prophet from among their brethren, like unto thee, and I will put my words in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall comand him.

اردو ترجمہ:۔ میں ان میں ایک نبی مبعوث کرونگا جو انہی کی برادری میں سے ہوگا تم جیسا، اور اپنے الفاظ اس کے منہ میں ڈال دونگا اور وہ ان سے بات کرے گا

marfat.com

Marfat.com

جس طرح میں اسے حکم دونگا۔

پادری صاحب نے پورے اصرار اور فیصلہ کن انداز میں دعوی کیا کہ توریت میں یہ پیش گوئی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے اور ہرگز کسی اور نبی کی آمد کا پیش خیمہ نہیں۔ اپنی دلیل میں وزن پیدا کرنے کے لیے اس نے آیت کا وہ حصہ پیش کیا یعنی تم جیسا (like you) مطلب یہ کہ وہ بالکل حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ہونگے دو جواز پیش کیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اہل یہود میں تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ احمد دیدات صاحب کا استدلال صریحا حق نما تھا۔

لیکن ان کا مدمقابل اپنی بدبختی سمیٹ کر میدان سے بھاگ نکلا اور قرآن مجید کا وہ قول پھر صادق آیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 81: الاسراء 17

ترجمہ:۔ آ گیا حق اور مٹ گیا باطل بے شک باطل تو مٹنے کے لیے ہے۔

احمد دیدات صاحب کے دلائل مختصراً پیش کر رہا ہوں اولاً فرمایا کہ عیسائیت کی رو سے حضرت عیسیٰ خدا ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا نہیں بلکہ نبی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ہیں کیونکہ وہ بھی نبی ہیں۔ دوم عیسایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوری انسانیت کے گناہوں کے کفارے کے سبب موت اختیار کر لی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں بلکہ

marfat.com
Marfat.com

حضرت محمد ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں۔

عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ من ذالک) تین دن کے لیے دوزخ میں رہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسا کچھ بھی منسوب نہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں اور باپ تھے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں مگر جنس انسانی میں سے کوئی باپ نہ تھا لہٰذا حضرت محمد ﷺ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ہیں کیونکہ آپ کے بھی ماں اور باپ دونوں تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی پیدائش طبعی اور فطرتی انداز میں ہوئی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش غیر طبعی بلکہ معجزاتی تھی۔ ان کی تخلیق قدرت خداوندی کا عظیم ترین مظہر تھی اور کھلی نشانی ہے جن کی تائید خود اللہ عزیز الحکیم نے قرآن مجید میں فرمائی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 59: آل عمران 3

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی تخلیق اللہ کے ہاں بالکل حضرت آدم جیسی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے باقاعدہ ازدواجی زندگی اختیار کی اور صاحب اولاد ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰ کا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ ہی ایک جیسے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کو ان کی امتوں نے آخر کار ان کی اپنی ہی حیات مبارکہ میں اللہ کا نبیؑ تسلیم کر لیا۔ اگرچہ دونوں انبیاء کرام نے

marfat.com
Marfat.com

اپنے لوگوں سے ابتدأ بہت اذیتیں اٹھائیں۔ لیکن خود بائیبل کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔

He (Jesus) came unto his own, but his own received him not. (John 1:11)

- آج دو ہزار سال بعد بھی ان کی قوم یعنی یہود نے انہیں اپنا نبی تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا یہ قدر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ میں مشترک ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جہت میں بھی مختلف ہیں۔

- حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی حیثیت اپنی امتوں میں نبی کے علاوہ حکمران کی بھی تھی۔ امور سلطنت کے تمام تر اختیارات آپ ﷺ کو حاصل تھے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منصب نبوت میں یہ اختیار شامل نہ تھا اس کی تائید بھی جان کی بائبل میں ملتی ہے۔

Jesus Kingdom is not of this world: If my Kingdom is of this world, then would my servants fight, that I should not be delivered to the jews; but now is my kingdom not from hence." (John 18:36)

- حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ دونوں صاحب شریعت انبیاء کرام تھے انہوں نے اپنے ادوار مبارکہ میں وحی خداوندی کے تحت نئے قوانین و ضوابط نافذ فرمائے لہٰذا یہ وصف مبارک بھی دونوں میں مشترک ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت میں ایسا نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ دونوں کا وصال مبارک عین طبعی مراحل کے تحت ہے اور قدر مشترک ٹھہرا۔ اس کے برعکس عیسائی عقیدے کے

marfat.com
Marfat.com

مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر بے دردی سے ہلاک کیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ دونوں کرہ ارض پر مدفون ہیں عیسائیت کے ایمان کی بناء پر وہ جنت میں مقیم ہیں لہٰذا یہاں بھی وہ مختلف ہیں۔

مذکورہ بالا استدلال اس شئے کو پایہ ثبوت تک پہنچاتا تھا کہ توریت میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو جس آخری نبی کی آمد کا انکشاف فرمانا تھا وہ ان جیسے ہونگے لہٰذا تمام حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ میں بہت سی قدریں مشترک ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی ایک جہت بھی مماثلت نہیں رکھتی توریت کی اسی آیت میں اللہ علیم و خبیر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی کی جو دوسری نشانی منکشف کی وہ تھی کہ From among their brethren کہ وہ رسول ﷺ برحق تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں یہودی حضرت اسحاقؑ کی اولاد ہیں جبکہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد اہل عرب ہیں لہٰذا دونوں کی نسلیں آپس میں بھائی بھائی ہیں جناب مصطفیٰ ﷺ کا عربوں میں مبعوث ہونا حکم، خداوندی کا معجزانہ اہتمام تھا جیسا توریت میں ارشاد فرمایا۔

I will raise them up a prophet from among their brethern like unto thee ....

توریت کی اسی آیت مبارکہ کے اگلے حصے میں ایک اور نشانی بتادی گئی کہ

"And I will put my words into his mouth."

ترجمہ:۔اور میں اپنے الفاظ اس کے منہ میں ڈال دونگا۔

تمام تر انسانی استدلال و حکمت یہ ثابت کرتی ہے کہ قرآن مجید ہی وہ الفاظ

marfat.com
Marfat.com

ہیں جو رب ذوالجلال نے وحی کی صورت نبی الامی ﷺ پر نازل فرمائے چالیس سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل تشریف لائے اور عرض کی کہ پڑھیں!

قرآن:۔آیت نمبر 1: العلق 96

ترجمہ:۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (مخلوقات کو)

یوں پہلی پانچ آیات مبارکہ آپ ﷺ پر نازل فرمائی گئیں اور پھر بتدریج قرآن حکیم آپ ﷺ پر وحی کیا جاتا رہا جسے آپ ﷺ بالکل اسی طرح اس کی مخلوق تک پہنچاتے رہے اس کی بھرپور تائید خود خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمادی:

قرآن:۔آیت نمبر 3: النجم 53

ترجمہ:۔ آپ ﷺ کوئی بات بھی اپنی خواہش نفس سے بیان نہیں فرماتے۔

اس ضمن میں کچھ مزید وضاحتیں ہیں جو طوالت کے ڈر سے شامل نہیں کی جارہیں بہرحال احمد دیدات صاحب کی تحقیقی کاوشوں سے یہ حقیقت آشکارہ ہوئی کہ توریت میں اللہ علیم و حکیم نے روز روشن کی طرح واضح نشانیاں اپنے آخری نبی ﷺ کی بیان فرمادیں۔ ہر شک وشبہ سے بالاتر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ میں نبوت کی بہت سی اقدار مشترک ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام برحق نبی ہونے کے باوجود حکمت خداوندی کے تحت دونوں انبیاء کرام سے مختلف تھے۔لہذا جب آپ سے پوچھا جاتا کہ کیا آپ ہی اللہ

marfat.com
Marfat.com

کے وہ نبی ہیں جن کی آمد کی بشارت ہر امت کو ملتی رہی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ فرماتے کہ نہیں بلکہ میں تو ان کی بشارت دینے والا ہوں کہ اب میرے بعد وہ تشریف لائیں گے اور ان کا اسم مبارک احمد ﷺ ہوگا۔

قرآن:۔آیت نمبر 6: الصف 61

ترجمہ:۔ اور جب کہا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے اے بنی
اسرائیل! یقیناً میں اللہ کا رسولؑ ہوں تمہاری طرف،
تصدیق کرنے والا ہوں اس حصہ کا جو مجھ سے پہلے
موجود ہے توریت میں سے اور بشارت دینے والا
ہوں ایک رسول ﷺ کی جو آئے گا میرے بعد
اس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔

رسول اولین و آخرین ﷺ کا ذکر مبارک مفصل انداز میں ہر آسمانی کتاب اور صحیفے میں حکمت خداوندی کے تحت موجود و محفوظ ہے اللہ عزیز و حکیم نے پہلے انبیاء اور ان کی امتوں کے چیدہ چیدہ احوال اور نشانیاں محفوظ کر رکھی ہیں جنھیں وہ حکمت و مصلحت کے تحت لوگوں کے سامنے لاتا رہے گا مثلاً فرعون کی لاش اس نے سمندر میں محفوظ کر رکھی تھی اور پھر کئی ہزار سالوں کے بعد 1907ء میں ایک لا زوال معجزہ خداوندی کے تحت مصر کے ساحل سمندر پر نمودار ہوئی۔ چودہ سو برس پہلے کہی ہوئی بات اللہ نے سچ کر دکھائی کہ تیری لاش کو بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کے طور پر محفوظ کر دیا ہے۔

قرآن:۔آیت نمبر 92: سورہ یونس 10

ترجمہ:۔ پس آج ہم تیرے بدن کو محفوظ کر لیں گے تا کہ بعد

marfat.com
Marfat.com

میں آنے والوں کے لیے تو موجب عبرت ہو۔

اسی طرح اصحاب کہف کا وہ غار اپنی بیشتر نشانیوں کے ساتھ ملک شام میں ایک زندہ معجزے کی صورت موجود ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ایک دن آئے گا جب حضرت نوحؑ کی کشتی بھی قدرت کی نشانی کے طور پر ابھرے گی۔

حال ہی میں ایک حیران کن تحقیق سامنے آئی ہے جس کی توفیق ایک ہندوستانی محقق مولانا شمس نوید صاحب عثمانی کو نصیب ہوئی۔ اپنے دو کمروں کے چھوٹے سے مکان میں پندرہ سال ڈٹے رہے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا عنوان ہے ''اگر اب بھی نہ جاگے تو!''

اس تحقیق سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ بھارت کا ہندو درحقیقت حضرت نوحؑ کی امت ہے۔ وید جسے ہندو اپنی الہامی کتاب سمجھتے ہیں دراصل وہ تحریف شدہ نسخہ ہے اس صحیفے کا جو حضرت نوحؑ پر نازل ہوا توفیق خداوندی سے مولانا عثمانیؒ کو وہ نگاہ حق شناس نصیب ہوئی جس نے مطالعہ وید میں فرقان کا کام دیا آپ فرماتے ہیں کہ اس وید میں اللہ کی وحدنیت احمد مجتبیٰ ﷺ کے خاتم النبیین ﷺ ہونے اور آخرت کا ذکر موجود ہے اور اس میں بعض موضوعات قرآنی آیات سے بے حد مماثلت رکھتے ہیں اس کی مکمل تفصیل جاننے کے لیے ہر صاحب فکر وخرد کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے یہاں میں اس کا وہ حصہ بیان کرونگا جس میں اللہ جل شانہ نے اپنے پہلے نبی حضرت نوحؑ کو نبی آخر زماں ﷺ کے بارے میں مطلع فرمایا جسے انہوں نے اپنی امت تک پہنچا دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک آخری نبی کی حیثیت سے ہر الہامی کتاب میں محفوظ رکھنا کیوں ضروری تھا اس کی وضاحت مولانا عثمانی نے یوں

marfat.com
Marfat.com

فرمائی ہے۔

حقیقت احمدی ﷺ بہت تفصیل سے ہر مقدس کتاب میں بیان ہونے کا مقصد یہ تھا کہ جب قومیں اپنی طرف بھیجے گئے رسولوں کو اپنے لیے مخصوص کرلیں گی اور دوسرے رسولوں کا انکار کریں گی۔ اس وقت اس دنیا کو اس وحدت پر اکٹھا کیا جاسکے کہ آخری رسول ﷺ جس کا یہ انکار کر رہے ہیں اس کو سب مذہبی قومیں بعد میں آنے والے رسول کی حیثیت سے نہیں بلکہ سب سے پہلے رسول ﷺ (احمد) کی حیثیت سے جانتی تھیں ضرورت اس بات کی تھی کہ الجھی ہوئی حقیقت احمدی کو ان کی مقدس کتابوں کی روشنی میں صاف کر کے تمام دنیا کو ایک رسول ﷺ کی حقیقت پر اکٹھا کیا جائے۔

ویدوں میں حضرت محمد ﷺ کا تذکرہ

اے محبوب محمد ﷺ میٹھی زبان والے، قربانیاں دینے والے میں آپ ﷺ کی قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں۔ (رگ وید 1-13-3)

میں نے محمد ﷺ کو دیکھا ہے سب سے اولوالعزم اور سب سے زیادہ مشہور جیسا کہ وہ جنت میں ہر ایک کے پیغمبر تھے (رگ وید 1-18-9) رگ وید میں 16 جگہ آپ ﷺ کا نراشنس (محمد ﷺ) نام سے ذکر مبارک ہے اسی طرح یجروید میں 10 جگہ، اتھروید میں 4 مرتبہ اور سام وید میں ایک مقام پر اس نام سے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہے۔ اس طرح چاروں ویدوں میں کل ملا 31 جگہ نراشنس (محمد ﷺ) نام سے آپ ﷺ کا ذکر مبارک آیا ہے۔

نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر جہاں کہیں محمد ﷺ کی حیثیت سے آیا ہے وہاں ویدوں میں نراشنس کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جیسے توریت اور انجیل میں آپ

marfat.com

Marfat.com

ﷺ کے لیے فارقلیط (Paraclete) لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں قابل تعریف (یہی معنی عربی میں لفظ محمد ﷺ کے ہیں) اسی طرح ویدوں میں آپ ﷺ کو نراشنس کہہ کر پکارا گیا ہے جس کے ٹھیک وہی معنی ہیں انتہائی قابل تعریف شخصیت سنسکرت کے اس لفظ کا بالکل صحیح متبادل عربی لفظ محمد ﷺ ہے۔

لوگو سنو! (محمد ﷺ) کو لوگوں کے درمیان معبوث کیا جائے گا۔ اس مہاجر کو ہم ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں سے اپنی پناہ میں لیں گے۔ اس کی سواری اونٹ ہوگی جس کے ساتھ بیس مادہ اونٹیاں ہوں گی جس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی اس عظیم رشی کو 100 دینار، دس مالائیں، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا کی گئی ہیں (اتھرو وید 20-127-,1,2,3)

اس ضمن میں پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے اپنی ایک کتاب میں کئی باب لکھے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمثیلی زبان میں 100 دینار سے مراد 100 اصحاب صفہ ہیں دس مالاؤں سے مراد عشرہ مبشرہ ہیں۔ تین سو گھوڑے سے مراد جنگ بدر کے 313 مجاہدین اور دس ہزار گائیوں سے مراد دس ہزار اصحاب کا وہ لشکر ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضرت کے ساتھ تھا۔

اس ضمن میں نہایت دقیق و لطیف نکات سامنے لائے گئے ہیں بلکہ تحقیق کا یہ اسلوب اپنا کر ہم تمام انبیاء کی گم شدہ امتوں کو تلاش کر سکتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ ان کی مذہبی کتب میں ہمیں اسلامی تعلیمات کا ایک ایسا پرتو مل جائے گا جو دین مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت کی قلعی کھول دے گا۔ ایسے اعمال فقط توفیق خداوندی کے مرہون ہیں۔ ہمیں یہ سب کچھ کرنے کے لئے عقل سے آگے گذرنا ہوگا، اسباب سے قطع نظر اعمال کی بنیاد عشق پر رکھنی ہوگی، کردار و گفتار میں اللہ کی برہان بننا پڑے گا یہی ا ے سلمان کا مقصد حیات ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اس تحقیقی ماحصل کو بعض لوگ تعصب کی بناء پر حسن اتفاق یا مسلمانوں کی سازش قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن جب ان کی بھرپور تائید و تصدیق قرآن مجید فرما دے تو پھر ان کی صداقت میں شک صرف بے ایمان انسان کا حصہ ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت مبارکہ واضح طور پر تائید فرما رہی ہے

قرآن:۔ آیت نمبر 133: طٰہٰ 20

ترجمہ:۔ اور وہ کہتے ہیں کیوں نہیں لاتا یہ شخص ہمارے سامنے
کوئی معجزہ اپنے رب کی طرف سے۔ بھلا کیا نہیں
آ گیا ان کے پاس واضح بیان ان (تعلیمات کا) جو
پہلے صحیفوں میں تھیں۔

یہ شئے کفر کے مزاج میں ہے کہ وہ ہمیشہ معجزے طلب کرتا ہے اور وہ بھی ایسے جو اسے متاثر کر سکیں ورنہ اللہ کا دین ہر گام ایک معجزہ پیش کرتا ہے۔ یقیناً یہ عظیم ترین معجزوں میں سے ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت خداوندی کے تحت الہامی کتب اور صحائف میں اپنی تعلیمات کے بعض حصے بالکل محفوظ فرمائے تا کہ نزول قرآن کے بعد گاہے بگاہے وہ ان کو افشاء فرماتا رہے۔ یہ قدرت خداوندی کا وہ معجزہ ہے کہ اس کے بعد گمراہی کا صلہ نار جہنم ہی ہونا چاہئے۔ یہ حفاظت ایک اور خدائی قدرت کے معجزے کی آئینہ دار ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 32: التوبہ 9

ترجمہ:۔ وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہہ
سے مگر اللہ اپنے نور کا اتمام کر کے رہے گا بے شک
یہ مشرکین کو کتنا ہی گراں کیوں نہ ہو۔

marfat.com

Marfat.com

مومنِ حقیقی

ایک حدیث مبارکہ میں رحمت للعالمین ﷺ نے مومن حقیقی کی پہچان یوں ارشاد فرمائی۔

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین سے، اولاد سے اور جمیع انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

یقیناً محبت ایمانی کا یہ معیار سرکار ﷺ نے خود قائم نہیں فرمایا اس لیے کہ حضور انور ﷺ نے اپنی خواہشات کی پیروی کبھی نہیں فرمائی جس کی تصدیق ابدی بنیادوں پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوٹوک انداز میں فرمادی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 3: النجم 53

ترجمہ:۔ اور نہیں بولتا ہے وہ اپنی خواہش نفس سے

حضور اقدس ﷺ خود خداوند ذوالجلال کے محبوب و مطلوب ﷺ ہیں اس لیے اس نے ہر ذی روح کو ترغیب دی کہ اپنی ہر نوع اور ہر درجہ کی محبت کے سرور و کیف کو میرے محبوب پر نچھاور کرنے میں کبھی تامل نہ برتنا۔ اگر بارگاہ خداوندی میں یہ ایثار لے کر حاضر ہوئے تو پھر تا ابدالآباد میری بے کنار رحمتوں کی چھاؤں میں اور ساقی کوثر کی مصاحبت میں رہو گے دنیاوی زندگی میں بھی تا حشر لوگوں کے دلوں میں تمہاری یاد سدا تازہ رکھی جائے گی اس طرح جیسے تم ان میں موجود ہو۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت سید محمد وجیہہ السیماء عرفانی چشتی قدس سرۃ العزیز نے مذکور بالا حدیث مبارکہ کی انتہائی خوبصورت وضاحت فرمائی کہ جذب و مستی، عشق رسول ﷺ کی حکمتیں تقویت قلب ایمانی بخشتی ہیں۔ فرمایا کہ محبت کی تین سطحیں ہیں اپنوں سے بڑوں کی محبت میں ادب شامل ہوتا ہے۔ اپنے سے چھوٹوں کی محبت میں شفقت اور والناس اجمعین میں محبت کی ہمہ گیر کیفیات کا اظہار موجود ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول ﷺ وہی آخر ﷺ
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
اقبالؒ

اگر غیر مسلم اس معاملے پر معترض ہوں کہ یہ جذبہ ایثار محض مسلمانوں کا مذہبی جنون ہے تو پھر واجباً ہمیں اس کا علمی تجزیہ کر کے ان کی اس فکر بولہبی کا بھرپور استدلالی جواب دینا ہوگا۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اعلان نبوت کے بعد جس ہستی نے سب سے پہلے دعوت اسلامی کو قبول کیا وہ ام المومنین رضی اللہ عنہا تھیں۔ قبولیت اسلام کے وقت وہ جانتی تھیں کہ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔ یعنی سرکار ﷺ کا ساتھ پورے اہل مکہ سے دشمنی کے مترادف تھا لیکن قبولیت سرکار ﷺ پر ہر صنف محبت قربان کر دینے کے جذبے ہی کی مرہون تھی۔ صرف اسلامی روایات نہیں بلکہ تاریخی آثار و شواہد پوری سند سے گواہ ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم، حضرت عثمانؓ، فاروق اعظم عمرؓ بن الخطاب، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت امیر حمزہؓ وغیرہ سبھی وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے اپنی محبت کی ہر ہر ادا سرکار ﷺ پر نچھاور کرنے کو ہی اپنا مطلوب و مقصود جانا۔ بہر حال محبت کی تاریخ میں ان اصحاب کی امتیازی حیثیت کو الفاظ میں بیان کرنا نا

marfat.com
Marfat.com

ممکنات میں سے ہے کیونکہ معاملات عشق کو عقل و شعور کی کسوٹی پر نہیں پرکھا جا سکتا۔

فخر موجودات مصطفیٰ و مجتبیٰ ﷺ کے عشاق میں صرف یہ چند اسماء گرامی ہی نہیں ہیں بلکہ اتنی لمبی فہرست ہے کہ کتب تاریخ کو ضخامت انہی کی رنگینئ داستان سے بخشی گئی۔ میں نے انہی تاریخی حقائق کو علمی استدلال اسی لیے گردانہ ہے کہ اعلان نبوت سے وصل باسعادت تک کا ہر لحہ حکمتوں سے عبارت ہے۔ ایک ایسا انقلاب برپا ہوا جس کی مثال نہ پہلے تاریخ پیش کر سکی ہے اور نہ رہتی دنیا تک پیش کی جا سکے گی۔ یہ انقلاب محض مذہبی جوش و ولولہ یا جنون کا برپا کردہ نہ تھا بلکہ حیات انسانی سے وابستہ ہر شعبہ میں بے مثل ترقی ہوئی۔

وہ معاشرہ جو جہالت کی اتھاہ گہرائی میں غرق تھا وہاں علم و حکمت کی بے شمار ناقابل ماند قندیلیں روشن ہوئیں جن سے قلب مسلمانی کو آج بھی وافر نورانیت نصیب ہوتی ہے۔ ذاتیات اور خود پرستی دیکھتے ہی دیکھتے اخوت و حسن سلوک میں ڈھل گئی۔ حصول علم کی وہ جدوجہد دیکھنے میں آئی جس کا کہ اس معاشرے میں شاید خواب دیکھنا بھی محال تھا۔ پسماندہ غریب، غربت کی دلدل سے یوں ابھرا کہ ایسا اقتصادی انقلاب آج کے جید ماہر اقتصادیات بھی برپا کرنے کا تصور نہیں کر سکتے۔ الغرض ایک ایسا معاشرہ جہاں جنگل کا قانون رائج تھا اور انسانی معاشرت کا ہر الجھاؤ اپنے نقطہ عروج پر تھا لیکن سرکار ﷺ کی حکیمانہ منصوبہ بندی اور توفیق حق سے ہر ہر علت کی بیخ کنی ہوئی اور کائنات کا حسین ترین معاشرہ تشکیل پایا۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوب حقیقی ﷺ کے ہاتھوں اپنے کلام یعنی فرقان مجید کی حقانیت یوں آشکارہ فرمائی کہ انسانی اخوت و یکجہتی کی ناقابل چیلنج بنیادیں فراہم ہوئیں جو ہر نوع کے تمدنی تغیرات میں پنپنے کی اہلیت رکھتی ہیں اور ابدی معیار حق ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد تاریخی بصارت وبصیرت ایک ایسے معرکے سے روشناس ہوئی جو اپنی نوعیت کا اکلوتا ہے اور فتح مکہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ اس میں تاریخی اہمیت کے بے شمار معجزاتی پہلو ہیں لیکن میرا مقصود یہاں عشق مصطفیٰ ﷺ کی نشاندہی ہے۔ حضور انور ﷺ کے جلو میں جو لشکرِ جرار مکہ کی جانب رواں ہوا تو روایات میں ان کی تعداد تقریباً دس ہزار بتائی گئی ہے۔ تحریر اور تقریر میں یہ بات شاید اتنی متاثر کن نہ دکھائی دیتی ہو لیکن اگر دنیا بھر کے صاحب علم اپنے اپنے شعبہ علم میں اپنی انتہائی بصارت وبصیرت وسائل و ذرائع بروکار لاتے ہوئے، تمام تحقیقی اسلوب استعمال کرتے ہوئے اگر تدبّر و تجزیہ کریں تو سکتہ خیز تعجب میں غرق ہو جائیں کہ کس طرح ایک اکیلا اللہ کا رسول ﷺ کرب انگیز اور غیر ہمدردانہ ماحول میں پیام حق لے کر نکلا اور چند سالوں میں ایک ایسی جمعیت وضع فرمائی جس کے ہر فرد نے عملاً یہ ثابت کیا کہ واقعی سرکار ﷺ انہیں ہر رشتہ سے زیادہ عزیز ہیں۔

اس لیے رسول حق ﷺ کو مخاطب کرتے وقت ہر دفعہ ان کے لب پر یہی کلمہ ہوتا تھا۔

فداک امی وابی

یا نبی اللہ جعلنی اللہ فداک

ترجمہ:۔ (میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ترجمہ (اے اللہ کے نبی اللہ مجھے آپ ﷺ پر فدا کر دے)

اس کا دوسرا تجزیاتی مرحلہ دور نبوت کے عین بعد سے شروع ہوتا ہے۔ سرکار ﷺ کے دور مبارک میں اسلام کی انقلابی تشہیر واشاعت کے باوجود غیر مسلموں کو توقع تھی کہ وصال مبارک کے بعد یہ تیزی سے روبہ زوال ہوگا اور کچھ ہی عرصہ میں

marfat.com

Marfat.com

قصہ پارینہ یا اساطیر الاولین کہلانے لگے گا لیکن خداوند مقتدر نے اس دین کو قائم رکھنے کا فیصلہ فرما دیا۔

قرآن:۔(36: توبہ 9)(30: الروم 30)

ترجمہ:۔ یہ دین قائم رہنے والا یا سید ھا دین ہے۔

اس قادر وقیوم کا ہر دعوی اتنا اٹل ہوتا ہے کہ وہ کرہ ارض پر ایک کھلی نشانی دلیل اور حجت کی صورت انسانی تدبر کو دعوت نظارہ دیتا رہتا ہے۔کون نہیں جانتا کہ گردش دوران و دہر کی کوئی ایک ساعت بھی ایسی نہیں ہے کہ جس میں سجدہ نماز ادا نہ ہو رہا ہو یا کبھی زبان مسلم قرآت قرآن حکیم میں تعطل کا شکار ہوئی ہو۔ چودہ سو سال سے دنیاء حادثات وتغیرات میں صدائے حق ہر ہر ساعت بارگاہ الٰہی میں بلند ہوتی رہتی ہیں یہ آوازہ حق امتیازی شرف ہے امت محمد ﷺ کا۔ خدا تعالیٰ کی سر زمین پر تمام دنیاوی لذات وتعیشات کو پس پشت ڈال کر اسی کے احکامات قواعد و ضوابط کی پیروی اور رضائے الٰہی پر صابر وشاکر رہنا مسلمانوں کا طرہ امتیاز رہا ہے اور رہے گا ان اوصاف کا لفظی اظہار شاید اتنا متاثر کن نہ ہو لیکن میدان عمل میں ایسے کردار کا مظاہرہ نہ کسی غیر مذہب سے ہو سکا اور انشاء اللہ نہ ہو سکے گا۔ جس کی تائید سیّد الشعرا، حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کے ان اشعار میں ہوتی ہے۔

اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ﷺ
دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملّت بھی گئی

مذکورہ بالا اشعار میں علامہ نے فیصلہ کن انداز میں فرما دیا کہ دین مصطفیٰ

marfat.com
Marfat.com

ﷺ کے خلاف جانے میں صریحاً خسارہ کل ہے۔ یہ مظاہر قدرت کا جیتا جاگتا نمونہ ہے کہ جہاں جہاں اسلامی معاشرت کی گرفت دامن دیں پر ڈھیلی ہے وہاں وہاں سے جمعیّت نے رخصت ہو کر ملّت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے لیکن تا حشر اس دین کا قائم رہنا کاتب تقدیر کا حتمی فیصلہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارک ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ نیکی اور حق پر قائم رہے گی حتیٰ کہ قیامت آ جائے اور یہ بھی فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں چالیس افراد حضرت ابراہیم کے خلق پر قائم رہیں گے۔ کشف المحجوب میں سید علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخشؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ خدائے برتر زمین کو بے حجت ہرگز نہیں چھوڑتا یعنی امت محمدی ﷺ کو اولیاء کے بغیر قطعاً نہیں رہنے دیتا اور ہر دور میں اللہ کے نیک بندے موجود رہتے ہیں۔

ایک سوال ابھی اور تجزیہ طلب ہے کہ کیا نور مبین ﷺ کو ہر دنیاوی رشتے سے عزیز تر اور محبوب تر جاننے والے محض جنونی یا سودائی ہیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ بلا شبہ فطرت کو سمجھنے اور اس پر عمل پیراء ہونے کی سعادت صرف امت محمدی ﷺ کو نصیب ہے تزکیہ و تربیت کے ذریعے انہوں نے جبلتوں کو عادات میں ڈھال کر کرداریت کے وہ نمونے پیش کیئے جس سے فریب نفس کو فطرت کہنے والے ہمیشہ عاجز و لاچار رہے ہیں۔

میں نے سکھلائے فرنگی کو علوم فطرت\
وہ مجھے عیش جہاں کے لیے اکساتا ہے\
فریب نفس کی تحریک کو فطرت کہہ کر\
راہ طاغوت سجا کر مجھے بہکاتا ہے\
(سجّاد)

marfat.com

Marfat.com

آج علمی میدان میں یورپ اور امریکہ کے دعوے بہت بلند ہیں اس شعبہ زندگی میں ان کی محنت اور لگن یقیناً قابل قدر ہے لیکن ان کی بدبختی تعین سمت کی درستگی میں ہمیشہ سے ان کے آڑے آتی رہی ہے۔ یقیناً وہ کائنات کی تمام موجودات کو کھوجنے پرکھنے اور نشترِ تحقیق چلانے میں انتہائی سرگرم عمل ہیں لیکن انکی تعلیم وتحقیق کا مقصود ومطلوب ہرگز معرفت الٰہی نہیں۔ ہر تحقیق دریافت کا جو بھی دروازہ کھولتی ہے سامنے قدرت خداوندی جلوہ افروز ہوتی ہے۔ جستجو اگر عرفان حق کی نہیں تو پھر یہ بلاشبہ انسان کا اندھا ہونا ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 104 : الانعام 6

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس حق بینی کے ذرائع آچکے ہیں جس نے ان کا مشاہدہ کیا تو اپنے بھلے کے لیے جو اندھا بنا رہا اس کا وبال اسی پر۔

marfat.com
Marfat.com

رحمت للعالمین ﷺ کی یگانگت کا اعتراف

قرآن:۔ آیت نمبر 107 : الانبیاء 21

ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر سارے عالمین کے لیے رحمت بنا کر۔

اللہ عزیز الحکیم نے اپنی جمیع مخلوقات میں سے عظیم ترین شرف انسان کو بخشا اشرف المخلوقات میں سے بے شمار ہستیوں کو اس الرافع نے اپنے لیے چن لیا۔

قرآن:۔ 74 آل عمران: 3 : 13 الشوریٰ: 179 آل عمران 3

ان چنے ہوؤں میں سے کچھ کو اُس نے سرفرازی رسالت عطا فرمائی ان چنے ہوؤں میں سے ایک ذات بابرکات ﷺ کو قدس وشرف کی وہ رفعتیں عطا فرمائی گئیں جن کا تصور جن وانس اور ملائکہ کے ادراک سے ماورا الماورا ہے۔

وہ رب العالمین ہے سارے عالموں کا پالنے والا۔ اس کا رب ہونا سارے جہانوں کے لیے باعث رحمت ہے اسی رحمت کو اس نے پیکر محمد ﷺ میں ڈھال کر تمام اہل عالمین کو مژدہ سنا دیا کہ میری رحمت کا مرکز ومحور ومنبع میرے محبوب ﷺ کی ذات عالی ہیں۔ یہی آپ ﷺ کا رحمت للعالمین ہونا ہے۔ تمام عالمین میں جہاں جہاں وہ رب ہے وہاں وہاں آپ ﷺ رحمت ہیں! جس طرح اللہ کا

marfat.com

Marfat.com

رب ہونا زمان ومکان کا پابند نہیں اسی صورت رحمت تمام ﷺ کی رحمت بے حدو بے کنار ہے آپ ﷺ کے دور مبارک میں ہر وہ شئے جس کا اس کائنات موجود میں کوئی بھی نام رکھا جا سکتا ہے آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوتی ہوئی ظاہری آنکھوں سے دیکھی گئی ہے اور دیکھی جارہی ہے۔

مسلمانوں کے علاوہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے سرکار ﷺ کی کائنات پر فیض رحمت کو رد نہیں کر سکے۔ جس جس نے دور رسالت مآب ﷺ کا تجزیہ کیا وہ حیرتوں کے اتھاہ سمندروں میں غرق ہو گیا کہ تنہا ذات سید کونین ﷺ نے اپنی رحمت بے پایاں سے انسانی زندگی میں وہ انقلاب روشناس کروایا کہ ہر دور کے نمرود، فرعون، ابوجہل وابولہب اس کے تاثر، تاثیر اور رسوخ کو کم نہیں کر سکے۔

اس جدید دور میں جدید تحقیقی خطوط پر ایک کتاب امریکہ جیسی نمبر ون سپر پاور مملکت میں چھپی جس کا ٹائیٹل ہے:۔ The 100 (A ranking of the most influential persons in History.)

جس کا مصنف Michael Hart ہے۔ اس نے 100 ایسی تاریخ ساز شخصیتوں کے حالات زندگی اور ان کا وہ تجزیہ پیش کیا جس کی بنیاد پر اس نے تاریخ پر اثر اندازی میں درجہ بندی کی ہے۔ ساری معلومات کی تالیف کے بعد جب وہ تجزیہ کرنے بیٹھا تو اس نے اپنے آپ کو بے بس پایا کہ وہ ہادی برحق ﷺ کو تاریخ سازی میں کیوں نہ اولیت کے منصب پر رکھے۔

"I feel entitles Muhammad (peace be upon him) to be considered the most influential single figure in human history.

(Micheal Hart)

marfat.com

Marfat.com

اس تجزیے کا پس منظر، اس کی دنیاوی اہمیت اور اس کے روحانی وزن کا اندازہ شاید آج تک بھی Michael Hart کو نہ ہو سکا ہو کیونکہ ان تجزیاتی مراحل میں نہ اس کے پاس روحِ بلالؓ تھی اور نہ ہی اویس قرنیؒ اور اقبالؒ جیسا جذب و مستی تھا۔

مائیکل ہارٹ نے جن بنیادوں پر یہ رائے قائم کی وہ کچھ یوں ہیں۔

The majority of the persons in this book had the advantage of being born and raised in centres of civilization highly cultured or politically pivotal nations. Muhammad (peace be upon him) hower, was born in year 570, in the city of Mecca, in southern Arabian at that time a backward area of the world, far from the centres of trades, art and learning.

The Bedouin tribesmen of Arabia had a reputation as fierce warriors. But their number was small; and plagued by disunity and internecine warfare, they had been no match for the larger armies of the kingdoms in the settled agricultural areas to the north. However, unified by Muhammad (peace be upon him) for the first time in history, and inspired by their fervent belief in one true God. these small arab armies now

marfat.com
Marfat.com

embarked upon one of the most astonishing series of conquests in human history.

How, then, is one to assess the overall impact of Muhammad (peace be upon him) on human history? Like all religions, Islam exerts and enormous influence upon the lives of its followers. It is for this reason that the founders of the world's great religions all figure prominently in this book. Since there are roughly twice as many Christians as Moslems in the world, it may initially seem strange that Muhammad (peace be upon him) has been ranked higher than Jesus. There are two principal reasons for the decision. First, Muhammad (peace be upon him) played a far more important role in the development of Islam than Jesus did in the development of Christianity. Although Jesus was responsible for the main ethical and moral precepts of Christianity (insofar as these differed from Judaism), it was St, Paul who was the main developer of Christian theology, its principal proselytizer, and the author of a large portion of the New Testament.

marfat.com
Marfat.com

Muahmmad (peace be upon him), however was responsible for both the theology of Islam and its main ethical and moral principles. In addition, he played the key role in proselytizing the new faith, and in establishing the religious practices of Islam.

The Koran, therefore, closely represents Muhammad's ideas and teaching and to a considerable extent his exact words. No such detailed compilation of the teachings of Christ has survived. Since the Koran is at least as important, to Moslems as the Bible is to Christians. the influence of Muhammad (peace be upon him) through the medium of the Koran has been enormous. It is probable that the relative influence of Muhammad (peace be upon him) of Islam has been larger than the combined influence of Jesus Christ St. Paul on Christianity. On the purely religious level, then it seems likely that Muhammad (peace be upon him) has been as influential in human history as Jesus.

Furthermore, Muhammad (peace be upon him) (unlike Jesus) was a secular as

marfat.com
Marfat.com

well as a religious leader. In fact, as the driving force behind the Arab Conquests, he may well rank as the most influential political leader of all time.

Of many important historical events, one might say that they were inevitable and would have occurred even without the particular political leader who guided them. For example, the south American colonies would probably have won their independa-nce from spain even if Simon Bolivar had never lived. But this cannot be said of the Arab conquests. Nothing similar had occured before Muhammad (peace be upon him), and there is no reason to believe that the conquests would have been achieved without him.

From Iraq to Morocco, there extends a whole chain of Arab nations united not merely by their faith in Islam but also by their Arabic language, history and culture. The centrality of the Koran in the Moslem religion and the fact that it is written in Arabic have probably prevented the Arab language from breaking up into mutually

marfat.com
Marfat.com

unintelligible dialects.

We see, then that the Arab conquests of the seventh century have continued to play an important role in human history, down to the present day. It is this unparalleled combaination of secular and religious influence which I feel entitles Muhammad (peace be upon him) to be considered the most influential single figure in human history.

ترجمہ:۔اس کتاب میں شامل زیادہ تر شخصیات کو یہ فائدہ حاصل رہا ہے کہ ان کی پیدائش اور نشوونما ایسی اقوام میں ہوئی جو تہذیب وتمدن اور سیاسی لحاظ سے مرکزی حیثیت کی حامل رہی ہیں۔تاہم جناب محمد ﷺ 570ء میں مکہ کے شہر میں پیدا ہوئے جو جنوبی عربیہ میں واقع ہے یہ اس دور میں دنیا کا ایک انتہائی پسماندہ علاقہ تھا جو تجارت،فنون لطیفہ اور علمی مراکز سے نہایت فاصلے پر تھا۔

عرب کے بدو قبائل جو آشفتہ سر جنگجو تھے۔انتہائی پسماندہ فرقوں میں بٹے ہوئے تعداد میں قلیل اور گرد ونواح کی بڑی طاقتوں سے کسی بھی لحاظ سے کوئی تقابل نہ بنتا تھا۔جو شمال کے زراعتی علاقے میں بستے تھے۔لیکن جناب مصطفیٰ ﷺ نے معجزاتی ذہانت سے نہ صرف ان خانہ بدوشوں کو اللہ کی رسی سے مضبوط باندھ کر یکجہتی پیدا فرمائی بلکہ آس پاس کی تمام بڑی طاقتوں کو انہیں لوگوں کی معیت میں مغلوب کیا۔جن لوگوں کے ہاتھوں اتنی عظیم فتوحات کا یہ سلسلہ تکمیل کو پہنچا وہ قارئین تاریخ کے لیے ایک ابدی حیرت انگیزی کا مظہر ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

انسانی تاریخ پر جناب محمد ﷺ کے اثرات کا تجزیہ کوئی کس طرح کر سکتا ہے۔ دیگر تمام مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام نمایاں مذاہب کے بانیوں کو اسی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اندازۂ عیسائی بلحاظ تعداد مسلمانوں سے دوگنے ہیں اس لیے ابتداءً یہ بات باعث حیرت ہوگی کہ جناب محمد ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فوقیت دی گئی ہے۔ یہ فیصلہ دو بنیادی وجوہات پر طے پایا۔ اولاً یہ کہ جناب محمد ﷺ نے مقابلتاً دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں اعلیٰ کردار ادا کیا۔ ہر چند کہ عیسائیت کے بنیادی اخلاقی اعتقادات کی تشکیل میں یسوع کی شخصیت بنیادی رہی (یعنی جہاں تک یہ صیہونی عقائد سے مختلف ہیں) دراصل یہ سینٹ پال تھا جس نے عیسائی الٰہیات کے فروغ میں پیش رفت کی عیسائی پیروکاروں میں اضافہ بھی اس کی بدولت ہوا اور عہد نامہ جدید (New Testament) کے ایک بڑے حصے کا مصنف بھی وہی ہے۔

جناب محمد ﷺ نے اپنے فرائض منصبی کے تحت اسلامی معرفت، بنیادی عقائد اور اخلاقی ضوابط کی تشکیل میں فعّال کردار ادا فرمایا علاوہ ازیں انہوں نے ایمان کی افزائش اور نفاذ شریعت میں بھی کلیدی کردار ادا فرمایا۔

قرآن مجید جو اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ کی طرف سے ان پر وحی کیا گیا ہے اس کی تالیف بھی آپ ﷺ کے کارہائے نمایاں میں سے ہے۔ یہ آیات جناب محمد ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی تحریر کر لی گئیں تھیں اور وصال کے فوراً بعد انتہائی محتاط پیرائے میں اکٹھی کی گئیں جناب محمد ﷺ کا غالب اثر دین اسلام پر مقابلتاً کہیں عظیم تر ہے اُس سے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سینٹ پال

marfat.com
Marfat.com

نے مقابلتاً مشترکہ طور پر عیسائیت پر مرتب کیا۔

جناب محمد ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برعکس، دینی اور دنیاوی شعبوں میں یکساں موثر رہنما تھے۔ درحقیقت عرب فتوحات کے پیچھے ایک تحریکی قوت کی حیثیت سے انہیں بااثر اور عظیم ترین ابدی سیاسی رہنما قرار دیا جاتا ہے۔

بہت سے اہم تاریخی واقعات کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ کسی خاص رہنما جو اس کا محرک حقیقی تھا، کے بغیر بھی ناگزیر حد تک وقوع پذیر ہوسکتا تھا۔ مثال کے طور پر اگر سائمن بولیور کبھی پیدا نہ ہوتا تب بھی شمالی امریکی کالونیاں سپین سے آزادی حاصل کرہی لیتیں۔ لیکن عرب فتوحات کے بارے میں ایسا نہیں کہا جاسکتا جناب محمد ﷺ سے پہلے ایسی کوئی مثال موجود نہیں اس پر بے یقینی کا کوئی جواز نہیں کہ یہ کامرانیاں ان کے بغیر ممکن تھیں۔

عراق سے مراکش تک عرب اقوام کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جن کا باہمی اتحاد محض ایمان کی بنیاد پر نہیں بلکہ عربی زبان، تاریخ اور تہذیب وتمدن کی بنا پر بھی ہے۔ دین اسلام میں قرآن مجید کی مرکزیت اور اس کا عربی میں لکھا جانا مانع ثابت ہوا مقامی زبانوں کے سبب انتشار سے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سترہویں صدی کی عرب فتوحات نے آج دن تک انسانی تاریخ پر اثر انگیزی کے اہم کردار کو جاری رکھا۔ یہ دینی اور دنیاوی رسوخ کا ناقابل موازنہ اشتراک ہے جس بنا پر میں محسوس کرتا ہوں کہ جناب محمد ﷺ کو انسانی تاریخ کی موثر ترین تنہا شخصیت قرار دیا جائے۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم

marfat.com
Marfat.com

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کلمہ طیبہ:۔ اس کائنات کی اصل یہی کلمہ طیبہ ہے۔ کونین کا ظاہر بھی اسی میں مضمر ہے اور یہی اس کے باطن کا مظہر بھی ہے۔ اللہ جل شانہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی سید کونین محمد رسول اللہ ﷺ بھی ظاہر و باطن کی صفات سے موصوف ہیں اسی کا عرفان ہی معرفت حقیقی ہے۔

اِلٰہ اور محمد ﷺ دونوں کی حیثیت عالمینی ہے ایک رب العالمین ہے یعنی تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ دوسرے سرور کونین ﷺ رحمت للعالمین ﷺ ہیں پلنے یا بڑھنے کے لیے، با لفاظ دیگر ارتقاء کے لیے رحمت عنصر لازم ہے، یہ بھی ایک مفہوم ہے کلمہ طیبہ کا دونوں کائنات پر عالمینی حیثیت میں تصرف رکھتے ہیں۔

کلمہ طیبہ میں معبود اور رسول ﷺ کا ساتھ مفہوم کی ایک ایسی وسعت اور معنویت رکھتا ہے جو انسانی عقل و شعور کے دائروں میں ہر چند نہیں سما سکتا۔ کرہ ارض پر انسان کا جو اعلیٰ ترین وصف و شرف ہے وہ ایمان ہے۔ ایمان اللہ اور رسول ﷺ دونوں کی عالمینی حیثیتوں کو دل سے تسلیم کرنے کا نام ہے۔ کسی ایک کی حیثیت میں معمولی ترین شک دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے خصوصا رسول ﷺ کی رسالت کا شک مکمل کفر ہے۔ اللہ کو ہر کوئی مانتا ہے یہاں تک کہ شیطان بھی۔

انسان کو دنیا میں ایک کام تفویض کیا گیا ہے کہ وہ حق المقدور حق بندگی ادا کرنے کے لئے کوشاں و سرگراں رہے۔ بندگی اس قادر مطلق کے آگے مکمل ہتھیار ڈالنے کا نام ہے جب بندگی کا معاملہ آتا ہے تو وہاں وہ اپنے محبوب ﷺ کو کہیں

marfat.com
Marfat.com

بھی اپنے سے جدا نہیں کرتا۔

بندگی کے لیے، اول و آخر جس وصف، خصوصیت اور کردار کی ضرورت ہے وہ اطاعت گذاری ہے یہاں اہل ایمان کو اللہ جل شانہ نے پابند کر دیا کہ اطاعت گذاری صرف وہی قابل قبول ہے جو معبود اور اس کے رسول ﷺ دونوں کے لیے ہے ان میں سے کسی ایک کی اطاعت نافرانی کے زمرے میں آئے گی۔

قرآن:۔یاایھا الذین امنو اطیعو اللّٰہ و اطیعو رسول

آیت نمبر 59:النساء 4

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

یہ بھی درحقیقت کلمہ طیبہ کا ایک مفہوم ہے بندگی محض عبادت کا نام نہیں بلکہ اسلامی شریعت کا مکمل اتباع بندگی و تقوی ہے۔ بندگی ایک سفر ہے صراط مستقیم پر جس میں پیہم منزلیں ہیں قیام کہیں نہیں ایک منزل پر پہنچے تو اگلی کے لئے روانگی۔ راہ حق کی کوئی منزل ہادیٔ برحق ﷺ کی رحمت بے پایاں کے بغیر قابل رسائی نہیں۔

قرآن:۔آیت نمبر 52:الشوریٰ 42

ترجمہ:۔ بے شک آپ ﷺ ضرور بر ضرور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔

اطاعت ایک سعادت بے مثل ہے۔ اس کی عظمت و فضلیت صرف ایک ہی صورت سامنے آسکتی ہے جب مقصد حیات اخروی کامیابی ہو۔ اخروی کامیابی کو مقصد حیات بنانا صرف ایک ہی صورت ممکن ہے جب ایمان رسول اللہ ﷺ کے

marfat.com
Marfat.com

اس ارشاد مبارک پر ہو کہ لاعیش الا عیش الآخرۃ (یعنی حقیقی زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے) جس مقصد حیات کی کامرانی اطاعت کی مرہون ہے اس اطاعت کا حقدار خداوند قدوس ہے۔ لیکن اپنی محبت کی پاسداری میں اس نے پوری انسانیت پر یہ احسان فرمایا کہ اگر وہ اس کے محبوب ﷺ کے مطیع و فرمانبردار ہیں تو اسے بھی مکمل اطاعت خداوندی تسلیم کیا جائے گا یہ بھی کلمہ طیبہ کا ایک مفہوم ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 80: النساء 4

ترجمہ:۔ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے
دراصل اللہ کی اطاعت کی۔

فضل سے مراد ہے کہ کسی کو خوش ہو کر اس کی اجرت سے زیادہ دیا جائے۔ انبیاءؑ اور مقبولانؒ خدا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے طلبگار رہے ہیں فضل فرمانا شانِ خداوندی ہے۔ اپنے فضل کی انتہا اس نے اپنے محبوب ﷺ پر کی یہاں تک کہ انہیں بھی فضل فرمانے والا بنا دیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 59: التوبہ 9

ترجمہ:۔ اور ان کے لیے بہتر ہوتا اگر وہ اس پر راضی رہتے جو
کچھ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا تھا اور
یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ آئندہ اللہ تعالیٰ ہم کو
اپنے فضل سے اور دے گا اور اس کے رسول ﷺ
بھی۔ بے شک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

یہ بھی کلمہ طیبہ کا ایک مفہوم ہے۔

الغرض محبّ اور محبوب ﷺ ہر مقام قدس میں ساتھ ساتھ ہیں۔ عالم اسلام

marfat.com
Marfat.com

کی فضاؤں میں پنجگانہ نماز کے لیے جہاں کہیں بھی اذان کی صدا بلند ہوتی ہے تو اللہ کے معبود ہونے کی شہادت کے ساتھ محمد رسول ﷺ کی شہادت لازم وملزوم ہے یہ بھی کلمہ طیبہ کا ایک مفہوم ہے۔

دعا عبادت کا مغز ہے۔ یہ معراج بندگی ہے کہ انسان اپنے رب سے طلب رزق اور خیر کے لئے ہمہ وقت دامن پھیلائے رکھے، وہ بلاشک ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے لیکن ہر دعا کی سماعت کے بعد اس کا ردعمل مختلف ہوتا ہے۔ وہ کبھی بھی مانگنے والے کی خواہش کا پابند نہیں ہوتا بلکہ وہ حسب تقدیر اپنا حکیمانہ فیصلہ صادر فرما دیتا ہے جو عین اس کی منشاء پر منحصر ہے۔ دعا کی مقبولیت کے لیے حتمی شرط تو رزق حلال ہے لیکن درود پاک، اول وآخر ضامن ہے دعائے مستجاب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تواب الرحیم کی تعریف اور مجھ پر درود کے بعد جو مانگو گے ملے گا یہ بھی مفہوم ہے کلمہ طیبہ کا۔

آپ ﷺ شفیع المذنبین (گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والا) ہیں تو وہ غافر الذنب (گناہ کو بخشنے والا) یہ بھی ایک مفہوم ہے کلمہ طیبہ کا۔

رسول ہاشمی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ معطی و انا قاسم (اللہ تبارک وتعالی عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم فرمانے والا ہوں) یہ بھی ایک مفہوم ہے کلمہ طیبہ کا۔

یہی حقیقت ہے، حکمت ہے امر ربی اور منشاء ورضائے الٰہی ہے کہ جہاں جہاں رب ذوالجلال مطلوب ومقصود کی بات کرتا ہے وہاں وہ اپنے محبوب ﷺ کو ساتھ رکھتا ہے اسی لیے اس نے قرآن مجید میں فرمایا:۔ اللہ زمین وآسمان کا نور ہے اور جناب محمد ﷺ سراج منیر ہیں۔ ایک اصل نور ہے اور ایک اس کی تابانی ہے

marfat.com

Marfat.com

یہی مفہوم ہے کلمہ طیبہ کا۔

صاحب قل یا نبی ﷺ الرحمت للعالمین
آپ محبوب ﷺ خدا ہو عِند ذِی العرش مکیں
(سجاد)

قرآن:۔آیت نمبر 32: آل عمران 3

ترجمہ:۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اس کے رسول ﷺ کی اور اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔

قرآن:۔آیت نمبر 131,132: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور اس آگ سے بچو! جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اطاعت کرو اللہ اور رسول ﷺ کی تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن:۔آیت نمبر 59: النساء 4

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے جو اہل حکومت ہیں۔

قرآن:۔آیت نمبر 1: الانفال 8

ترجمہ:۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر ہو تم صاحب ایمان۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ کی محبت دامن مصطفیٰ ﷺ میں ہے

قرآن:۔آیت نمبر 31: آل عمران 3

ترجمہ:۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت
رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا
اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ غفور الودود نے حتمی فیصلہ صادر فرمایا کہ میری محبت کا وسیلہ میری اپنی ہی محبت ہے۔ وہ محبت جسے میں نے وجودِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈھال کر مخلوق پر ظاہر فرما دیا۔ علمی سطح پر جب ہم اس آیت مبارکہ کی حقانیت کو تنویر بصیرت بنانا چاہیں گے تو اس کے ہر پہلو کو اسلامی معاشرت اور تمدّن میں زیر مشاہدہ لانا ہوگا۔ یہ تو طے ہو چکا ہے کہ مطلوب و مقصود تو اللہ غفور الودود کی محبت حاصل کرنا ہے لیکن یہ بھی طے کرلیا جائے کہ اس کی محبت کیا ہے؟

ایک حدیث قدسی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں نے جبرئیلؑ سے سنا کہ انہوں نے کہا، خداوند عزوجل نے فرمایا، جس نے میرے دوست کی توہین کی، اس نے مجھ سے اعلان جنگ کیا اور مجھے کسی شئے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا ایک مومن کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اسے تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں حالانکہ اسے موت سے چارہ نہیں اور میرا بندہ کسی ایسی شئے سے میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا جو مجھے ان احکام کی ادائیگی سے محبوب

marfat.com
Marfat.com

تر ہو جو میں نے اس پر فرض کیے اور میرا بندہ ہمیشہ نفل ادا کرنے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان ہو جاتا ہوں پھر فرمایا: جو خدا سے ملنا چاہتا ہے۔ خدا اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو خدا کے دیکھنے کو ناپسند کرتا ہے خدا اس کے دیکھنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ جب اللہ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے: اے جبریلؑ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت کر سو جبریلؑ اس سے محبت کرتے ہیں پھر جبریلؑ آسمان والوں سے کہتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو دوست بنالیا ہے پس تم بھی اسے دوست بنالو سنو آسمان والے اسے دوست بنالیتے ہیں پھر اللہ اس بندے کو زمین والوں میں بھی مقبول بنا دیتا ہے تو زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

جسے اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کی سماعت، بصارت، گویائی اس کی چال میں الغرض اس کے ہر ہر فعل میں اپنی برکتیں اور نورانیت وارد فرماتا ہے انسان کے لیے منتہائے بندگی مقصد حیات، اخلاص واستغناء کا حاصل فقط اور محض محبت الٰہی ہے۔ حیات انسانی میں محبت الٰہی کا مفہوم ایک ایسی کامیاب زندگی کی ضمانت ہے جس میں شر اور شرک کسی بھی صورت موجود نہیں۔ وہ عالم جہاں نہ حدود ہیں نہ فاصلے، نہ مفلسی ہے نہ شیطنت اس عالم قدس وانوار میں اہل محبت اپنے پیاروں کے ساتھ فوزِ عظیم اور خالدین ابداء کے سرور وکیف میں مگن ہونگے۔

اللہ ذوالجلال والاکرام کی محبت ورحمت، نعمت، انعام اور عطا ہے کہ جس کی حقانیت کا ادراک برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم ہے۔ اس محبت کے حصول کی

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ایک شرط مقرر فرما دی ہے کہ مجھ تک پہنچنے کا ذریعہ و وسیلہ صرف اتباع محمد ﷺ کی ذات عالی واقدس ہے۔ اللہ کا یہ حکم کلام اللہ کی تمام اسناد کے ساتھ کہلوایا بھی اپنے محبوب ﷺ کی زبان مبارک و نور فشاں سے یہاں قُلْ (آپ فرما دیجئے) ایک نا قابل موازنہ نعرہ حق ہے۔ جیسے اللہ کریم نے اپنے کلام کی ابدی سند کے لئے پہلے ایک انتہائی گمراہ و اخلاق باختہ قوم سے آپ ﷺ کو صادق و امین کہلوایا اسی طرح اس نے چاہا کہ یہ بات تا قیامت لوگوں کے ایمان کا جزو لاینفک رہے اور میری محبت کے جانثار پروانے پورے یقین سے اتباع رسول ﷺ کے لئے ہمہ وقت وہمہ تن کوشاں رہیں۔

یوں تو اتباع رسول ﷺ کی طفیل اللہ کی محبت پانے والے شمار میں نہیں لائے جا سکتے لیکن اس آیت مبارکہ کو زندہ معجزے کی حیثیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں ہی نصیب ہوگئی۔ اتباع رسول ﷺ کا اعلیٰ ترین نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ انہیں اللہ بزرگ و برتر کی محبت کی سند اس طرح نصیب ہوئی۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد رتبہ صحابیٔ رسول ﷺ کا ہے تا قیامت کوئی اللہ تعالیٰ کا مقتدر ترین ولی بھی اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے کہ اللہ جل جلالہ حضرت اویس قرنیؒ کی مانند اپنے قاعدے اور ضابطے کو موقوف کر کے کسی سے اپنے فضل بے پایاں کا معاملہ فرمائے۔ دوسری بات یہ کہ جمیع صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ اللہ رب العزت نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمغہ امتیاز لگا دیا جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کا اللہ ان سے راضی ہوا۔ یہ طرہ امتیاز صرف انکی حیات طیبہ تک محدود نہیں تھا بلکہ تا ابدالاباد ان کے اسماء مبارک رضائے الٰہی کی سند کے ساتھ زبان مومن کو نور کی چاشنی فراہم کرتے رہیں

marfat.com

Marfat.com

گے اسی بنا پر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ میرا ہر صحابیؓ روشنی کا ایک مینار ہے تم جس کے پیچھے بھی چلو گے اپنی منزل مراد پالو گے۔

گناہ وہ عمل ہے جو اپنے مالک کی حکیمانہ تعلیمات کے خلاف اور جہالت کی بنیاد پر سرزد ہو۔

قرآن:۔آیت نمبر 54:الانعام 6

ترجمہ:۔ بے شک جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضور ہادیٔ برحق ﷺ کے حقیقی اتباع کے صدقے میں محبت الٰہی اپنے محبوب ﷺ کی محبت کی سرشاری میں گناہوں کو بھی صرفِ نظر کرتا جائے گا تاکہ یہ اتباع اسے فوز عظیم سے ہمکنار کرے۔

اللہ رحیم وکریم کی محبت کا حصول ایک ایسی کامیابی ہے جس کے بیان سے انسانی اظہار مکمل طور پر معذور ہے اور ایسی کامیابی کا حقدار وہ ہے جس کے اتباع کو بارگاہ محمد ﷺ میں مقبولیت نصیب ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

رحمت دو عالم ﷺ معلم کی حیثیت سے

اللہ کے حبیب مکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "بُعِثتُ مُعَلِمً" میں ایک معلم کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہوں۔ درحقیت اس کا مطلب یہ ہے کہ رسالت و نبوت کے فرائض منصبی کی ادائیگی ایک معلم کی حیثیت سے کرنی ہوگی۔ نبوت کے فرائض منصبی اللہ عزیز حکیم نے ایک مقبول دعا کی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے کہلوادی اور اسی فرض کی ادائیگی کو مومنین پر اللہ کا ایک عظیم احسان قرار دیا۔

قرآن: آیت نمبر 164: آل عمران 3

ترجمہ:۔ یقیناً بڑا احسان کیا ہے اللہ نے مومنوں پر کہ بھیجا ان میں ایک رسول ﷺ انہی میں سے۔ جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اللہ کی آیات اور تزکیہ کرتا ہے ان کا اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب اللہ کی اور سکھاتا ہے ان کو دانائی۔ اگرچہ تھے وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اسلامی تعلیم و تربیت کے ذرائع بتا دیئے کہ نبی ﷺ واعظ اپنے صحابہ کرام کو قرآن مجید کی آیات مبارکہ پڑھ کر سنائیں گے تاکہ امت مسلمہ پر واضح ہو سکے کہ قرآن کے مسنون اطوار و آداب کیا ہیں۔ تزکیہ

marfat.com
Marfat.com

فرمائیں گے یعنی نگاہ رحمت جس پر پڑے گی تمام باطنی آلائشوں سے پاک کردے گی۔قرآن مجید اس طرح سکھائیں گے کہ اس عزیز و حکیم کی تمام تر حکمتیں بالکل واضح ہوں۔ اس آیت مبارکہ کے آخری حصے میں ہادی برحق ﷺ کے فرائض نبوت میں حائل بے پایاں مشاکل' مصائب اور اذیتوں کی بھر مار کا اندازہ ہوتا ہے۔ میں اپنی ذاتی حیثیت میں اکثر لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ وہ اپنے گرد و نواح میں سے کسی ایک بگڑے ہوئے شخص کی اصلاح کی ذمہ داری لے لیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ شخص اپنی تمام تر علمیّت اور معلمانہ صلاحیتوں کے باوجود چند دنوں میں عاجزی اور لاچاری کا اظہار کرنے لگ جائے گا۔ اس تجربے کے بعد یقیناً وہ حقیقی معنوں میں محسوس کر سکے گا کہ تاجدار مدینہ ﷺ کی معلمانہ اہلیت صریحاً اور واقعتاً ناقابل موازنہ ہے۔

انسانی تعلیم و تربیت کا اہتمام اللہ عزیز و حکیم نے بتدریج اور مرحلہ وار فرمایا۔ آج جتنا بھی علم انسان کے دائرہ ادراک میں سمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء و فضل کی بدولت ہے اس نے جب کسی شئے کو علمی سطح پر آشکارہ فرمانا چاہا تو اس کیلئے اسباب و احوال پیدا فرما دیئے لیکن یہ ظَلُومٌ جھولاً انسان محض اپنی کاوشوں کا ثمر سمجھ کر اینٹھتا رہتا ہے۔

قرآن (البقرہ 2 (آیت الکرسی): آیت نمبر 255

ترجمہ:۔ اور وہ نہیں احاطہ کر سکتے کسی شئے کا اسکے علم میں سے سوائے اس کے کہ جو وہ چاہتا ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں ھابیل و قابیل میں ناچاقی اور پھر قتل کے بعد بھائی کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا شعور نہ ہونا' پھر دو کوؤں کا آپس

marfat.com
Marfat.com

میں لڑنا' یقیناً حکمت خداوندی کے تحت ایک تمثیلی درس تھا۔ انسانی تعلیم وتربیت اللہ تعالیٰ کے اس قاعدے اور انداز پر استوار ہے۔ وہ جب کوئی بات سکھانا چاہتا ہے تو پہلے انسان کے اندر کہیں اس کی احتیاج پیدا فرماتا ہے۔ یہی وہ معاملہ ہے جسے نظریہ ضرورت کہا جاتا ہے۔ پھر اس ضرورت کی بجا آوری کیلئے اسباب واحوال اسطرح پیدا فرماتا ہے کہ جو اسے مسبب الاسباب نہیں مانتے وہ اسے محض اپنی ہی ذاتی کوششوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ لیکن جو اس کے شکرگزار بندے ہیں وہ اسے اللہ کا انعام' احسان' نعمت' رحمت اور فضل وکرم سمجھتے ہیں۔

قرآن:۔ قل کل من عنداللہ (آیت نمبر 78:) النساء 4

ترجمہ:۔ آپ ﷺ فرمادیں کہ یہ ہر شئے اللہ ہی کے ہاں سے ہے۔

لہٰذا طے یہ ہوا کہ ہر شعبہ زندگی میں علمی ترقی عطاء علیم و حکیم ہے۔ بہرحال یہ علم پہنچتا کسی وسیلے سے ہی ہے اور اس کے حصول میں جدوجہد شرط ہے۔

ان تمام حقائق کی روشنی میں ذات سید کائنات ﷺ کی حیات مبارکہ میں خصوصیات معلم کا تجزیہ کریں تو معجزانہ حقائق سامنے آتے ہیں کہ معلم کی حیثیت میں بھی نہ کوئی آپ ﷺ کا مقابل' نہ کوئی مماثل نہ کوئی عدیل' ہر استاد اپنی صلاحیتوں کے اوج کمال پر اور فلاحی جذبوں سے سرشار علم کو ایک محدود حلقے تک پہنچا سکا۔ کسی ایک یا چند مخصوص شعبوں یا موضوعات پر اسے دسترس حاصل ہوتی ہے۔ ذاتی انتخاب کے ساتھ ساتھ وہ اسے اداراتی ذمہ داری کے طور پر بھی نبھاتا ہے جس سے مقصد بلعموم ذاتی کامرانیوں کی جستجو تک محدود ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس نور مبین ﷺ کا مقصد تعلیم وتربیت عظیم ترین اور ناقابل موازنہ ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حضور انور ﷺ کا ذوق تعلُّم صرف مکۃ المبارک مدینۃ المبارک کے ان اصحاب کرام تک محدود نہ تھا جو فیس ادا کریں اور اس علم حقانی کی طلب لے کر آپ تک رسائی حاصل کریں۔ بلکہ ایک متضاد ماحول سے سابقہ پڑا جہاں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جو تعلیمات اسلامی کے حصول کا خواہاں تو درکنار اس کے بارے میں کوئی بات سننا بھی پسند کرتا ہو۔ تعلیم وتربیت کیلئے اتنے غیر ہمدردانہ ماحول کا دنیا میں کسی دوسرے استاد نے سامنا نہیں کیا۔ لیکن سبحان اللہ آپ ﷺ نے وہ اسلوب تعلیم اختیار فرمایا کہ مشرکین کو توفیق نصیب ہوئی اور توحید پرستی کے امام کہلائے۔

نبی برحق کی نشانیوں میں ایک یہ ہوتی ہے کہ انکا کوئی استاد نہیں ہوتا ان کی تعلیم وتربیت خود اللہ قادر وقہار کے ذمے ہوتی ہے۔ یہ محض ایک افسانوی بات نہیں بلکہ ہر نبی کی امت اسکا شعوری مشاہدہ رکھتی ہے لیکن اکثریت کے دل ونگاہ بے بصر وبے بصیرت ہوتے ہیں۔ دنیا جیسی ظاہری شئے ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتے اور آخرت کے انعاماتِ غیب پر انکا ایمان نہیں ٹکتا۔ یہی معاملہ ھادی مجتبیٰ ﷺ کا ہے جن کی حیات مبارکہ کے احوال لمحہ بہ لمحہ انتہائی مستند پیرائے میں مرقوم ہیں وہاں کسی ایک نے بھی دعویٰ نہیں کیا کہ حضور انور ﷺ نے کسی سے کچھ سیکھا ہو۔

کوئی استاد اپنے طرز تعلُّم اور کردار سے اپنے طلباء پر اس قدر اثر انداز ہوسکتا ہے کہ اس کی شخصیت ان کا آئیڈیل بن جائے۔ اس کے باوجود بھی یہ شاذ ہی ہوتا ہے کہ کوئی طالب علم اپنے استاد کی شخصیت کی تمام تر خصوصیات اپنے اندر پیدا کر لے۔ عموماً استاد اپنا شعوری علم اور شعوری تجربات تعلیم کے ذریعے طلباء کو منتقل کر دیتا ہے۔ اسکے بعد یہ طالب علم پر منحصر ہے کہ وہ کس حد تک مستفید ہوتا ہے۔ یہ ایک روایت رہی ہے کہ حصول علم کا مقصد مادی جستجوؤں کی بہتر تشفی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ان تمام تر حقائق کے برعکس جناب نور مبین ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنے حکیمانہ فکر و عمل کے ذریعے نہ صرف اس دور کے بلکہ تا قیامت آنے والی انسانیت کو حقیقی مقصد حیات سے متعارف کروایا۔ حیات بشری کا بنیادی مقصد فکر انسانی میں یوں راسخ فرمایا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 35: الانبیاء 21

ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے خیر اور شر کی آزمائش سے۔

حیات انسانی کی ہر جہت خیر و شر کے مخلوط عمل کی عکاس ہے۔ اس متضاد حقیقت سے ہی کائنات کا آزمائش ہونا ثابت ہے۔ خیر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کہا۔ شر وہ ہے جسے اللہ حکیم و علیم نے شر گردانہ۔ خیر و شر کے احکامات الٰہیہ قرآن مجید اور رسالت مآب ﷺ کی حیثیت میں فرقان کا درجہ رکھتے ہیں۔

انسان نے جب جب اپنے ظن و گمان کی بنیاد پر خیر و شر کے پیمانے وضع کیے تو سوائے گمراہی کے کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ توحید میں خیر ہے شرک میں شر ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت اور وابستگی میں فلاح و نجات ہے' ان سے روگردانی میں نار جہنم ہے۔ بندگی میں خیر ہے سرکشی و نافرمانی شیطنت ہے۔ حسن اخلاق باعث خیر ہے جبکہ بداخلاقی وبال و شر ہے۔ صلہ رحمی میں خیر اور بے رحمی شر ہے......

بہرحال اسلام تا قیامت پوری انسانیت کے لئے ایک جیتا جاگتا چیلنج ہے کہ اس سے متصادم ہر ضابطہ' ہر قانون' ہر نظام' ہر آئین' ہر دستور' ہر دین انسان کیلئے محض شر ہے۔ اسلام کی ضد میں خیر ابداً ناممکن ہے اس لئے کہ اسلامی ضابطوں پر کاربند رہنے میں اللہ کی رضا ہے۔ یہی راستہ اسکا پسندیدہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن :۔ آیت نمبر 3: المائدہ 5

ترجمہ:۔ اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔

اللہ جل شانہ نے اس کائنات کے لئے جس قدر بھی خیر پیدا فرمائی وہ تمام کی تمام اس نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے دامن مبارک میں ڈال دی۔ اس لئے یہ دامن بابرکات اس دنیا میں بھی حفیظ ﷺ و ناصر ﷺ اور حیات اُخروی میں بھی شفیع المذنبین ﷺ۔

ایک استاد اپنی انتہائی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کے باوجود ایک محدود حلقے اور چند نسلوں تک ستائش و تحسین حاصل کرتا ہے بعد میں اس کی یاد تک دلوں سے غائب ہو جاتی ہے۔ امریکی محقق مائیکل ہارٹ کی کتاب The 100 میں 100 مقبول ترین شخصیات کے تاریخی اثر و رسوخ کی بنیاد پر درجہ بندی انتہائی بڑا اور بے حد اہمیت کا حامل کام ہے۔ مگر بہت کم لوگ ہوں گے جو ذات سید کائنات ﷺ کی اولیت اور بقیہ 99 شخصیات میں فرق کی سطحوں کا ادراک کر سکیں گے۔

مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ نبی ﷺ امی ﷺ کو کسی ایک بشر نے حکمت کا کوئی ایک نقطہ بھی نہیں سکھایا بلکہ امت مسلمہ کی ابدی امانت کیلئے تعلیم و تربیت خود خالق کائنات نے اپنی حکمت خداوندی کے زیر اثر فرمائی۔ جس کام کی مکمل ذمہ داری اللہ عزیز الحکیم نے خود سنبھالی اس میں وہ ذرا برابر کمی نہیں چھوڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ خود اس نے قرآن حکیم میں ڈنکے کی چوٹ دعویٰ فرمادیا۔

قرآن: (کافۃ للناس) آیت نمبر 28: سباء 34

ترجمہ:۔ اور اے محبوب من ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو نہیں بھیجا مگر ہر لحاظ سے پوری انسانیت کیلئے، مکمل

marfat.com
Marfat.com

کفایت کرنے والا۔

قرآن مجید کو کلام اللہ نہ ماننے والوں کی شاید اس دعوے سے تسلی نہ ہو اور وہ اسے محض مسلمانوں کی مذہبی عقیدت ہی سمجھنے پر اکتفاء کرلیں۔ لہٰذا ہم اسے دور نبوت کے بعد کے تمام احوال میں اسکا علمی تجزیہ کر کے پیش کریں گے۔ ایک گمراہ ترین قوم کیلئے جو نصاب تعلیم نازل ہوا وہ قرآن مجید ہے۔ اس نصاب کا مقصد صرف قرآنی حکمتوں کا ادراک نہیں تھا بلکہ اسے تربیت کے ذریعے انسانوں پر نافذ کرنے کی زیادہ اہمیت تھی۔ صرف ایک فرد کے کردار کو یکسر بدلنا ہمیشہ سے ایک مشکل ترین کام رہا ہے۔ اگر انسان حقیقی معنوں اور مکمل غیر جانبداری سے دور رسالت کا مطالعہ کرے تو معجزاتی حقائق سامنے آتے ہیں۔ علم و تہذیب سے دور بھاگنے والی قوم میں ایک ایسی روح پھونکی گئی کہ وہ اپنی جہالتوں کو پس پشت ڈال کر قرآنی حکمتوں سے آگاہی کیلئے تن، من دھن سے یوں کوشاں ہوئے کہ آج بھی مورخین کو یقین تو کرنا پڑتا ہے لیکن ایمان لانے میں تامل برتتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ شیطانی وساوس انہیں ظن و گمان کی دلدل سے نکلنے نہیں دیتے۔

جیسے جیسے قرآن مجید نازل ہوتا رہا حضور انور ﷺ نے اس کی ابدی حکمتوں سے اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یوں روشناس کروایا کہ ہر کوئی فرداً فرداً ایک چلتا پھرتا قرآن مجید قرار پایا۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اقبالؒ

اسی بناء پر حضور ﷺ پاک ﷺ و مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے

marfat.com
Marfat.com

تمام اصحاب اپنی اپنی حیثیت میں روشنی وحکمت کا مینار ہیں ۔تم جس کے پیچھے بھی چلو گے مقصد حیات پالو گے۔ بیت اللہ کے سائے میں بسنے والے ان لوگوں کے تصورات میں بھی کہیں ایک خالق' مالک ورازق نہ تھا۔ان کی ہر دھڑکن ایک نئے خدا کی تلاش میں رہتی ۔ایسے انسانوں کے فکر وعمل کو یکسر بدل دینا صرف احمد مجتبیٰ ﷺ کے لئے مخصوص تھا۔وہ جو اپنی ظاہری صلاحیتوں سے نا آشناء ونابیناء تھے ان پر ظاہر کے علاوہ باطنی قوتیں یوں آشکار ہوئیں کہ احسن الخالقین کا وہ شاہکار جسے اس نے اشرف المخلوقات کہا اپنے ظاہری اور باطنی جملہ کمالات کے ساتھ سامنے آیا۔

اسی بناء پر میرا یہ چیلنج ہے کہ تمام تر علمی ترقی کے تحت آج کا انسان' مذہب اسلام سے ہٹ کر' کوئی بھی علمی اور اخلاقی معیارات مقرر کر لے صحابہ کرامؓ ہر کسوٹی پر ناقابل موازنہ قرار پائیں گے یہی وہ شعبہ ہے جہاں مسلمانوں کو بہت تحقیق کرنی چاہئے تھی لیکن صد حیف مسلمانوں نے تحقیق سے وہ سروکار ہی نہیں رکھا جو اسکی تعلیم و تربیت میں کلیدی عنصر ہے۔

کس طرح ہوا کند تیرا نشتر تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاق
اقبالؒ

اس حقیقت لازوال کی تائید خود سرور عالم ﷺ نے فرمائی۔ارشاد فرمایا کہ میرا زمانہ بہترین ہے۔اس دعوے کی بنیاد پر میں نے چیلنج کیا جسے قبول کرنے کی جسارت تا قیامت کوئی نہ کر پائے گا۔ یہ نہ پہلے کسی استاد نے کیا اور نہ آئندہ کر پائے گا۔شعور' تحت الشعور اور لاشعور ھادی ﷺ نور مبین ﷺ نے انسانیت پر اس طرح آشکارہ فرمائے کہ علم و تحقیق سے نابلد انسان حصول مقصد میں ان کی

marfat.com
Marfat.com

اہمیت سے روشناس ہوا۔ وجدان جیسی عظیم باطنی قوت جس سے آج جدید انسانوں کی اکثریت بے بہرہ ہے ان کے محسوسات پر یوں منکشف ہوئی جس طرح بھوک اور پیاس کا احساس واضح ہوتا ہے۔ معلمِ حق ﷺ نے باطنی جذبوں کو ایسی عادات اور روّیوں میں ڈھالا جن کا متقاضی قرآن حکیم تھا۔ ایک پوری قوم کے خوابیدہ جذبوں کو یوں بیدار فرمایا کہ انہی کی پیروی کو دین حنیف اور صراط مستقیم قرار دیا۔ وہ جذبے وروّیے آج بھی بیدار ہیں۔

شعبہ نفسیات میں قابل لحاظ و قابل قدر انسانی کامرانیوں اور دریافتوں کے باوجود اگر آج کوئی ایک فرد بدکرداری کا مرتکب ہو جائے تو ماہرین نفسیات تجزیاتی مراحل کا ایک لمبا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ تحلیل نفس سے لے کر تمام خاندانی اراکین کا نفسیاتی معائنہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ معائنہ محض تشخیصی اغراض سے کیا جاتا ہے اس کا مداوا اور تشفی اگلے مرحلے میں ہوتی ہے اور وہاں بھی کامیابی کے امکانات نصف بہ نصف ہوتے ہیں۔ یقینی کامیابی کا کوئی تصور نہیں۔

تحقیقی غرض و غائت کے تحت میں نے ذاتی طور پر ماہرین نفسیات سے باقاعدہ مباحثوں کا اہتمام کیا اور حیرت کی انتہائی ہوگئی کہ ایک اکلوتے کردار باختہ انسان کی اصلاح وفلاح کیلئے جدید ترین ماہر نفسیات کو کرب انگیز مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس پہ طرہ یہ کہ پھر بھی یقین کامل نہیں کہ اصلاح سیرت کے متوقع نتائج حاصل ہوسکیں گے یا نہیں۔ امریکہ جیسا ملک جو اپنے علمی اور سائنسی دریافتوں میں اول حیثیت کا دعویدار ہے گمراہی اور اخلاقی پستی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ گناہ کا تصور یکسر معدوم ہو چکا ہے۔ اپنی اس تمام تر ترقی کے باوجود انکے قلب ونظر نابیناء ہیں۔ ان کے معاشرے میں انسانیت اپنی پستی کی معراج پر ہے۔ تمام اہل علم وفکر

marfat.com
Marfat.com

کے لئے دعوت فکر و تحقیق ہے کہ وہ امریکی معاشرہ اسلام کی مکمل ضد کے طور پر اپنی عملی صورت میں موجود ہے۔ انکی معاشرت کا مطالعہ اور تقابل ہی ہمیں اسلام کی حقانیت سے بہرہ اندوز کرسکتا ہے۔

مسلماں کو مسلماں کردیا طوفان مغرب نے
تلاطم ھائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی
(اقبالؒ)

بھرمار ہے امریکہ میں ماہرین نفسیات کی جو بدکرداری کے تدارک کی بدولت پیسے کمانے کے درپے تو رہتے ہیں لیکن معاشرے کی نوک پلک سنوارنے میں اُن کا کردار تقریباً صفر ہے۔ اس کا سبب بجز اس کے کچھ بھی نہیں کہ انہوں نے تعلیمات مصطفوی ﷺ سے روگردانی کی اور اپنا ضابطہ اخلاق محض ظن و گمان کی بنیادوں پر وضع کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کے لئے حق شناسی کا بہت بڑا تمثیلی اور عملی نمونہ ہیں یہ لوگ:

سرورِ کونین ﷺ کی دعوت حق سے جو حیران کن اور ناقابل تصور نتائج پیدا ہوئے وہ محض جادوگری نہیں تھی بلکہ حقیقی انسانی نفسیات کا حکیمانہ تصرف تھا۔ اگر یہ سحر انگیزی ہوتی تو جادو فوراً انسانوں پر اثر انداز ہوتا۔ جادوگری کے مزاج میں ہے کہ یہ فوراً اثر انداز ہوتا ہے اور اس کا اثر ایک مخصوص وقت تک برقرار رہنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن رسول ہاشمی ﷺ کی انتہائی محنت و لگن نے لوگوں کی فکر میں تغیر پیدا فرمایا جس نے ان کی عملی زندگی میں انقلاب برپا فرمادیا۔ یہ انسانی نفسیات کا بہترین استعمال تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی تمام تر کاوشوں کا حقیقی ماحصل یہ ہے کہ اتنے بڑے اور بے شمار قبائل پر مشتمل معاشرے کا مقصد حیات یکسر بدل کر

marfat.com
Marfat.com

رکھ دیا! اگر یہ جادوگری ہوتی تو اس کی اثرانگیزی زیادہ سے زیادہ وصال مصطفیٰ ﷺ تک قائم رہتی اور بعد میں بے اثر ہو جاتی۔

ذات سید کائنات ﷺ کا ہر ہر پہلو اور ہر ہر وصف اپنے اندر کئی معجزات سمیٹے ہوئے ہے۔ ایسے معجزات جو ہمہ وقت قابل مشاہدہ ہیں۔ نبی حجتہ اللہ ﷺ نے محض چند موضوعات پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ہر اس موضوع کا بنیادی علم فراہم کر دیا جو کائنات کے جمیع معاملات کو سمجھنے کے لئے درکار رہا ہے اور رہے گا۔ یہی نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات کو عین تعلیمات خداوندی کے تحت چلتے پھرتے انسانوں میں ڈھال دیا۔ وہ متاع حیات اور جاہ وحشمت جس کی خاطر انسان اخلاقی پستی کی حدوں سے بھی تجاوز کر چکے تھے جناب مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و تربیت سے انکو وہ استغناء یعنی بے نیازی نصیب ہوئی کہ دوبارہ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ نفسانی خواہشات و آلائشوں سے یوں نجات ملی کہ جیتے جی اللہ جل شانہ کی طرف سے جنّت کی بشارتیں نصیب ہوئیں۔ کردار میں یہ تبدیلی کوئی معمولی شئے نہ تھی بلکہ اس سے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔

نہ ڈھونڈا اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغناء میں معراجِ مسلمانی

اقبالؒ

یہاں بھی اہل مغرب اور غیر مسلم علماء و محققین سے تقابل ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور علم سے خواہشات کو دبانے کی بجائے مزید ابھارنے کے درپے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج انسانی معاشروں میں ایسی ترغیبات اور تحریکات کا بھرپور اہتمام ہے جو نہ صرف خواہشات میں بے پایاں اضافہ کرتی ہیں بلکہ ان کی

marfat.com
Marfat.com

تکمیل وتشفی کے لئے جنون خیز بھی ہیں۔ آج بین الاقوامی سطح پر چوری ڈاکے قتل و غارت گری کا جو بازار گرم ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ تعلیمات مصطفیٰ ﷺ کے خلاف چلنے میں صرف بربادی اور ھلاکت ہے۔

امام المسلمین ومرسلین ﷺ کے انداز تعلّم نے ایک اور ایسا معجزاتی نتیجہ پیدا کیا جو اس جدید دور کا ایک استاد تو کیا ہزاروں تعلیمی ادارے مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ ایک ایسی قوم جو سیاسی لسانی اقتصادی سماجی اخلاقی لحاظ سے پارہ پارہ تھی۔ اسکو نبی ﷺ الرؤف ﷺ نے اخوت کے ایسے رشتے میں باندھ دیا کہ ملک کے ایک کونے میں کسی مسلمان کو تکلیف پہنچی تو اسکا درد پوری امت نے محسوس کیا۔ یہ بھی میرا پوری دنیا کو چیلنج ہے کہ تمام عالم سے لاکھوں معلمین اکٹھے کر لئے جائیں تو یہ نتائج پیدا کرنا انہیں محض ایک خواب دکھائی دے گا۔

انسانوں میں اخوت اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک وہ اپنی فطرت کے تمام تعصبات کا قلع قمع نہیں کر دیتے۔ انسانی مزاج میں تعصبات کی فہرست نہایت طویل ہے جو خودغرضی اور نفس پرستی کی ایسی کیفیات پیدا کر کے دلوں میں دوری کا باعث بنتے ہیں۔ لسانی عصبیت خود پسندی خودغرضی مذہبی عصبیت سیاسی علاقائی وغیرہ وغیرہ الغرض تعصّبات بغض وعداوت کا منبع ہیں۔ آج جدید تعلیم و تحقیق پر نازاں لوگ تو بالکل بے بس ولاچار نظر آتے ہیں کہ انسانی مزاج میں عصبیتوں کی بیخ کنی کر سکیں سردست تو ایسا نظر نہیں آرہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ تعصب انسان کو ظن وگمان کی طرف لے گیا جبکہ حقانیت تو تعلیمات مصطفیٰ ﷺ میں مضمر ہے۔ وہ تعلیمات جو خداوند قدوس نے مرحمت فرمائیں۔ حضور پرنور اللہ عزیز و حکیم سے اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ ''اللھم ارنی اشیا کما

marfat.com
Marfat.com

ھی'' (اے اللہ مجھے چیزیں اس طرح دکھا جیسے کہ وہ حقیقت میں ہیں)۔ یہی حکمت خداوندی ہے کہ آپ نے انسانی کردار کی ہر علت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اس کے برعکس آج کا انسان ظن وگمان کے دلدل میں پھنسا ہوا معاملات کی حقانیت سے نابلد ہے۔ اس کی تمام تر ترقی محض سطحی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کا علم آج خود اس کے کسی درد کا درمان نہیں ہے۔ اخلاقی پستی نے عصبیتوں کو اور ہوا دی ہے۔

انسانی زندگی میں اقتصادیات کا کتنا عمل دخل اور اہمیت ہے اس کا اعتراف ہمیشہ سے رہا ہے اور رہے گا۔ خواہشات کا غلام یہ انسان کبھی بھی اس اقتصادی جن کو قابو نہیں کر سکا۔ ہاں البتہ ایک اور صرف ایک مختصر عرصہ یقیناً ایسا گذرا ہے جب اقتصادی حسن اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ افروز رہا ہے۔ یہ معجزہ بھی دست مبارک مصطفیٰ ﷺ سے رونما ہوا۔

آپ اقتصادیات کی کوئی کتاب بھی پڑھ لیں تو جہاں انسانی تحقیق وتدبر کے بے شمار پہلو سامنے آئیں گے وہاں ساتھ ہی بلکہ اوائل میں ہی' اس کی سب سے بڑی علت کا تذکرہ ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ انسانی خواہشات لامحدود ہیں اور ان کی تشفی تقریباً ناممکن ہے اس لئے کہ وسائل محدود ہیں۔ یقیناً اقتصادی بدمعاملگی اور مشکلات کی بنیاد انسانی خواہشات کا لامحدود ہونا ہے تو پھر اس مسئلے کا تدارک بھی اسی میں ہے اور یہ کام پوری تاریخ انسانی میں صرف ایک ذات اقدس ﷺ انجام فرما سکیں اور وہ ہے ذات سید کائنات ﷺ۔ اس دور میں بھی اقتصادی معاملات Micro Economics اور Macro Economics کی بنیادوں پر استوار تھے۔ زراعت تھی اور جاگیرداری بھی' صنعت اور صنعت کار بھی تھا' مالی لین دین کے معاملات قومی اور بین الاقوامی سطح پر طے پاتے۔ لیکن وہ کام جو آج

marfat.com

Marfat.com

کے تمام تر ماہرین اقتصادیات مل کر بھی نہیں کر سکے اور نہ کر سکیں گے وہ سرکار دو عالم ﷺ کی حکمتوں سے ایک معجزے کی صورت کہہ رہا ہے کہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا نہ کوئی مقابل نہ کوئی مماثل اور نہ کوئی عدیل۔

یہ تو طے ہے کہ حضور مکرم ﷺ کی بعثت مبارک ایسے لوگوں کے درمیان ہوئی جو ہر لحاظ سے جہالت کے نقطۂ عروج پر تھے۔ ایک انتہائی بگڑا ہوا معاشرہ ملا جس کی کوئی کل سیدھی نہ تھی۔ اپنے حکیمانہ طرز عمل، منصوبہ بندی اور توفیق باری تعالیٰ سے آپ ﷺ نے اقتصادی، معاشرتی، سماجی، سیاسی، دفاعی، طبی، وفاقی، صوبائی، قومی، بین الاقوامی، تدریسی، تربیتی، دینی، دنیاوی، حکومتی، خاندانی، الغرض ہر مزاج کا معاملہ نبھایا۔ ہر عمر کے انسان کو اس کی ذہنی سطح کے مطابق سنبھالا۔ ہر جنس کے ساتھ اس کے مطابق برتاؤ کیا۔ ہر قبیلے، ہر فرقے، ہر دین اور ہر زبان کے لوگوں سے واسطہ رہا۔

اقتصادی معاملات کی درستگی کے لئے امام الانبیاء ﷺ نے بے مہار نفس انسانی کو لگام دی۔ ان میں بندگی کے جوہر کو اجاگر فرمایا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وصف لازوال پیدا فرمایا۔ پھر اس لگام کے ذریعے آپ انہیں جس طرح چاہتے موڑتے رہے یہاں تک کہ سوز آرزو مندی میں مقصود مطلوب صرف اللہ اور اسکا رسول ﷺ رہ گئے۔ اس بندگی کے لطف سے وہ اس قدر نہال ہوئے کہ حضرت اقبالؒ کو کہنا پڑا۔

متاع بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

(اقبالؒ)

marfat.com
Marfat.com

ان جذبوں کے تحت خلق خدا سے محبت ورواداری کا وہ اجتماعی رویہ پیدا ہوا کہ کسی ایک غم زدہ کی غمگساری کرنے والے بے شمار ہوا کرتے تھے باہمی محبت و اخوت میں **ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** سے زندگی کا وہ احساس و ترنگ پیدا ہوتا کہ ہر ساعت با مقصد بن جاتی۔

معلّم کی حیثیت میں رسول ہاشمی ﷺ نے جو کارہائے نمایاں انجام فرمائے ان میں ایک عظیم ترین کارنامہ لوگوں میں ادب واحترام کا وصف پیدا کرنا تھا۔ بے ادبی' گستاخی' بدخوئی اس دور کے تہذیب وتمدن کا ایک نمایاں نقش تھا لیکن آقائے دوجہاں ﷺ کے حکیمانہ طرز تعلیم نے دیکھتے ہی دیکھتے اس قوم میں ادب و احترام کو وہ فروغ بخشا کہ وہ امت ناقابل موازنہ قرار پائی۔ تمام محرکات کی یوں بیخ کنی فرمائی کہ ہر سطح پر امتیازات وتعصّبات سے بالاتر محبتوں کے پرکیف ترنم بکھرنے لگے۔ یہاں تک کہ ننھے معصوم بچے بھی قابل ادب واحترام قرار پائے ضعیف وناتواں کو تحفظ وتواضع نصیب ہوئی۔ زندہ درگور ہونے والی عورت گھر کی مالکہ بنی اور تعمیر معاشرہ میں ایک انتہائی اہم کردار کی انجام دہی پر مامور ہوئی۔ خدا خوفی نیکی کا معیار قرار پائی۔

اس امرِ عظیم کی انجام دہی کہنے اور سننے میں شاید اتنی متاثر کن محسوس نہ ہوتی ہو مگر اس کے معجزاتی پہلو یقیناً اس وقت سامنے آئیں گے جب کوئی یہ کام کرنے نکلے گا۔ لیکن آج تک بصیرت انسانی نے جو ضبط مشاہدہ کیا اس سے صرف ایک ہی نتیجہ نکلا کہ انسان کی چودہ سو سالہ ترقی بھی اسے وہ حکمت عطا نہیں کر سکی جو باہمی ادب واحترام کو فروغ دے سکے۔ چشم تاریخ تو ایک پیہم اخلاقی انحطاط سے آزردہ خاطر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال

(اقبالؒ)

دین و دنیا کے سب معاملات کی زیب و زینت ادب سے وابستہ ہے۔ علیؒ ہجویری داتا گنج بخش جنہوں نے اس سرزمین کفرستان میں سجدوں کے بیج بوئے ادب کے ضمن میں اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ لوگوں میں مروت کی حفاظت' دین میں سنت کی حفاظت اور دنیا میں حرمت کی حفاظت کو ادب کہتے ہیں۔ ادب طالبان الٰہی کی عادت ہوتا ہے۔ ادب کا ترک کرنے والا کبھی ولی نہیں ہوسکتا کیونکہ ولایت میں سنت نبوی پر عمل ضروری ہوتا ہے۔ ادب کا تارک تو اخلاق وخصائل رسول ﷺ سے انحراف کرتا ہے دوسرے یہ کہ ادب کا ترک محبت کے نہ ہونے کی دلیل ہے!

معاشرتی حسن وآرائش میں ادب کی اہمیت کو جس طرح حضور پر نور ﷺ نے اجاگر فرمایا وہ صرف کَافَّةً لِلنَّاس ہی کا خاصہ ہے۔ لہٰذا جب تک ہم آپ ﷺ کے فکر اور طرز عمل کو نہیں اپناتے وہ نتائج کبھی پیدا نہیں ہوسکتے۔ آپ ﷺ کی فکر وعمل کا منبع قرآن حکیم ہے۔ آج پوری دنیا اس کے خلاف چل کر ادب واحترام پیدا کرنے میں بے بس ولاچار نظر آتی ہے۔ قرآن حکیم نے حیات انسانی میں ادب کا تعارف اس طرح کروایا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 6: التحریم 66

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے آپ اور اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ یعنی ان کو ادب سکھاؤ

قرآن مجید کا یہ فرمان غماز ہے اس بات کا کہ باہمی ادب تو احترام نار جہنم سے

marfat.com
Marfat.com

نجات کا باعث ہے بہ الفاظِ دیگر اسکا مطلب ہے کہ یہ وہ عمل صالح ہے کہ اگر پورا معاشرہ اپنا شعار بنالے تو فوز عظیم نصیب ہوگی۔ مکارم اخلاق میں یکتا و یگانہ ذات سید کائنات نے فرمایا کہ اچھا ادب ایمان میں سے ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا۔

حیات انسانی کا محور معاشرہ ہے۔ اگر محور اخوت ہے تو معاشرت ایک ہموار پیرائے میں اس کے گرد گھومتی رہے گی۔ اس کے برعکس ناہمواری ہے۔ ناہمواری کا مطلب نفسانفسی ہے۔ یہ نفسانفسی معاشرت کے لیے کتنا بڑا ناسور ہے اس کے حقیقی تاثر کو جاننے کے لیے بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک عام ذہنی سطح اور فہم رکھنے والا شخص اس کے تخریبی پہلوؤں کا مشاہدہ بحسن وخوبی کر سکتا ہے۔

ایک خوبصورت معاشرے کی تشکیل صرف اسی صورت ممکن ہے جب لوگوں میں ذہنی ہم آہنگی ہو۔ دل بغض، عناد، کینہ، حسد، عصبیت سے پاک ہوں۔ یہی وہ عناصر ہیں جن کے فقدان سے معاشرے نفسانفسی کا شکار ہوتے ہیں، جب میں تحقیقی اور تجزیاتی زاویہ نظر سے دیکھتا ہوں تو دل بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔

استعاروں سے محبت ہو نہیں سکتی بیاں
آپ ﷺ سا کوئی نہیں! بس آپ ﷺ سا کوئی نہیں

سجاد

پچھلی چودہ صدیوں میں حیات انسانی نے جو ارتقائی منازل طے کیں اس میں اپنی علمی ترقی پر انسان بے حد نازاں ہے لیکن اخلاقی طور پر پوری انسانیت دیوالیہ ہو کر رہ گئی ہے۔ نیت عمل کرشل ازم ہے۔ فلاح اخروی کا کوئی تصور نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مقصد حیات محض موقع پرستی بن کر رہ گیا ہے یعنی زندگی ایک ہی مرتبہ ملتی ہے لہذا ممکنہ حد تک اور ہر طور تعیشات کا سامان کر لیں یہی شیطانی فلسفہ حیات ہے جس کی حقیقت انسان سمجھائے نہیں سمجھتا۔ حضرت علامہ اقبال نے اپنی کتاب ارمغان حجاز میں ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کے عنوان سے جو نظم تخلیق فرمائی اس میں شیطان لعین کے مشن کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں

پہلا مشیر شیطان

....

یہ ہماری سعی پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی وملا ملکویت کے بندے ہیں تمام
ہے طواف وحج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

دوسرا مشیر شیطان

....

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر!

....

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دیں

marfat.com
Marfat.com

ہے وہی شعر وتصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

....

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

....

مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

....

ان اشعار میں حضرت علامہ اقبالؒ نے اسلامی طرز حیات اور اسلوب فکر کو عظیم ترین مفہوم دیا ہے۔ ان کے نزدیک اسلام کی حقیقت احتساب کائنات ہے شیطان لعین و مردود اس امت کی بیداری سے خائف رہتا ہے اس حقیقت سے نا آشنائی انسانی جہالت کا بہت بڑا مظہر ہے۔ اس بیداری کی راہ میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ شیطان لعین ہے۔ جس طرح ایک بیناء آنکھ اپنے گردونواح کی ہر مادی شئے کو دائرہ بصارت میں سمو لیتی ہے۔ بالکل اسی صورت شیطانی عداوت بھی انسان پر واضح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ غیر مادی ہے مگر ایک واضح منفی قوت کی صورت انسانی رگ و پے میں سرگرم عمل ہے۔

میری رائے میں معرفت الٰہی کے لیے معرفت ابلیس کی بے انتہا اہمیت ہے۔ کیوں کہ شاہراہ عرفان میں جو اس رکاوٹ کو نہیں پہچان سکا وہ سیدھا چلنے کی بجائے بھٹک کر پہلوؤں کے چھوٹے چھوٹے راستوں پر چل نکلا۔ ایک معلّم کی حیثیت سے

marfat.com
Marfat.com

ایک اہم ترین فریضہ جو آپ ﷺ نے ادا فرمایا وہ اس عدو مبین کا حقیقی تعارف تھا۔ پورے عالمین نے دیکھا کہ کس طرح طالبان حق گناہوں سے دامن بچا کر فوز عظیم حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بات کہنے میں شاید اتنی متاثر کن نہیں لیکن علمی سطح پر اس کی اہمیت نا قابل تصور ہے۔ صبح ازل میں حضرت آدم کو بہکانے سے لے کر تا قیامت اس کے پیروکار اکثریت میں رہے ہیں اور رہیں گے۔

دین اسلام سے بے بہرہ ہونا جہالت کی مطلق علامت ہے اس کا معجزاتی ثبوت اہل مغرب اور غیر مسلموں کی شعبہ نفسیات میں تحقیق ہے۔ انسانی نفسیات کے سب سے بڑے محرک ابلیس لعین و مردود کا ان کے ہاں کوئی تصور نہیں۔ انکا ہر معاشرہ غماز ہے اس شئے کا کہ آہستہ آہستہ وہاں احساس گناہ معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے انہی دنوں ایک امریکن ٹیلیویژن پر ایک بہت بڑے عیسائی پادری نے کہا کہ وہ مردوں کی ہم جنس پرستی کو بالکل عیسائی تعلیمات کے مطابق سمجھتا ہے۔ یہ وصف ان کی فطرت میں جبلتی خصوصیت کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ ان کی منافقانہ کرتوتوں کے سبب حق تعالٰی نے انہیں ودلیعت فرمایا ہے۔ یہ لوگ آج بھی اپنے گرداگرد ہونے والے گناہ کو گناہگار کا حق تسلیم کرتے ہیں اور پھر طمانیت نفس کی خاطر اسے خود بھی اپنا لیتے ہیں۔ شیطان کا سجایا ہوا یہ عمل ان کو بھلا لگنے لگتا ہے اس کی تائید قرآن مجید کی مندرج ذیل تین آیات مبارکہ سے ہوتی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 79: المائدہ 5

ترجمہ:۔ وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے برے اعمال سے یہ فعل انکا بہت ہی برا تھا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 38: العنکبوت 29

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:۔اور سجا دیے شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے

قرآن:۔آیت نمبر 8:فاطر 35

ترجمہ:۔تو کیا ایسا شخص جس کے لیے (اس کا عمل بد) سجا دیا گیا ہو اور پھر وہ دیکھتا ہے اسے بہت اچھا۔

سیّد الرسل ﷺ نے اپنے حکیمانہ اسلوبِ تعلّم سے باہمی مصاحبت کی پر بہار فضاء پیدا فرمائی کہ ہر فرد مصاحبت حق نمائی کا مظہر بن گیا۔انسانی معاشرے کی خوبصورتی یکجہتی سے ہے۔یکجہتی کی بنیاد اخوت ہے۔اخوت مرہون ہے موّدت (محبت اور ادب کے ملاپ سے جو رویہ پیدا ہوتا ہے وہ مودت کہلاتا ہے) کی اور موّدت کا محور و مرکز سیّد و سرور کونین ﷺ کی تجلیات۔مسلمان کے لیے رحمت للعالمین ﷺ کی نسبت سے بڑھ کر کوئی رشتہ نہیں ہے۔جہاں اس نسبت میں لچک پیدا ہوگی حسن معاشرت بدنمائی کی زد میں آجائے گی۔جہاں یہ نسبت صداقت شرافت اور شجاعت کا درس بن جائے گی وہی لوگ حسن معاشرت کے امام کہلائیں گے۔

یکجہتی کے لیے اللہ جل شانہ نے ایک ترکیب (فارمولا) وضع فرمادی۔

قرآن:۔آیت نمبر 103: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو تم سب کے سب اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو۔

کائنات کا ہر صاحب علم جانتا ہے کہ کسی شئے کی ترکیب میں اگر اجزاء غیر متناسب ہونگے تو متوقع نتائج حاصل نہیں ہوسکیں گے یہی دین اسلام کی حقانیت کا عظم ترین معجزاتی مظہر ہے کہ اس کی تعلیمات ہر دور ہر تمدّن اور ہر تغیر دوراں

marfat.com

Marfat.com

میں فارمولوں کی صورت اثر پذیر ہوتی ہیں۔ مذکورہ بالا قرآنی آیت مبارکہ کو حضور انور ﷺ نے جب ایک فارمولے کی صورت استعمال فرمایا تو نتیجہ صرف وہی برآمد ہوا کہ بے شمار فرقوں اور قبائل میں بٹے ہوئے لوگ یکجہتی کا فقید المثال مظہر بن گئے۔ جو ناقابل موازنہ طرہ امتیاز ہے۔

اس اسلامی یکجہتی کو پیدا فرمانے کے لیے آپ ﷺ نے لوگوں کے مابین ایک ایسا ماحول پیدا فرمایا کہ لوگ جب بھی آپس میں ملتے کوئی نئی بات تعلیمات میں سے ہوتی تو فوراً لوگوں تک پہنچا دیتے علمی محافل ومجالس کا ہر لمحے اہتمام رہتا لیکن تفہیم ضابطہ حیات کے لئے جدید دور کا انسان اپنی علمی کامرانیوں پر نازاں تو ہے لیکن اس کی محافل محض ہنگامہ ہائے شوق برپا کرنے کے لیے ہیں۔ اچھی مصاجبت اور ماحول رضائے الٰہی کا مرہون ہے۔

پاکستان میں معاشرتی بگاڑ کا اگر جائزہ لیں تو مصاجبت تو آج بھی موجود ہے لیکن اس کا مقصد محض تماش بنی ہے۔ ہر گلی کے موڑ پر محفلیں تو سجتی ہیں لیکن تاش و شطرنج کی بازی کے لیے' نحوست پھیلانے والے کھیلوں کے لیے یا پھر اسراف توانائی کے بے مقصد سیاسی مباحثوں کے لیے۔ یہ کسی بھی ضابطہ اخلاق کے تحت تعمیری مشاغل تصور نہیں ہو سکتے اور اس مصاجبت میں صرف ہونے والا وقت عاقبت نا اندیشی اور غفلت کے فروغ میں صرف ہوتا ہے۔

ایک معلم کی حیثیت سے آپ ﷺ کا اثر روسوخ انسانیت پر اتنا گہرا اور ہمہ جہت ہے کہ تاقیامت محققین ہر تمدنی تغیر کی روشنی میں مختلف خصوصیاتِ حمیدہ سامنے لاتے رہیں گے۔

رسول ﷺ کی حیثیت سے آپ ﷺ کی ذمہ داری اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام

marfat.com
Marfat.com

پہنچانا تھا۔ اس پیغام کو مؤثر اور معنی خیز آپ ﷺ نے معلّم کی حیثیت سے بنایا۔ جان لو! کہ یہ کام نبی مکرم ﷺ نے محض قانون کے ذریعے سرانجام نہیں دیا کیونکہ قانون انسان کو اخلاقی انسان نہیں بنا سکتا۔ معلّم کی حیثیت میں آپ ﷺ نے انسانوں کی اخلاقی، سماجی، دینی، روحانی، تادیبی و شعوری تربیت فرمائی۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام طاقت کے بل بوتے پر پھیلا وہ اپنا قبلہ درست کرلیں۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

marfat.com
Marfat.com

درود پاک کیا ہے؟

ہے درود پاک میری بندگی کا منتہا
ہم نشیں رب کا ہوا میں ہم زبان وہم نواء
پیش کاری کے ادب سے میں نہیں ہوں بہرہ ور
اس لیے کہتا ہوں یہ اللھم صل علیٰ

سجادؔ

درود پاک متقی کا تقویٰ ہے۔ زاہد کا زہد ہے۔ درویش کی درویشی ہے۔ فقیر کا فقر ہے غنی کا استغناء ہے' سلطان کی سلطانی ہے' میر کی رہبری ہے' بے کس ونادار کی دعائے مستجاب ہے۔ بےبس ولاچار کی چارہ سازی ہے۔ بیماروں کے لئے شفاء و رحمت ہے۔ مومن کا ایمان ہے۔ گناہگار کی شفاعت ہے۔ وجود کائنات کی روح ہے۔ عاشق کا عشق ہے۔ مجاہد کا جہد ہے۔ دین اسلام کا وقار ہے۔ نظام کائنات کا مہتمم ہے۔ سورج کی تابانی ہے۔ انسان کا شرف ہے۔ اطاعت کی فضیلت ہے۔ گلستانوں کی بہار ہے۔ کائنات رنگ و بو کا نکھار ہے۔ جلال ربانی ہے۔ جمال مصطفیٰ ﷺ ہے۔ محمد ﷺ کا مفہوم ہے۔ مقصد حیات کی تفسیر ہے۔ علم کا نور ہے۔ زکاوت کا فخر ہے۔ دارین کی فلاح ہے۔ عذاب سے نجات ہے۔ سعادت ہے' قدس ہے جبروت ہے۔ رحیم کا رحم ہے۔ کریم کا کرم ہے ایمان کا ستون ہے۔ جزاء خیر ہے۔ ہر خیر کی بنیاد ہے۔ ہر دکھ کا مداوا ہے۔ مشکلات کی مشکل کشائی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ہر زخم کا مرہم ہے۔ روح کی بالیدگی ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ درود پاک خود اللہ جل شانہ اور فرشتوں کا ہمہ وقت جاری وساری رہنے والا وظیفہ ہے۔

اللہ جل شانہ نے اہل ایمان کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود پاک پیش کرنے کیلئے اللہ کا وسیلہ اختیار کریں۔ درود پاک ہمیشہ اس طرح پڑھنا چاہئے **اللھم صل علٰی محمد** ﷺ۔ یعنی اے اللہ تو بارگاہ محمد ﷺ میں ہماری طرف سے درود پاک کا نذرانہ پیش فرما اس لئے کہ ہم اس بارگاہ عالی کے آداب وسطوت سے بے بہرہ ہیں۔ تو جانتا ہے کہ وہاں پیش کاری کا انداز کیا ہونا چاہئے۔

سخت تاکید ہے کہ درود پاک بے وضو اور چلتے پھرتے نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ مشکلات کا سبب بن سکتا ہے۔ درود پاک دربار مصطفٰی ﷺ میں حاضری کا ذریعہ ہے۔ جگہ کا پاک ہونا اور وضو شرط ہے۔ درود پاک پڑھنے کیلئے جو آداب قرآن مجید میں بتائے گئے ہیں وہ سَلِّمُوا تسلیما۔ یعنی بہ انداز عجز اور بہ انداز نیاز۔

marfat.com
Marfat.com

ورفعنا لک ذکرک

قرآن مجید کی حقانیت ہر ہر آیت مبارکہ میں زندہ معجزے کی صورت جہانگیرو جہاں باں ہے۔ انسانی ارتقاء حیات چودہ سو سال سے اپنی تمام ترجدتوں اور تغیرات کے امتزاج کے ساتھ آشکارو تاباں ہے۔ انسان کی کورنگاہی اور کوتاہ فہمی نے اسے عیش جہاں میں اس طرح فنا کر دیا کہ باقی نعمتوں کو پہچان نہیں پا رہا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی شان ارفع واعلیٰ جو قرآن مجید میں بیان کی گئی اس کورنگاہی اور غفلت کی نذر ہو گئی۔

قرآن:۔ آیت نمبر 4: سورہ نشرح 94

ترجمہ:۔ اور ہم نے رفعتیں عطا کیں' آپ ﷺ کی خاطر' آپ ﷺ کے ذکر مبارک کو۔

ذکر مصطفیٰ ﷺ محض لفاظی نہیں' محض گویائی نہیں' محض بیان نہیں اور فکر محض بھی نہیں بلکہ اس کائنات طواف و دوراں کا مرکز و محور ہے۔ اس ذکر مبارک کی رفعت تقدیر کائنات ہے۔ نظام کائنات پابند ہے اس ذکر مبارک کی رفعت کا۔ اس ذکر مبارک کی رفعت میں معمولی سی پس و پیش کائنات کے نظام کو درہم برہم کر سکتی ہے اسی لئے رب کائنات نے اس ذکر مبارک کی رفعت کو برقرار رکھنے کا ذمہ اپنے سر لے رکھا ہے۔ انسانی فطرت کے ضعف اور عجلت پسندی کے پیش نظر اس نے انسان پر مکمل اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنا اور فرشتوں کا مستقل وظیفہ مقرر فرما لیا۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن:۔آیت نمبر 56:الاحزاب 33

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر
درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی نبی ﷺ
پر درود بھیجو بہ انداز عجز بہ انداز نیاز۔

یقیناً یہ مصلحت خداوندی ہے کہ اگر کسی عرصہ حیات میں انسان غلامی نفس کے تحت ذکر مصطفیٰ ﷺ سے غافل ہو جائے تو کم از کم نظام کائنات کے رواں دواں رہنے میں کسی قسم کا تعطل پیدا نہ ہو۔

قرآن مجید کی ہر آیت مبارکہ ایک زندہ معجزہ ہے اور یہ دعوٰی محض مسلمانوں کی جذباتی وابستگی کے تحت نہیں بلکہ اسلامی معاشرت ہمیشہ اور ہر طرز تمدّن میں اس کی آئینہ دار رہی ہے۔اس آیت مبارکہ کی معجزاتی حقانیت کو اب ہم اسلامی معاشروں میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مادی جستجوؤں میں ملوث انسان کی دنیا میں اس ذکر مبارک کو کتنی رفعتیں حاصل ہیں۔

پوری دنیا میں سیرت طیبہ پر جتنی کتابیں لکھی جاتی ہیں ان کی تعداد ناقابل یقین حد تک زیادہ ہے۔تعداد کی کثرت کے ساتھ دوسرا معجزاتی پہلو یہ ہے کہ پچھلے چودہ سو برسوں سے عقل اور قلم ضبط ذکر رسول ﷺ میں مشغول ہیں۔یہ بھی محض جذباتی اور مذہبی وابستگی کے تحت نہیں بلکہ ذات سیّد کائنات ﷺ اس حد تک ہمہ جہت ہے کہ اتنا لکھنے کے باوجود آموزش اہل علم کی تشفی نہیں ہوتی۔ہر تغیر تمدن اور جدت خیر البشر ﷺ کے وہ اوصاف حمیدہ قدسی اجاگر کرتا ہے جو رفعت کے تمام تر تقاضے ناقابل موازنہ حد تک پورے کرتے ہیں۔

نثری تحریروں کے علاوہ صنف شاعری کا شعبہ بھی مصطفیٰ ﷺ کی ثناء و

marfat.com

Marfat.com

توصیف میں ہمہ وقت ہمہ تن گرم سخن ہے۔ چودہ سوسالہ اسلامی تاریخ میں شاید کوئی ایک شاعر بھی ایسا نہ گزرا ہوگا جس نے نعت کا نذرانہ عقیدت بحضور سرور کائنات ﷺ نہ پیش کیا ہو۔ میں یہ بات بڑے وثوق اور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ مادی دنیا کے متفرق موضوعات پر اتنی شاعری نہیں کی گئی جتنی اکیلے رسالت مآب ﷺ کی مدحت کیلئے کی گئی۔ صبح ازل سے تا امروز یہ سعادت کسی دوسرے مذہب کے پیشواء کو نصیب نہیں ہوئی بلکہ مقابلتاً نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ کہنے میں بھی ہرگز مبالغہ نہیں کہ کسی اور نبیؑ کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس میں دو زندہ معجزے ہیں' ایک یہ کہ آپ ﷺ کی بے انتہا تعریف ہونا صبح ازل سے طے ہے اس لئے کہ آپ ﷺ محمد (جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے) ہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کے ذکر مبارک کو رفعت ملنا بھی خدائی فیصلہ ہے جسے ہر حال اور قیمت پر پورا ہونا ہے۔

تحریر کے علاوہ تقریر و خطاب کی دنیا میں جتنی گویائی صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتی ہے وہ بھی ذکر مبارک کی رفعت کا زندہ معجزہ ہے۔ عالم اسلام اور کرۂ ارض پر کوئی مسجد ایسی نہیں جہاں روزانہ کسی نہ کسی طور ذکر مبارک مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتا ہو۔ کوئی تقریر و خطاب ایسا نہیں جو ذکر رسول ﷺ کے بغیر ہو۔ کوئی دعا ایسی نہیں جو ان کے وسیلے کے بغیر مانگی جائے۔ کوئی گناہ گار ایسا نہیں جس نے شفیع المذنبین کا دامن نہ تھام رکھا ہو۔

تحریر' تقریر اور فکر' ہر شئے میں جب جب اہل محبت نے ذکر مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام کیا وہ رفعت بے پایاں سے دوچار ہوا۔ کسی قوال نے دلی محبت سے کوئی دھن ترتیب دی تو اس کی تانیں رفعتوں کا پرکیف ترنم لئے سماعتوں میں رس گھولنے لگیں

marfat.com
Marfat.com

اس کے سر اور تال رفعتوں کے پابند ہو گئے۔ کوئی نعت خواں جب اظہار محبت پہ مائل ہوا تو صوتی لہریں (ساؤنڈ ویوز) رفعتوں کی جانب گامزن ہو گئیں۔ رفعتوں کے اس سفر میں کبھی تعطل پیدا نہیں ہوا کیونکہ یہ خداوند رافع کا اٹل فیصلہ ہے۔

ایک عاشق رسول ﷺ کے جذبے جب قصیدے میں ڈھلے

مولا یا صلی وسلم و دائمًا ابدًا

علی حبیک خیر الخلق کلھم

تو بارگاہ رسالت میں طلب فرمائے گئے۔ تاجدار دو عالم ﷺ کے روبرو قصیدہ پڑھنے کا وہ اعزاز نصیب ہوا جس کی قدر و منزلت انسانی پیمانوں سے ماورئ ہے۔ بارگاہ رحمت ﷺ میں مقبولیت کے بعد یہ قصیدہ بے کسوں اور ناداروں کی مشکل کشائی پر مامور ہوا۔ صاحب قصیدہ اس امت کی امامت کے منصب پر فائز ہو کر امام ابوبصیریؒ کہلائے۔

سیرت طیبہ پر کوئی مقالہ یا کتاب لکھنے والا اسے اپنے لیے نجات اخروی کی سند سمجھنے لگتا ہے یہی نہیں بلکہ ذات سیّد کائنات ﷺ کے بارے میں اگر کسی نے کوئی صفاتی لفظ بھی استعمال کیا تو اسے بھی رفعت نصیب ہوئی۔ عام اعلان نبوت کے موقع پر جب آپ ﷺ نے اہل مکہ سے اپنے کردار کے بارے میں استفسار فرمایا تو سب نے بیک زبان کہا کہ آپ ﷺ صادق وامین ﷺ ہیں، اس دن سے یہ اسماء حسنہ میں شامل ذکر کی رفعتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔

حرمین شریفین کی زیارت کے لیے امت مسلمہ ہر ساعت جوق در جوق اُمڈتی چلی آتی ہے کرہ ارض کے ہر گوشے کا مسلمان باسی موت سے پہلے اس خواہش کی تکمیل چاہتا ہے کہ وہ بارگاہ خداوندی اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری کا شرف و

marfat.com

Marfat.com

سعادت حاصل کرے یہ کرم سرکار ﷺ کی رحمت للعالمینی کا آئینہ دار ہے کہ وہ ہر خواہش مند کو دربار اقدس میں طلب فرماتے ہیں۔

دربار اقدس پر حاضری دینے والا ہر امتی سراپا ذکر بن جاتا ہے اس کی بصارت جلوہ مصطفیٰ ﷺ کی تابانی سے ہرگز نہیں چندھیاتی بالکل اسی طرح جس طرح خود شب اسریٰ کے دولہا کی نگاہ جلوہ خداوندی سے نہ چندھیائی اور نہ حد سے بڑھی۔

قرآن:۔سورہ النجم:۔آیت نمبر 17

ترجمہ:۔ نہ اس کی نگاہ چندھیائی اور نہ حد سے بڑھی۔

زائرین کی ثناء توصیف سماعتوں کو وہ پرکیف ترنم بہم پہنچاتی ہے جو دنیا کی کسی نغمگی میں نہیں۔ ہر سانس اطاعت رسول ﷺ کی حرارت سے جاوداں، ہر دم جواں پیہم رواں ہے۔

میری ہر سانس ہے ورد درود پاک نبی ﷺ
انکا احساں کہ عطا کی مجھے تسبیح ایسی
سجاد

الغرض جس عاشق کو بھی مدینہ منورہ کی گلیوں کے پھیرے نصیب ہوئے وہ گردش دوراں کے پھیروں سے نجات پا گیا۔ یہ سب کچھ محض جذباتی وابستگی نہیں بلکہ امر خداوندی ہے۔ یہ دنیا چلو چلی کا میلہ ہے جو چلا جاتا ہے بھلا دیا جاتا ہے لیکن ذکر خیر صرف انہی کا باقی رہتا ہے جو اللہ کے مقبولان و مقربین ہیں۔ سرکار کے ذکر مبارک کی رفعتیں ماروائے بیان ہیں۔ چودہ سو سال کے بعد بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ اتنا تازہ و شیریں ہے جیسے کوئی ہر دل عزیز شخصیت ہمارے درمیان موجود ہے اور ہم اس سے گہری شناسائی رکھتے ہیں۔ اور یہی مفہوم ہے قرآنی آیت مبارکہ کا کہ

marfat.com
Marfat.com

قرآن:۔ان فیکم الرسول اللہ

ترجمہ:۔ کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ تمہارے اندرون میں موجود ہیں۔

ان جذبات و کیفیات سے وہ تمام اہل ایمان سرشار ہیں جنھیں نگاہ عشق و مستی میسر ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کا رفعتوں سے ہمکنار ہونا کائنات کا مقدر ہے پوری کائنات من جملہ ایک زندہ شئے ہے اور اس کی زندگی ذکر محمد ﷺ کا جاری وساری رہنا ہے۔ کائنات اور اس کی ہر مخلوق ابدی ہے اس لیے ذکر مجتبیٰ ﷺ قیامت اور حشر کے بعد بھی مائل بہ رفعت رہے گا کیونکہ ابدیت کا مفہوم ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ ایک جرنیل کی حیثیت سے

یقیناً محیر العقول بات ہے کہ سرور مکرم ﷺ نے ہر شعبہ زندگی میں وہ کارہائے بے مثل و عظیم انجام دیے جو انسانی وضع کردہ ہر معیار سے بلند تر اور ناقابل موازنہ ہیں۔ یہ دعوی محض روحانی وابستگی کی بنیاد پر نہیں بلکہ جدید تحقیقی خطوط اور علمی سطح پر یہ پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے باہمی جنگ و جدل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی آزمائش ہے جنگیں ہر دور میں ہوتی آئی ہیں اور ہر دور میں ہوتی رہیں گی۔ بدقسمتی سے انسان جنگی واقعات و معاملات کا سیاسی اور تکنیکی بنیادوں پر تجزیہ کرتا ہے لیکن جس کے حکم سے مسلط ہوی ہے اس کی طرف ہرچند رجوع نہیں کرتا۔ یہی سبب ہے کہ کرہ ارض پر ملکی سرحدوں کا تعین کبھی بھی انسانی منشاء کے مطابق نہیں رہا۔

کوئی شک نہیں کہ تاریخ انسانی میں بہت سے جرنیل اپنی جنگی مہارت و بصیرت کے لیے انتہائی نامور ہیں۔ لیکن یہ پہلو فکر انگیز ہے کہ تقریباً تمام جرنیلوں کا تعلق ان کی باقاعدہ افواج سے ہے۔ ان کا تعلق ایسے ممالک سے رہا ہے جو مالی طور پر آسودہ اور سیاسی لحاظ سے مستحکم رہے ہیں عموماً انکا تعلق اپنے دور کی اعلی تہذیبوں اور تمدنوں سے رہا ہے۔ اپنے ماتحتوں اور قریبی ماہرین سے جو اعانت انہیں مل سکتی تھی وہ میسر رہی ہے۔ عموماً جنگی نتائج کا انحصار مخالفین کے مقابلے میں کثرت سپاہ، اسلحہ و جنگی ساز و سامان کی فروانی اور گرد و نواح کے حلیف ممالک کی امداد پر ہوتا ہے۔

ان تمام حقائق کے برعکس جب ہم فتوحات محمدیہ ﷺ کا بھرپور ہمہ جہت

marfat.com
Marfat.com

تجزیہ کرتے ہیں تو عجیب وحیران کن پہلو سامنے آتے ہیں۔ سب سے پہلی بات جو سامنے آتی ہے وہ یہ کہ رسالت مآب ﷺ کا جنگی مقصد عظیم ترین تھا ان کے پیش نظر جنگ محض اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لڑی جائے نہ کہ اس کا مقصد حصول دنیا ہو تمام غزوات وسریات کا خواہ کسی بھی معیار اور کسی بھی ضابطے کے تحت، یہاں تک کہ تمام عصبیتوں کے باوجود بھی تجزیہ کرلیں، تو اس کا ماحصل ایک ہی سامنے آئے گا کہ یہ تمام ترجہادات کلمہ حق کی سربلندی کے لیے کیے گئے قرآن مجید نے تائید فرمائی۔

قرآن:۔ والضحیٰ 93: آیت نمبر 4

ترجمہ:۔ حصول مقصد کے لیے ہر آنے والا وقت پہلے سے بہتر ہوگا۔

ہر غزوے وسریے کے بعد سرفرازی اسلام میں یقیناً خاطر خواہ اضافہ ہوا پہلا غزوہ جو بدر کے میدان میں برپا ہوا وہ تقابلی اعتبار سے آج بھی انسانی فہم سے متصادم ہے۔ مسلمانوں سے تعداد میں تقریباً 3 گناہ کثرت جنگی سازوسامان ضرورت سے کئی گناہ زیادہ امراء اور سرداروں کی خوشنودی کے لیے تعصب کی انتہاؤں تک جانے والے جانثار طاقت، کثرت اور فراوانی کے زعم سے سرشار کہ ان مٹھی بھر مسلمانوں کو آج نابود کردیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی جرنیل کو مسلمانوں کے میدان بدر جیسے احوال میسر آئے تو وہ عبرت ناک شکست سے دوچار ہوا۔ لیکن حیرت زدہ مورخین ہمیشہ سے یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے مطیع وفرمانبردار اپنی حقیقی قوتِ ایمان کے ساتھ دائماً ناقابل شکست ہیں۔

قرآن:۔ آیت نمبر 139: آل عمران 3

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:۔ اور تمہی برتر رہو گے بشرطیکہ تم مومن کامل ہوئے۔

میدان جنگ کی دشمنی وحشیانہ کیفیات کی حامل ہے۔ لیکن اسی کارزار میں مسلمانوں نے بہترین اخلاق، صلہ رحمی اور عفو و درگزر کا ایسا ایسا مظاہرہ کیا کہ انسانی نفسیات کے نئے باب رقم ہوئے۔

مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم ایک دشمن کے سینے پر سوار اس کی گردن اڑانا ہی چاہتے تھے کہ اس نے آپؓ کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا۔ آپؓ فوراً دست مبارک کھینچ کر پرے کھڑے ہو گئے دشمن حیران ہوا کہ میں تو ابھی ہلاک ہوا چاہتا تھا انہوں نے کیسے مجھے چھوڑ دیا۔ پوچھنے پر مجبور ہو گیا کہ آپ کے طیش میں تو اضافہ ہونا چاہئے تھا کیونکر مجھے چھوڑ دیا فرمایا کہ میں تجھے اللہ کی خاطر قتل کرنا چاہتا تھا لیکن جب میرے منہ پر تھوکا تو میری ذاتی انا بھی اس میں شامل ہو گئی اس حال میں تیرے قتل پر اللہ جل شانہ استفسار کر سکتا ہے کہ میں نے کہیں ذاتی دشمنی کی بنا پر تو تجھے قتل نہیں کیا؟ ایسے احوال میں اللہ والوں کا کردار شرف اور بزرگی کسی کے سامنے عیاں ہوتی ہے تو مدمقابل کی ظاہر و باطنی آلائشوں پر وہ ضرب پڑتی ہے کہ جلوہ مصطفیٰ ﷺ کی تابانی نس نس میں ایمان جگا دیتی ہے اسد اللہ غالب غالب علی کل غالب نے صرف شمشیر ہی سے نہیں بلکہ عظیم کردار اور فطرت سلیم سے غلبہ پا لیا۔ آج دنیا میں حسن اخلاق کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش نہ کر سکیں گے اس لیے کہ انہوں نے حضور رحمت تمام ﷺ کی ہمہ وقت و ہمہ گیر باران رحمت میں بھیگنے کی بجائے کفر کی برساتیاں اوڑھ رکھی ہیں۔

ہر جرنیل کی غرض و غایت محدود ہوتی ہے کیوں کہ وہ اپنے ملک کے سیاسی استحکام کے لیے لڑتا ہے مقابلتاً حضور انور ﷺ کا مقصد عظیم ترین تھا کہ انسان

marfat.com
Marfat.com

طاغوتی قوتوں سے بچتا ہوا فلاح کی راہ پر گامزن رہے۔ اہل ایمان کے لیے ساز گار معاشرتی ماحول پیدا ہو سکے۔

جیسے کے پہلے بیان کیا ہے کہ ہمیشہ اعلیٰ تہذیب وتمدّن، آسودہ حال اور سیاسی طور پر مستحکم ممالک کے جرنیل ہی جنگیں جیتتے آئے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب مبعوث فرمایا گیا تو ان کا مشن نا قابل یقین اور نا قابل موازنہ حد تک عظیم ترین تھا یعنی انسانیت کو شرک کی دنیا سے نکال کر ایمان کی دنیا میں لانا اس عظیم ترین مقصد کے حصول کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ تو تہذیب وتمدّن کی برتری حاصل تھی نہ سیاسی استحکام تھا اور نہ ہی آسودہ حالی۔ اس عظیم ترین جہاد کے لیے آپ ﷺ کو اپنا پہلا سپاہی بھی خود تیار کرنا پڑا۔

میدان جنگ وحشت اور ہلاکت کا مقام ہے لیکن حضورِ رحمت تمام ﷺ یہاں بھی انسانیت کے لیے باعث رحمت رہے۔ ان غزوات وسریات کی تفاصیل سے تمام سیرت طیبہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں لہٰذا یہاں چیدہ چیدہ جھلکیاں پیش کرنے پر اکتفاء کرونگا تا کہ یہ موضوع واضح ہو سکے۔

جنگ بدر میں فتح کے باوجود نہایت کمینے دشمنوں کی لاشوں کو دفن کرنے کی تلقین فرمائی تا کہ انسانی شرف کا بھرم قائم ہو اور لاش کی بے حرمتی کی روایت قائم نہ ہو۔

مکی زندگی میں بنو ہاشم اور بعض دوسرے سرداروں نے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا تھا لہٰذا آپ نے ان پر ہاتھ نہ اٹھانے کی تاکید فرمائی کہ ان کے احسان کا بدلہ دیا جا سکے۔

غزوات وسریات کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں مگر زیادہ تر 80 کے قریب ہیں حضور رحمت للعالمین ﷺ ہمیشہ اتنے محتاط رہے ہیں کہ جنگوں

marfat.com

Marfat.com

کی اتنی بڑی تعداد کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے دشمنوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہے جس کے تاریخی شواہد موجود ہیں غیر مسلموں کے ہاں ایسی ایک بھی روایت نہیں بلکہ بے دریغ انسانی قتل تو ہمیشہ انکا جنگی معمول رہا ہے۔

انسانوں کے درمیان ہونے والی ہر جنگ انوکھے واقعات کا مظہر ہوتی ہے۔ ہر فتح اور شکست کامرانیوں اور نقصانات کی آئینہ دار ہوتی ہے لیکن فتح مکہ انسانی تاریخ کا انوکھا ترین واقع ہے جس میں مسلمان جرنیل کی رحمت للعالمینی ﷺ قدم قدم پر نظر آتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے قیام مکہ کے دوران مسلمانوں پر فقید المثال ظلم ڈھائے۔ جب توفیق خداوندی سے مکہ مکرمہ بغیر جنگ کے فتح ہوا تو ذلت و خجالت کے مارے ہوئے دشمن کے ساتھ محبت اور درگزر کا فقید المثال سلوک کیا گیا۔

قیدیوں کے ساتھ وہ حلیمانہ برتاؤ کیا جاتا رہا ہے کہ بے شمار کافر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

عورتوں کے ساتھ خصوصاً نیک سلوک کیا جاتا رہا ہے ان کی عفت و آبرو کی بھرپور حفاظت کی گئی زبردستی اور دست درازی کا کہیں کوئی ایک واقعہ بھی نہیں ملتا ضرورت محسوس ہونے پر نیک مردوں سے نکاح کر کے قیدی عورتوں کو گھروں کی ملکہ بنا دیا جاتا۔ بچوں سے انتہائی مشفقانہ رویہ اختیار کیا جاتا تھا۔ باغات، فصلوں، ذاتی اثاثوں کی تباہی سے گریز کیا جاتا دوسروں کے مذہبی مقامات کا انتہائی ادب و احترام کیا جاتا۔

میدان کارزار میں حسن اخلاق کے مظاہرے نبی مکرم ﷺ کی اس تربیت کا ثمرہ تھا جو آپ ﷺ نے ایک جرنیل کی حیثیت سے فرمائی۔ آج تک کوئی ایک بھی دوسرا جرنیل نہیں گزرا جو اپنی افواج کی اس طرح تربیت کر سکے۔ جنگی اور

marfat.com
Marfat.com

اخلاقی تربیت کا یہ امتزاج پوری دنیا کے جرنیل مل کر بھی کسی فوج میں پیدا نہیں کر سکتے۔

جناب مصطفیٰ ﷺ کی فوج میں دو خصوصیات ایسی تھیں جن کا یک جا ہونا بے حد مشکل کام ہے اس کی تائید قرآن حکیم میں فرمائی گئی۔

قرآن۔ آیت نمبر 29: الفتح 48

ترجمہ:۔ وہ آپس میں نہایت صلہ رحم اور کافروں کے شدید دشمن ہیں۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے اس کی یوں ترجمانی فرمائی۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاوں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

(اقبالؒ)

اپنی مسلمان فوج کی تربیت اُن کے جرنیل نے نہایت عجیب پیرائے میں فرمائی کہ میدان کارزار میں معرکہ حق و باطل کے علاوہ دوسرے ہر شعبہ زندگی میں اپنے جرنیل کے ساتھ بھرپور صلاحیتوں اور تن دہی سے کام سرانجام دیتے مثلاً اقتصادیات، معاشریات، سیاست، تعلیم و تربیت وغیرہ میں مصروف نظر آتے۔ یہ کام کوئی دوسرا جرنیل نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ کے دور مبارک میں ہر نوع کی جنگی پیچیدگیاں سامنے آتی رہیں جس کے لیے آپ ﷺ نے تمام احوال کے پیش نظر بہترین جنگی لائحہ عمل تیار کیا اور توفیق حق سے مطلوبہ نتائج حاصل کیئے۔

میں نے دور رسالت مآب ﷺ کے غزوات و سرایات کی تفصیل قصداً بیان

marfat.com
Marfat.com

نہیں کی، اس کی وجہ طوالت سے گریز ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ انکا مفصل بیان تقریباً سیرت طیبہ کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ میرے پیش نظر اس کی تکنیکی مہارت، مقصدیت اور اس کے حصول کا اخلاص ہے۔

عرصہ بعثت رسول ﷺ میں رزم حق و باطل کا ایک طویل سلسلہ چلتا رہا۔ ہر دفعہ تکنیکی اعتبار سے احوال و معاملات کا ایک ایسا محاذ کھلتا تھا کہ جس سے نبرد آزما ہونے کے لیے فنون حربی پر مکمل عبور حاصل ہونا ضروری تھا یہ معرکہ حق و باطل کبھی تپتے صحراؤں میں وقوع پذیر ہوتا تو کبھی یخ بستہ برفانی علاقوں میں کبھی دیوہیکل پہاڑی سلسلوں کے نواح میں تو کبھی سنگلاخ میدانوں میں تو کبھی غضب ناک دریائی موجوں میں ہیں۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

(اقبالؒ)

کبھی ظلمت شب میں تو کبھی شعلہ بار سورج کے تلے کبھی کھال جھلسا دینے والی گرم لو میں تو کبھی ہڈیوں میں سرایت کرنے والی یخ ہواؤں میں کبھی صحرائی باد و باراں میں تو کبھی موسلا دھار بارشوں میں کبھی خوراک و پانی کی قلت میں تو کبھی سامان حرب کی کمی کا سامنا۔

الغرض میدان کارزار میں جو بھی ممکنہ سختی و دشواری آ سکتی ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سپہ سالاری و سپہ گری کے لیے ایک پیہم چیلنج کی صورت آزمائش بنی رہی۔ ان متنوع احوال اور ماحولیاتی اثرات میں فنی مہارت، زکاوت، جرات، متانت، تنظیم، ایمان، یقین محکم، حصول مقصد سے پر خلوص وابستگی، کلمہ حق کی

marfat.com
Marfat.com

سربلندی کے لیے جذبہ جہاد، سرفروشی کی لگن اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رضا الٰہی کے جذبہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی ضرورت تھی ایک جرنیل کی حیثیت سے ذات سیّد کائنات ﷺ ان تمام صفات کا مرقع تھی بلکہ ہر ہر وصف اوج کمال پر تھا جس کا نہ کوئی مقابل نہ کوئی مماثل نہ کوئی عدیل۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

وہ معرکے جو ازل سے ابد تک کفر و ایمان کا مقدر ہیں حضور ﷺ کی سپہ سالاری کا فقید المثال نمونہ ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی
(اقبالؒ)

میدان حرب سے وابستہ ہر تمدنی تغیر اور سائنسی ترقی احمد مجتبیٰ ﷺ کی جنگی حکمت عملی سے آج بھی پورا استفادہ کر سکتے ہیں۔ افسوس ہم اس جہان تلخ و شیریں کے کامیاب ترین جرنیل کی بجائے غیر مسلموں سے سیکھتے ہیں وہ جن کا مقصد حیات ہی مسلمان کو تعیشات میں الجھا کر راہ حق سے ہٹانا ہے۔

میں نے سکھلائے فرنگی کو علوم فطرت
وہ مجھے عیش جہاں کے لیے اکساتا ہے
فریب نفس کی تحریک کو فطرت کہہ کر
راہ طاغوت سجا کر مجھے بہکاتا ہے
سجاد

نبی کریم ﷺ کی حربی حکمتیں اتنی معنی خیز ہیں کہ سترہویں صدی کی عرب

marfat.com
Marfat.com

فتوحات کا مثبت اثر آج بھی اسلامی اقدار میں موجود ہے۔ عرب فتوحات اور مابعد کلمہ حق کی سربلندی کے لیے مسلمانوں کے معرکوں کی حقیقی اور بھرپور عکاسی حضرت علامہ اقبال کے ''شکوہ'' میں ملتی ہے۔

کلام اقبالؒ

خوگرِ پیکر محسوس تھی انساں کی نظر　　مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر؟
تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام ترا؟
قوتِ بازوئے مسلم نے کیا کام ترا!

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی' تورانی بھی　　اہلِ چیں چین میں' ایران میں ساسانی بھی
اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی　　اسی دنیا میں یہودی بھی تھے' نصرانی بھی
پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے؟
بات جو بگڑی ہوئی تھی' وہ بنائی کس نے؟

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں!　　خشکیوں میں کبھی لڑتے' کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں　　کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

ہم جو جیتے تھے' تو جنگوں کی مصیبت کیلئے　　اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کیلئے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے　　سربکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کیلئے؟
قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی!

ٹل نہ سکتے تھے' اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے　　پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی' تو بگڑ جاتے تھے　　تیغ کیا چیز ہے؟ ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

marfat.com
Marfat.com

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے؟ شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سَر کس نے؟
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟ کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے؟

کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو؟

کون سی قوم فقط تیری طلب گار ہوئی؟ اور تیرے لیے زحمت کشِ پیکار ہوئی؟
کس کی شمشیر جہانگیر' جہاندار ہوئی؟ کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی؟

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کہتے تھے

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے!
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے!

محفلِ کون و مکاں میں سحر و شام پھرے مئے توحید کو لیکر صفت جام پھرے
کوہ میں' دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے؟

دشت تو دشت ہیں' دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے!
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے!

تمام دیگر شعبوں کی طرح اس شعبہ حیات میں بھی جناب محمد ﷺ نے اہلیت، لیاقت، فہم، فراست، تدبیر، جذبہ جہاد، حصول مقصد کا اخلاص، منصب نبوت کی انجام دہی اور کلمہ حق کی سربلندی میں وہ کردار ادا کیا ہے جو اپنی مثال آپ

marfat.com
Marfat.com

ہے یہاں بھی آپ ﷺ تاریخ انسانی کی موثر ترین شخصیت ثابت ہوئے۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

اگر ہم تمام تعصبات یا جذباتی وابستگی سے بالاتر ہو کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر معرکے سے پہلے سرور کائنات ﷺ افرادی قوت وسائل اور مد مقابل سے تقابلی جائزے کی روشنی میں مکمل منصوبہ بندی فرماتے۔ بساء اوقات جانثارانِ محمد ﷺ کو آخری لمحے تک پتہ نہ چلتا کہ وہ کس مقام پر اور کس دشمن سے ٹکرانے جا رہے ہیں۔ مکمل تنظیم، اہتمام، حربی مشاقگی اور ہر ممکنہ اسباب اختیار کرنے کے بعد خداوند قادر و قیوم پر توکل کرتے اور کامیابی کی دعا فرماتے۔

marfat.com
Marfat.com

ہادی برحق ﷺ

قرآن:۔56: آیت مبارکہ: القصص28

ترجمہ:۔ بے شک اے محبوب تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم پسند کرو لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

یہاں پھر ایک ایسی آیت مبارکہ زیر بحث ہے جو قرآنی اسلوب حکمت اور مصلحت آمیزی کا مرقع ہے۔ اکثر حضرات بلکہ نامور علماء بھی اس کے سطحی مفہوم میں الجھے ہوئے ہیں۔ لیکن جب ہم دور رسالت مآب ﷺ کا گہرا مطالعہ کریں، اگر ہم خدیجہ الکبریٰؓ سے لے کر وصال مبارک تک آخری ایمان قبول کرنے والے تک کا تجزیہ کریں تو پھر اس آیت مبارکہ کا مفہوم کچھ یوں ہوگا۔ ہادی برحق جب کسی کے لیے ہدایت کو پسند فرمالیں تو اس کے مشرف بہ اسلام ہونے کے لیے اسباب و احوال پیدا کرنے کا اختیار صرف اس اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ یہی وہ اختیار و قدرت ہے جس میں اسکا کوئی شریک نہیں۔

دو عمروں میں سے ایک کو پسند فرمایا تو اللہ جل شانہ نے کس طرح احوال و اسباب پیدا فرمائے آپ ﷺ کی پسند اللہ کی بارگاہ میں یہ مقبولیت اور اہمیت رکھتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اعظم کہلائے حضور پرُ نور ﷺ کا فرمانا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر فاروقؓ ہوتے اور یہ بھی فرمایا کہ عمر تم جس راستے سے گذرتے ہو شیطان لعین ورجیم بھی وہ راستہ بدل لیتا ہے حضرت عمرؓ کی پسند کو اللہ عزیز

marfat.com
Marfat.com

وحکیم نے قرآنی تعلیمات کی صورت امت محمدی ﷺ کے لیے رہنما اصول بنا دیئے۔

حضرت علی کرم اللہ رضی اللہ عنہ کا اسلام کی دعوت پر یہ کہنا کہ گھر والوں سے پوچھ کر فیصلہ کرونگا لیکن توفیق حق سے بغیر پوچھے واپس آ کر اسلام قبول فرمالیا۔

دعوت اسلامی کے نتیجے میں جب اہل حبشہ نے آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا اور نڈھال ہو کر گر پڑے۔ ایک فرشتے نے آ کر کہا کہ اگر آپ ﷺ پسند فرمائیں تو میں پہاڑ ان پر پھینک کر نابود کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں تو انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر دعا فرمائی کہ بارے اللہ ابھی ان پر نادانی کا غلبہ ہے لیکن انکی اگلی نسلیں ضرور مجھے پہچان لیں گی یہ تھا جو کچھ آپ نے پسند فرمایا پھر اس معجزے کا شھو د صرف امت مسلمہ نے ہی نہیں بلکہ مورخین نے بھی کیا کہ اہل حبشہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔

الغرض آپ ﷺ کے دور مبارک اور مابعد تا حشر ہر صاحب ایمان کا ایمان جناب محمد ﷺ کی پسند کا مرہون ہے۔ اگر ہدایت کا معاملہ آپ ﷺ کی پسند کی بجائے صرف اللہ ہی کی منشاء کا مرہون ہوتا تو پھر نبی ﷺ اور نبوت کے ہونے کا کوئی جواز نہیں بنتا لیکن اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں جناب رسول اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا

قرآن:۔ آیت نمبر 52: الشوریٰ

ترجمہ:۔ بے شک تم (اے محمد ﷺ) ضرور بہ ضرور ہدایت دیتے ہو سیدھے راستے کی۔

یہاں تھدی (تم ہدایت دیتے ہو) کے ساتھ ''ل'' تاکید آیا ہے جس سے

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ یہ ہوگا کہ تم ضرور بہ ضرور ہدایت دیتے ہو۔اس کے علاوہ ھادِ (ہدایت دینے والا) آپ ﷺ کا صفاتی اسم مبارک ہے قرآن مجید میں بار ہا ارشاد ہوا ہے کہ اطاعت رسول ﷺ ہی دراصل ہدایت کا راستہ ہے۔

رحمت للعالمین ہونے کے ناطے آپ ﷺ نے پوری انسانیت کے لیے ہدایت کو پسند فرمایا لیکن ابوجہل، ابولہب، عبداللہ بن ابی اور دیگر بے شمار لوگ ہدایت سے محروم رہے۔روایات میں ہے کہ ان لوگوں میں اکثریت اللہ تعالیٰ کو اس کی جمیع صفات کے ساتھ ماننے والی تھی لیکن انہوں نے اللہ کی محبت کو تسلیم نہیں کیا اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اس درجہ ہتک آمیز رویے پر وہ کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں فرماتا۔آج بھی اگر گمراہ لوگوں کا نفسیاتی تجزیہ کریں تو ان کے کردار میں ابوجہل، ابولہب، عبداللہ بن ابی، فرعون، چنگیز خاں وغیرہ کا واضح عکس ملے گا اسی سبب آپ ﷺ کی پسند کے باوجود انہیں ہدایت کے لیے اسباب واحوال میسر نہیں آتے اور یہی مفہوم ہے مندرجہ ذیل آیت کا بھی:۔

قرآن:۔آیت نمبر 272: البقرہ 2

ترجمہ:۔ نہیں ہے تم پر (اے نبی ﷺ) ذمہ داری اُن کو راہ پر لانے کی بلکہ اللہ ہدایت بخشا ہے جسے چاہتا ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے ندامت اور پشیمانی کے ساتھ بارگاہ رسالت میں اللہ سے مغفرت کی درخواست بھی پیش نہیں کی۔اس حاضری کو اللہ رحمٰن ورحیم نے مغفرت اور ایمان کی شرط بھی قرار دیا۔جب کسی انسان کو کوئی ذمہ داری سونپی جاتی ہے تو وہ اس کی کامیابی یا ناکامی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔نبی برحق ﷺ کی ذمہ داری دوسرے انبیاء کی طرح پیغامِ حق لوگوں تک پہنچانا تھا۔

marfat.com

Marfat.com

قرآن:۔آیت نمبر 64:النساء 4

ترجمہ:۔ اگر وہ ظلم کر بیٹھیں اپنی جانوں پر تو آئیں آپ ﷺ کے پاس اور مغفرت طلب کریں اللہ سے اور اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے لیے مغفرت طلب فرمائیں تو وہ ضرور اللہ کو پائیں گے توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا

اس آیت مبارکہ کی تفصیل دوسرے باب میں بیان کر دی گئی ہے۔

قرآن:۔آیت نمبر 99:المائدہ 5

ترجمہ:۔ اور نہیں ہے رسول ﷺ کی ذمہ داری مگر پیغام پہنچانا۔

اگر ہدایت بخشنا انبیاء کی ذمہ داری ہوتی تو ناکامی کی صورت میں اُن کی گرفت ہوتی۔یعنی جو اسلام قبول نہ کرتا وہ باعثِ گرفت بن جاتا۔(واللہ اعلم)

marfat.com
Marfat.com

ان شانئک هو الابتر

توفیق خداوندی سے بہت مشکور یہ بات تحریر کرتا آرہا ہوں کہ قرآن مجید کی ہر آیت مبارکہ ایک زندہ و پائندہ معجزہ ہے بلکہ ہمہ جہت معجزے ہیں۔ بالکل ابتدائی دور اسلام میں جو سورۃ مبارک، اسلام کی حقیقی ترجمان، ایک نا قابل تسخیر دلیل اور نا قابل قبول چیلنج کی صورت اجاگر ہوئی وہ قرآن مجید کی مختصر ترین سورۃ الکوثر تھی اللہ تعالٰی کے حکم سے اسے خانہ کعبہ کی دیوار مبارک پر آویزاں کیا گیا اور کفار کے تمام جید اہل علم وادب کو چیلنج کیا گیا، دعوت دی گئی کہ وہ تمام مل کر اپنے اجتماعی فہم وفراست، فکر وتدبر، ذکاوت بصیرت، عقل، شعور، ادراک، وجدان سب کو بروکار لا کے اس جیسی چند آیات لکھ لائیں۔ گئے چودہ سو سال سے یہ سورۃ مبارک آج بھی ہر عاشق رسول ﷺ کے سینہ مبارک پر آویزاں ہے بندوں کی عاجزی اور اقتدار خداوند مقتدر کا معجزاتی مظہر آج بھی منتظر ہے کہ شیطان کے پیروکار اس کا جواب دیں لیکن تا ابد والآباد ایسا نہ ہو سکے گا کیونکہ خالق کائنات کے اس بارے میں خود ہی حتمی طے شدہ فیصلہ صادر فرما دیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 2:23 سورۃ البقرہ

ترجمہ:۔ اور اگر تم شک میں مبتلا ہو اس بارے میں جو ہم نے
نازل کیا ہے اپنے بندے پر تو اس جیسی ایک سورت
ہی تخلیق کر لاؤ۔ اور پھر (تقابل کے لیے) بلا لو اپنے

marfat.com
Marfat.com

ہی حمائیتوں کو اللہ کے سواء اگر ہو تم سچے۔

یوں تو پورا قرآن مجید ہی اسوۂ رسول ﷺ ہے۔

قرآن:۔آیت نمبر 21: الاحزاب 33

ترجمہ:۔ یقیناً ہے تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ۔

سورۃ الکوثر کی آخری آیت مبارک حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں و بے کنار شان اور اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کی اپنے محبوب ﷺ سے حقیقی محبت کی آئینہ دار ہے۔

قرآن:۔آیت نمبر 3: الکوثر 108

ترجمہ:۔یقیناً تمہارا دشمن ہی نامراد رہے گا۔

اس آیت مبارکہ کے زندہ معجزہ ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے چودہ سو برس پہلے اپنے محبوب ﷺ سے جو قول و قرار کیا وہ آج بھی اس پر برقرار ہے۔

مختصر شان نزول اس آیت مبارکہ کا یوں ہے کہ قبل از اسلام اور ابتدائی اسلامی دور میں بھی اولاد نرینہ کو بہت بڑا طرہ امتیاز اور باعث فخر مانا جاتا تھا۔ قدرت خداوندی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نرینہ اولاد کا نہ ہونا کفار کو طعنہ زنی کا موقع فراہم کرتا تھا۔ایک مرتبہ ابولہب نے اسی بناء پر طعنہ دیا کہ آپ بیٹیوں والے ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک نامراد ہیں جس سے دل مصطفیٰ رنجیدہ خاطر ہوا تو اللہ علیم وقدیر نے تاحشر نامرادگی نہ صرف اس لعین پر بلکہ ایسی سوچ رکھنے والے ہر کافر نابکار پر مسلط فرمادی۔

marfat.com
Marfat.com

آج کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ناطق ہے کہ حضور سراج منیر ﷺ کے اہل بیت سے جاری ہونے والا سلسلہ آج بھی کڑی بہ کڑی وراثتِ نبوت کا منصب نبھا رہا ہے انھیں کے صدقے میں یہ دین ہمیشہ قائم رہنے والا دین کہلاتا ہے۔ ذرّیت رسول ﷺ ہر گوشہ زمین پر کلمہ حق کا پرچم بلند کئے ہوئے ہے۔ سرکار ﷺ کا شجرہ نسب مکمل سند کے ساتھ دنیا میں موجود ہے جسے ہرچند چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس وہ جو خود ساختہ بامراد کہلاتے تھے اللہ تعالیٰ کے قول کی سچائی کی زد میں ایسے آئے کہ چند نسلوں کے بعد نہ کوئی نشان رہا اور نہ کوئی نسبت کا دعوے دار۔ چودہ صدیوں پر محیط دورِ اسلام میں کسی نے نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ ابوجہل یا ابولہب یا اس دور کے کسی بڑے سردار سے حسب نسب کا کوئی دعوے دار ہو۔ بلکہ ان کی اگلی چند نسلیں بھی اپنی نسبت ظاہر کرنے سے گریزاں ہوگئی تھیں۔

رہی ذات رسول اقدس ﷺ تو وہ آج بھی اہل ایمان کی جانوں میں بستے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

معراج عبد

معراج اپنی نوعیت کا ایک اچھوتا اور یگانہ واقعہ ہے جب حکمت خداوندی کے تحت یہ وقوع پذیر ہوا تو دور رسالت مآب ﷺ کے بہت سے مسلمان صحابی کے عظیم ترین مرتبے سے مرتد کے پست ترین درجے میں جا گرے انکے قلوب پر جہالت کے وہ حجابات وارد ہوئے کہ انھیں اس کی حیثیت افسانوی معلوم ہوئی آج جبکہ اس واقعہ کی منطقی فلسفیانہ اور سائنسی توجیہات موجود ہیں پھر بھی اکثر لوگ اس پر ایمان کی سطح تک یقین نہیں رکھتے۔

واقعہ معراج حکمت خداوندی کا اچھوتا و یگانہ معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ کائنات کی تنظیم و توقیر کا جیتا جاگتا مظہر ہے حقیقی ایمانی رویے یعنی امنا و صدقنا (میں نے اس کا یقین بھی کیا اور تصدیق بھی کی) کے تحت ہم معمولی تدبر سے اسے دائرہ ایمان میں داخل کر سکتے ہیں امنا و صدقنا کی صورت میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حقیقی ایمانی رویے کا ایک معیار مقرر فرما دیا۔ ابو جہل نے اس واقعہ کو بشری قوت اور استعداد کے ابدی تناظر میں دیکھا تو اسکا جہل اسے افسانوی حیثیت سے آگے نہ دیکھ سکا حضرت ابوبکر صدیق نے اسے اپنے معتبر و محترم دوست کی صداقت و امانت کی رو سے دیکھا، انہوں نے محب اور محبوب کی محبت کے تناظر میں پرکھا۔ انہوں نے صاحب کن فیکون کی قدرتوں اور اختیارات میں دیکھا تو ان کے باطن کا فرقان ایک ساعت میں معاملہ فہمی کے تمام تر مراحل طے کر گیا۔

احادیث نبوی ﷺ میں واضح اشارے موجود ہیں کہ یوم حساب سے

marfat.com
Marfat.com

فراغت کے بعد اللہ جل شانہ مخلوق کو اپنے جلوۂ بے مثال سے بہرہ مند فرمائے گا
جب وہ اپنے تمام انسانوں کو اپنے روبرو کھڑا کرسکتا ہے تو اس کے لیے کیا مشکل
ہے کہ وہ اپنے چنے ہوؤں میں سے چنے ہوئے محبوب ﷺ کو شرف ملاقات بخش
دے۔ واقعہ معراج کی تکذیب یا شک یقیناً کفر کے زمرے میں آتا ہے کیوں کہ یہ
صریحاً اللہ قادر و قہار کی قدرتوں پر شک کرنا ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 12: الطلاق 65

ترجمہ:۔ علمی سطح پر جان لو! کہ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے

قرآن:۔ آیت نمبر 54: الاعراف 7

ترجمہ:۔ خبردار! وہی تخلیق فرماتا ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے

قرآن:۔ آیت نمبر 51: الانعام 6

ترجمہ:۔ بے شک حکومت صرف اللہ ہی کی ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 41: الرعد 13

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ فیصلے صادر فرماتا ہے اس کے فیصلوں پر نظر
ثانی کرنے والا کوئی نہیں۔

واقعہ معراج محض محب اور محبوب ﷺ کی خلوت نشینی نہیں بلکہ شانِ خداوندی
اور معراج بندگی کی یگانگت کا نا قابل بیان نا قابل تصور اور نا قابل فہم واقعہ ہے یہ
معراج ہے محبت کا، یہ معراج ہے کسی کریم کے کرم، کا یہ معراج ہے خدائی نوازشوں
کا، یہ معراج ہے بندہ نوازی کا، یہ معراج ہے ناز و نیاز کا، یہ معراج ہے محبت و
مودت کا، یہ معراج ہے حسن بندگی کا، یہ معراج ہے لطف وعنایات کا، یہ معراج ہے

marfat.com
Marfat.com

کسی کی ماننے اور اپنی منوانے کا۔

یہ معراج جہاں قدرت خداوندی کا کمال ہے وہاں انسان کی خلائی تسخیروں کا پیش خیمہ بھی ہے اسی شئے کے پیش نظر حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ ﷺ سے ہمیں
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

واقعہ معراج کے بارے میں حتمی طور پر کہنا ناممکن ہے کہ واقعات کا یہ سلسلہ لمحوں میں طے ہوا یا سالوں پر محیط رہا بہرحال یہ حق ہے کہ احمد مجتبیٰ ﷺ نے وہاں جسم و روح کے ساتھ معراج کے مراحل طے فرمائے قرآن مجید اس پر گواہ ناطق ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 1: بنی اسرائیل 17

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو ساتھ لے کر چلا۔

عبد جسم اور روح کے ساتھ ہے نہ اکیلی روح عبد کہلا سکتی ہے نہ اکیلا جسم، جسم اور روح دونوں مل کر عبد بنتے ہیں۔

اس کائنات کی تنظیم و توقیر کے لیے بے شمار انبیاء کرام تشریف لائے اور سلسلہ نبوت حضرت محمد ﷺ پر آ کر تمام ہوا خاتم النبیین کی حیثیت سے آپ ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے ایک دستور یا ضابطہ حیات فراہم کرنا تھا لیکن یہ آئین حیات خود آپ ﷺ کو وضع نہیں فرمانا تھا بلکہ اللہ عزیز و حکیم کی طرف سے لے کر انسانینت کو اس کی فہم و فراست اور افادیت کے لیے واضح فرمانا تھا۔ محض وضاحت نہیں بلکہ اطاعت خداوندی کا ایک لازوال عملی نمونہ پیش کرنا تھا۔

انسانوں کی دنیا میں قانون سازی بہت سے لوگ اجتماعی حیثیت سے کرتے ہیں لیکن یہ دستور حیات خداوند واحد لاشریک نے بنایا۔ چونکہ وہ غیب کے پردوں

marfat.com
Marfat.com

میں رہتا ہے اس لئے اس کی ترویج واشاعت کیلئے اس نے انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔ حتمی شکل میں ضابطۂ حیات کو نافذ کرنے کے لئے ضروری تھا کہ قانون ساز اور نافذ کنندہ معاملے کا تفصیلی جائزہ لیتے اور نفاذ کیلئے ایک لائحۂ عمل طے کرتے۔ رحمتوں اور زحمتوں کا حتمی تعارف انسان سے کروانے کیلئے واقعہ معراج ناگزیر تھ اس لئے اس کائنات کو لا الہ الا اللہ محمد ﷺ رسول اللہ کے قاعدے پر چلنا تھا۔

خداوند حکیم وقدیر نے اپنے محبوب کیلئے عالم غیب کے تمام پردے ایک ایک کر کے ہٹا دیئے تا کہ محمد ﷺ مجتبیٰ ﷺ کیلئے اللہ کی نشانیاں واضح کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اسی لئے وہ اپنے حبیب ﷺ کو مسجد حرام سے خود لینے آیا اور اپنی ہمراہی میں مسجد اقصیٰ یعنی انتہائے سجدہ گاہ تک لے گیا۔ اقصیٰ انتہائی چوٹی کو کہتے ہیں لہٰذا یہاں مراد مسجد اقصیٰ بھی ہو سکتی ہے اور عرش معلیٰ بھی۔ لیکن حقیقت کا جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ شب معراج کے چیدہ چیدہ واقعات سیرت کی تقریباً سبھی کتب میں درج ہیں لہٰذا طوالت سے گریز کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

رحمۃ للعالمین ﷺ کا کلام نرم ونازک

قرآن: آیت نمبر 159: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور یہ کیا ہی بڑی رحمت ہے' اللہ کی طرف سے کہ
آپ ﷺ نرم مزاج ہوان کے لئے۔ اگر کہیں
آپ ﷺ ہوتے سخت مزاج اور سنگدل تو ضرور
منتشر ہوتے یہ تمہارے گرد و پیش سے سو آپ
ﷺ معاف کر دو انکو' اور ان کے لئے دعائے
مغفرت کروان کے حق میں۔ اور مشورہ لیتے رہوان
سے مختلف دینی امور میں۔ پھر جب پختہ فیصلہ کرلو تم
تو توکل کرو اللہ پر۔ بے شک اللہ پسند فرماتا ہے۔
توکل کرنے والوں کو۔

انسانی فطرت ہے کہ جب بھی وہ کسی کے لئے کوئی ایسا کام کرتا ہے جو انتہائی اہمیت کا حامل ہو تو یقیناً ایک محسن کے لہجے میں بات کرے گا۔ قرآن مجید کے توسط سے بسا اوقات یہی انداز مزاج خداوندی میں بھی ملتا ہے۔ کیوں نہ ہو' کائنات کی جمیع موجودات کیلئے اس سے بڑا محسن کوئی بھی نہیں۔ اگر چہ اسی خدائے ذوالجلال کا ہر ہر امر وعمل انتہائی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہوتا ہے لیکن انسانی فکر و تدبر کو خصوصی دعوت کیلئے وہ بعض امور کو نمایاں اہمیت سے بیان فرماتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اسی پیرائے میں اللہ جل شانہ نے حضور انور ﷺ کی بعثت مبارک کو پوری انسانیت پر اتنی بڑی رحمت گردانہ کہ اس امر پر اس نے احسان جتانے میں بھی عار محسوس نہیں کیا۔ خود انسانوں کو باہم احسان جتانے سے منع فرمایا لیکن محسن انسانیت کی بعثت کا احسان ڈنکے کی چوٹ جتا دیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 164: آل عمران 3

ترجمہ:۔ یقیناً بڑا احسان کیا ہے اللہ نے مومنوں پر کہ بھیجا ان میں ایک رسول ﷺ انہی میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اللہ کی آیات۔ اور تزکیہ کرتا ہے ان کا۔ اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب اللہ کی اور سکھاتا ہے انکو دانائی اگرچہ تھے وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔

نبی کریم ﷺ کا کردار مبارک ہمیشہ سے ناقابل موازنہ خصوصیات و اوصاف کا حامل رہا ہے۔ ہر ہر وصف اپنی حیثیت میں لازوال و ناقابل موازنہ ہے۔ گئی چودہ صدیوں سے لوح و قلم ذکر مصطفیٰ ﷺ کی رفعتوں اور عظمتوں کے بیان میں برسر پیکار ہیں۔ ہر لکھنے والے نے اظہار محبت روح کی گہرائیوں سے کیا لیکن اس اظہار پر مطمئن نہ ہو سکا۔ وجہ غالباً یہ ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ انسانی ثناء و توصیف کوتاہ و فرومایہ محسوس ہوتی ہے۔

جو آپکے شایاں ہو کیا ایسا بیاں لکھوں
میری کہ کہاں بساط بطرز قرآں لکھوں

سجاد

marfat.com
Marfat.com

استعاروں سے محبت ہو نہیں سکتی بیاں
آپ ﷺ سا کوئی نہیں بس آپ ﷺ سا کوئی نہیں

سجاد

آپ ﷺ کا رحمت للعالمین ﷺ ہونا واقعتاً اس کائنات پر اللہ الرحمٰن کا عظیم ترین احسان ہے۔ اس کردار رحمت للعالمین میں جو خصوصیت آپ کی نرم مزاجی کو ہے وہ ابداً نا قابل تقابل ہے۔ آپ ﷺ نے عرصہ نبوت میں ہر طرح کے احوال کیفیات اور واقعات میں نرم مزاجی کا مظاہرہ فرمایا۔

اگر کوئی حقیقی معنوں میں یہ جاننا چاہے کہ واقعی سرکار دو عالم ﷺ اس کائنات کیلئے کتنی بڑی رحمت ہیں تو وہ پوچھے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہ جامہ انسانی میں ان کے اس فرشتہ صفت کردار میں رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت کس حد تک کارفرما ہے۔ پوچھیں حضرت عمر فاروقؓ سے' ان کی تمام تر کامیابیاں و کامرانیاں پیش نظر رکھتے ہوئے' کہ جن کے قتل کے ناپاک ارادے سے نکلے تھے ان کی رحمت نے انہیں فاروق اعظم بنانے' دونوں عالم میں مقامات اعلیٰ وارفع پر فائز کرنے کیلئے کیا کردار ادا کیا۔ حضرت عثمانؓ کو عثمان غنی اور ذوالنورین بنانے میں کس کی رحمت کا ہاتھ تھا۔ حضرت علیؓ یقیناً یہ آسانی بتا سکتے ہیں کہ مدینۃ العلم کا باب برکات کس کی نگاہ رحمت کا ثمرہ تھا۔ وہ کس رحمت کی مٹی میں لتھڑے تو ابو تراب کہلائے۔ رحمت تمام ﷺ نے اپنی لخت جگر کو شریک حیات کی صورت میں کیا رحمتیں عطا فرمائیں اسد اللہ سیف اللہ ذوالفقار کس کی رحمتوں کی پاداش کہلائے۔ اہل بیت کی وہ کہکشاں جس سے کائنات اسلام ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گی کس کے فیضان رحمت کا ثمر ہے۔ شہنشاہ ولایتؒ اور مولائے کائنات کس کی رحمتوں کے

marfat.com
Marfat.com

صدقے میں کہلائے۔ پوچھیں ان عشرہ مبشرہ سے کہ جیتے جی جنت کی بشارتیں کس کی رحمت کا صلہ ہیں۔ پوچھیں بلال حبشیؓ کو کہ یہ کس کا فیضان رحمت ہے کہ اس کائنات کا اتنا بڑا نظام شمشی ایک حبشی زادے کی آواز کا پابند ہو کے رہ گیا۔ اس رحمت کی کوئی کیا قدر و قیمت لگائے گا جس کے صدقے میں ایک سیاہ فام غلام کے جوتوں کی آہٹ' وقت معراج' عرش معلیٰ پر سنی گئی۔

جمیع صحابہ کرامؓ فرداً فرداً اپنے مرتبے' مقام' فضیلت اور اوصاف میں رحمت مصطفیٰ ﷺ کا عظیم پرتو ہیں۔ ان سب کی حیات طیبہ کا اگر انفرادی جائزہ لیا جائے تو ان کی اعلان نبوت سے پہلے اور بعد کی زندگی کا فرق انسانی بصیرت اور ادراک کے دائروں میں نہیں سما پاتا۔ روز بروز تاریخ میں سما جانے والے احوال و واقعات میں اکثر اوقات ایسے لوگوں کی تحریریں ملتی ہیں جو اس ابدی انقلاب کی مستقل اثر انگیزی پر انگشت بدنداں ہیں۔ آج ہر شعبہ زندگی میں علمی ترقی اوج کمال پر ہے لیکن جس شعبے میں انسان کا علم بڑھتا ہے اس کے معیار میں گراوٹ آتی جا رہی ہے۔ مثلاً اقتصادی گتھیاں جس حد تک انسان نے سلجھالیں ہیں اتنی ہی انسان کی اقتصادی حالت بین الاقوامی سطح پر ناگفتہ بہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے رحمت مصطفیٰ ﷺ کے بغیر علمی ترقی انسان کیلئے باعث خیر نہیں ہو سکتی۔

حضور ﷺ کی رحمت واقعی کائنات میں انسانیت پر عظیم ترین احسان ہے۔ اس کا حقیقی اظہار ایک توحید پرست ہی کر سکتا ہے جسے رحمت مصطفیٰ ﷺ نے شرک جیسے جہنمی عمل سے نکال کر دین حنیف اور صراط مستقیم پر استوار کر دیا۔ واقعی کیا رحمت تھی یہ ان لوگوں کیلئے جو بے حیائی کی تمام حدود پار کر چکے تھے لیکن دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی نے انہیں پاکیزگی اور حیاء میں یکتا و یگانہ بنا دیا۔

marfat.com
Marfat.com

واقعی کیا رحمت ہے نبی روف ورحیم ﷺ کی کہ آج ہر بچی زندہ درگور ہونے کی بجائے اپنے والدین کے آنگن میں بچپن کی بے نیازیوں میں مگن کھیل کودرہی ہے۔ الغرض رسول ہاشمی ﷺ کی رحمتیں کرۂ ارض اور حیات دنیاوی تک محدود نہیں بلکہ روز محشر امت مسلمہ کا ہر نیک و پارسا اور گناہ گار مالک یوم الدین کے آگے اپنے اعمال پیش کرنے کی بجائے شفیع المذنبین ﷺ کا دامن رحمت تلاش کرے گا۔ واقعی کیا رحمت ہے احمد مجتبیٰ ﷺ کی کہ وہ سیاہ فام انسان جنہیں انسانوں کے زمرے میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ظلم و بربریت کی مشق ستم بنے رہتے تھے۔ یہ بات ان کے تصور سے ماوراء تھی کہ کبھی وہ بھی انسان ہونے کے تصور کے ساتھ جی سکیں گے۔ لیکن وہ شمع منیر ﷺ ان کیلئے آزادی کا وہ نور لے کر مبعوث ہوئے کہ وہ معتوب انسان، جن کیلئے ہر لمحۂ حیات ایک عذاب الیم سے کم نہ تھا، لشکر خداوندی کے سپہ سالار متعین ہوئے۔ علم و حکمت کے ابدی مینار بنے۔ رسول اللہ ﷺ کی محافل میں صحابہ کرام کی حیثیت میں بیٹھنے کی عظیم ترین سعادت حاصل کی۔ ان اسماء مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی ان کا اللہ ان سے راضی ہوا) شرف و فضیلت کے سرٹیفکیٹ کی حیثیت سے چسپاں ہوا۔

واقعی کیا رحمت ہیں آقائے دوجہاں ﷺ کہ وصال کے بعد بھی مدینہ منورہ کو وہ مقام کرم بنائے رکھا کہ مسلمان کو اپنی طلب سے کہیں بڑھکر رحمتیں اور نعمتیں میسر آتی ہیں۔ واقعی کیا رحمت ہے کہ اپنے چاہنے والوں کو آپ ﷺ خواب میں دیدار کا وہ شرف عطا فرماتے ہیں کہ اس کے بعد دونوں جہانوں کی ہر نعمت بھی اسے ہیچ محسوس ہوتی۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

marfat.com
Marfat.com

حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ

قرآن:۔آیت نمبر 128: التوبہ 9

ترجمہ:۔ بلاشبہ آ چکا ہے تمہارے پاس ایک رسول ﷺ تم ہی میں سے' ناگوار ہے اس کے لئے ہر وہ بات جو تمہیں تکلیف پہنچائے اور حریص ہے تمہاری خیر خواہی ونجات کا' اور مومنوں پر بڑا شفیق' بے حد مہربان ہے۔

حضور رحمت تمام ﷺ صرف امت مسلمہ کیلئے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے وہ دل پرسوز وگداز رکھتے تھے جو عالمین میں کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ اللہ کی مخلوق سے جس حد تک محبت آپ ﷺ نے فرمائی وہ محبت' شفقت اور رحمدلی کا کُل ہے۔ یہ محبت صرف انسانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر وہ شئے جس کا اس کائنات موجود میں کوئی بھی نام رکھا جا سکتا ہے اس سے بہرہ اندوز ہے۔ اس محبت کی معراج یہ ہے کہ جو ہمیشہ آپکی جان کے دشمن رہے انکی عداوت بھی انہیں اس محبت سے محروم نہ کرسکی۔ صحابہ کرامؓ کی آپ سے مئودت' عقیدت اور جانثاری اسی محبت کا ردعمل تھا کہ ان کی معمولی سی تکلیف پر حضور رحمت تمام ﷺ تڑپ اٹھتے تھے۔

یوں تو جناب سیّد المرسلین ومسلمین ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر ہر لمحہ

marfat.com
Marfat.com

عفو و درگزر اور صبر و حلیمی کے معجزوں سے عبارت ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ کی تمام ترکیب ان چیدہ چیدہ واقعات و روایات سے بھری پڑی ہیں۔ میں یہاں صرف دو واقعات پر اکتفاء کرونگا جو واقعتا رحمت کل کا پرتو ہیں اور عرصہ حیات انسانی میں فقید المثال ہیں۔ ہر صاحب علم مسلمان رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی' جو نفاق' کفر' عداوت' عصبیت' بغض حسد فسق و فجور اور رزالت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس ملعون نے حتی المقدور جناب مصطفیٰ ﷺ کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہنچائیں۔ ہر ساعت کسی نہ کسی سازش میں ملوث رہتا جب یہ خبیث شخص مرا تو رحمت دو عالم ﷺ نے اس کیلئے اللہ غفور و رحیم سے اس کی طلب مغفرت فرمائی تو حضرت عمر فاروقؓ نے گزارش کی کہ حضور اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کو منع فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کیلئے آپ مغفرت طلب نہ فرمائیں بلکہ یہاں تک فرمادیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 80: التوبہ 9

ترجمہ:۔ (اے نبی ﷺ) آپ ﷺ ان کیلئے مغفرت طلب فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ اگر آپ ﷺ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی طلب مغفرت فرمائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف کرنے والا نہیں اور یہ اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

حضورِ طیب و طاہر ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمرؓ اللہ رحمٰن و رحیم نے اس آیت مبارکہ کی رو سے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اس کے لئے مغفرت طلب کروں یا نہ کروں' تو میں ﷺ ستر مرتبہ سے زیادہ اس کی مغفرت کی دعا

marfat.com
Marfat.com

کرونگا۔غور فرمائیں کہ جس بدبخت نے تیرہ سال تک اللہ کے ایک نبی ﷺ کو منصب رسالت کی بجا آوری میں پریشان کیا اس کیلئے بھی رحمت للعالمین ﷺ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کے باوجود طلب مغفرت پر کمربستہ ہیں۔

اس واقعہ کا تجزیہ بعض نام نہاد علماء اس منافقانہ انداز سے پیش کرتے ہیں جس سے یہ ثابت کرسکیں کہ (نعوذ باللہ من ذالک) حضور اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ اتنی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔اللہ ھادی وحکیم ایسے بدبختوں کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)۔لیکن حقیقت ان کی کم فہمی پر منتج ہوتی ہے۔درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ روّیہ ہمیشہ وہاں اختیار فرمایا جہاں کوئی اس کی محبت کے درپے ہوا۔ جہاں کسی نے اس کی محبت کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کی۔ جہاں کوئی اس کے محبوب ﷺ کی ناز برداریوں سے گریزاں ہوا' اپنے محبوب ﷺ کی ہتک کرنے والے سے اس نے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔یہی مفہوم ہے لن یغفر اللہ (کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا) کا۔آپ ﷺ کا ایسے لوگوں کی مغفرت طلب فرمانا تقاضہ ہے آپ ﷺ کے رحمت للعالمین ﷺ ہونے کا مگر اس طلب کی نامنظوری اس اللہ وھاب الودود کا اٹل فیصلہ ہے کیونکہ اسے اپنی محبت کی رسوائی ہرگز پسند نہیں۔اس کے برعکس رفعتیں' جبروت' شرف' فضیلت انہی کو نصیب ہوئی جن کی زبان مبارک پر ہمیشہ یہ دعا رہی ''یا نبی اللہ جعلنی اللہ فداک'' (ترجمہ:۔ اے اللہ کے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا فرمادے)

فتح مکہ

ہر جنگ و جدل اور شکست و فتح کے ساتھ کچھ اچھوتے واقعات و احوال منسوب ہوتے ہیں جو رنگینی تاریخ کا باعث بنتے ہیں۔ پوری انسانی تاریخ اور دور

marfat.com
Marfat.com

رسالت مآب ﷺ میں فتح مکہ کو وہ اچھوتا پن اور ندرت حاصل ہے جس کا مقابل و مماثل ناممکنات میں سے ہے۔ کفار مکہ نے اسلام دشمنی میں جس رذالت' جہالت اور سفاکی کا مظاہرہ کیا تھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم مورخین کی نظر میں بھی اس کا جبر و استبداد کسی سطح پر بھی ناقابل معافی تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح بھارت کا پاکستان اور کشمیر کے ساتھ غیر انسانی رویہ ہے۔ لیکن جب اللہ کا فیصلہ اور وعدہ سچ ثابت ہوا۔ اللہ کے نبی ﷺ کو جب اپنے بدترین دشمنوں پر غلبہ نصیب ہوا تو انسانی روایات کے مطابق ایسے دشمن کے ساتھ صرف ایک ہی طرز کا برتاؤ ہونا چاہیے تھا اور وہ تھا چنگیزیت' لیکن سبحان اللہ چنگیزیت کے حقداروں پر اس دن رحمت للعالمین ﷺ کی رحمتیں یوں موسلا دھار برسیں کہ خزاں رسیدہ باطل دلوں پر ایمان کی وہ بہاریں امڈ آئیں کہ کفرستان کے باسی فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو کر دنیا و آخرت میں سرخ رو ہوئے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 2: النصر 110

ترجمہ:۔ اور جب آپ ﷺ لوگوں کو دیکھ لیں اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہوئے فوج در فوج۔

حیات طیبہ میں جو شئے طبع نبی الروف ﷺ پر سب سے زیادہ گراں گزرتی تھی وہ لوگوں کا گمراہی پر مصر رہنا تھا۔ آپ ﷺ ہمہ وقت ہر مشقت آمیز اور ایذا رساں عمل کرنے پر آمدہ رہتے جو ان جاہلوں اور کاہلوں کے لئے چراغِ راہ ثابت ہو سکے۔ یہی نہیں بلکہ عبادات کی بھی کثرت فرماتے تا کہ اسباب عمل کے ساتھ دعائے شفیع المذنبین ﷺ رحمت خداوندی کو ہدایت کی منشاء پر آمادہ کر سکے۔

جب اللہ حکیم و علیم کی جانب سے آپ پر یہ نازل ہوا (لعمرت انهم لفی

marfat.com
Marfat.com

سکر تھم یعمھون) (آپکی جان کی قسم کافر اپنی مدہوشی میں بھٹک رہے ہیں)
اس پر آپ ﷺ کی رحمت جوش میں آئی اور رات دن اس قدر عبادت کی کہ تمام
کاموں سے رہ گئے اور پاؤں مبارک پر ورم آ گیا۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے وحی کے
ذریعے آپ ﷺ سے فرمایا:۔ **طٰہ ماانزلنا علیک القرآن لتشقیٰ** اے
رسول ﷺ ہم نے آپ ﷺ پر قرآن اس غرض سے نازل نہیں کیا کہ آپ
ﷺ اس کی بنا پر نہ سہی جانے والی تکلیف اٹھائیں۔ یہ ہے آپ ﷺ کا انداز
رحمت للعالمینی کہ جمیع انسانیت کی فلاح ونجات کیلئے وہ سختیاں' مشکلات' اذیتیں
برداشت کیں جو کرۂ ارض پر کسی اور کے حصے میں نہیں آئیں۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم

marfat.com
Marfat.com

مغفرت صرف سرکار ﷺ کے صدقے میں

قرآن:۔ آیت نمبر 80: التوبہ 9

ترجمہ:۔ آپ ﷺ خواہ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں، اگر آپ ﷺ انکے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ ان کو نہ بخشے گا۔

یہ آیت مبارکہ بھی اظہار کا ایک مختلف انداز رکھتی ہے۔ دینی معاملات میں بعض لوگ بحث برائے بحث میں الجھنے کے شوقین ہوتے ہیں ایسی آیات مبارکہ، ایسے تدبر سے عاری لوگوں کو عجیب مخمصوں میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ اس میں آیت مبارکہ کی حقانیت کو دخل نہیں ہوتا بلکہ حقیقت میں ان کے رویے کی بنیاد ''سمعنا و اطعنا'' (ہم نے سنا اور اس کی پیروی میں لگ گئے۔) پر قائم نہیں ہوتی۔ وہ کسی صاحب نگاہ مرشد کامل کے رشد و دستگیری سے بھی محروم ہوتے ہیں۔

اپنے جہل کی بناء پر وہ اس آیت مبارکہ سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ ''نعوذ باللہ من ذلک'' رب العزت کی شان ایزدی میں سرکار ﷺ کے طلب مغفرت کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ ستر مرتبہ طلب کرنے پر بھی حضور الرؤف والرحیم ﷺ کی دعا کا رد ہونا شان رسالت مآب میں (نعوذ باللہ) کسی کمی کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس مقہور و معتوب کے گناہوں کی نوعیت پر ہے۔ گناہ بھی صرف ایک جسے وہ کسی

marfat.com
Marfat.com

قیمت پر معاف نہیں کرتا وہ ہے شان رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی۔ ابوجہل، ابولہب، اور دیگر نامور دشمنان اسلام اللہ تعالیٰ کو اس کی جمیع صفات کے ساتھ مانتے تھے مگر دلوں پر مہر ثبت ہوئی تو محض اس ایک گناہ عظیم کی پاداش میں۔ اس کی تائید قرآن حکیم کی ایک دوسری آیت مبارکہ میں ملتی ہے۔ جس میں اللہ جل شانہ نے ایسے لوگوں کی مغفرت کو مشروط کر دیا۔

قرآن:۔ آیت نمبر 64: النساء 4

ترجمہ:۔ اور اگر جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے تو آپ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ سے
مغفرت طلب کرتے اور اللہ کے رسول ﷺ بھی
ان کے لئے مغفرت طلب فرماتے تو وہ ضرور پاتے
اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا۔

ایسا ظلم کمانے والوں کے لئے مغفرت مشروط کر دی کہ وہ بہ نفس نفیس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوں۔ ندامت اور خواستگاری مغفرت کا مبینہ اظہار کریں۔ پھر اگر رحمت اللعالمین ﷺ کی نگاہ کرم کنایوں میں ارحم الراحمین کو اشارہ دے دے کہ مالک شرط پر پورا اترا ہے، تواب الرحیم رحمتوں کے دروازے کھولنے میں پل بھر کی تاخیر نہیں فرماتا۔

ہر ذی روح کیلئے مغفرت طلب کرنا آپ ﷺ کے رحمت اللعالمین ﷺ ہونے کا تقاضا ہے۔ لیکن اللہ سمیع العلیم نے اسے مشروط اس لئے رکھا کہ اس کے محبوب ﷺ کا گستاخ اسے ہر چند گوارہ نہیں۔ اپنی محبت کی ہتک پر وہ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتا۔ اب اس تجزیے کو علمی اور عملی حیثیت میں جانچنا باقی ہے۔ بے شمار

marfat.com

Marfat.com

ایسے واقعات ہیں جو اس کی حقانیت کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے۔ جاؤک کی شرط پوری ہوئی۔ قتل محمد ﷺ کے قصد سے آنے والے عمرؓ کے احوال و کیفیات یوں بدلیں کہ پہلے فاروق یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والے کہلائے اور پھر فاروق اعظم کا رتبہ پایا۔ حبشیؓ نامی غلام جس نے امیر حمزہؓ کو شہید کر کے آنحضرت ﷺ کو نہایت اذیت پہنچائی جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو مقربین میں شمار ہوا۔ امیر حمزہؓ جیسے سیّد الشہداء کے خون کی معافی نصیب ہوئی جو ایک معمولی امر نہیں۔ امیر حمزہؓ کی لاش مبارک کا مثلہ کرنے والی اور انکا کلیجہ نکال کر چبانے والی ہندہؓ جب شہنشاہ کونین ﷺ کی خدمت اقدس میں نادم و پشیماں حاضر ہوئی تو پھر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہلائیں۔ رحمت تمام ﷺ کی حاملہ صاحبزادی کو اونٹ سے نیچے گرا کر ہلاک کرنے والا جب رؤف بالمومنین ﷺ کے روبرو اشک ندامت لے کر حاضر ہوا تو مغفور و مکرم ٹھہرا۔ رحمت للعالمین کی شان دیکھیں کہ ابو جہل جیسے دشمن اسلام کے بیٹے عکرمہؓ کو فتح مکہ کے موقع پر خود طلب فرمایا۔ جب مجاہدین مصطفیٰ ﷺ اُسے پکڑ کر سامنے لائے تو اس بے طلب کے قلب کو نگاہ کرم سے یوں منور کیا کہ ابو جہل کے جہل کو اگلی نسلوں تک پھیلنے سے روک دیا۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

marfat.com
Marfat.com

بارگاہ رسالت کے آداب

قرآن:۔آیت نمبر 2: الحجرات 49

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں بولتے ہو ورنہ تمہارے اعمال برباد کر دیئے جائیں گے اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

حضور ﷺ صاحب مقام محمود ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے جس ادب، احترام اور نظم وضبط کا تقاضہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عموماً لوگ اس آیت مبارکہ کے پہلے حصے ہی کو تمام تر اہمیت دیتے ہیں جس سے فی الواقع اس کی حقانیت کا اندازہ نہیں ہو پاتا۔ لیکن آیت مبارکہ کے آخری حصے پر غور کرنے کی توفیق نصیب ہو تو روح لرز جاتی ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کی آواز سے کسی دوسرے کی آواز کا بلند ہو جانا وہ گناہ کبیرہ ہے جسکا کوئی ہم پایہ وہم پلہ نہیں۔

اللہ الرحمٰن والرحیم کی مغفرت وبخشش کائنات کی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ سینکڑوں انسانوں کا قاتل، ہر نوع کے گناہوں میں لتھڑا ہوا انسان بھی جب حقیقی ندامت اور اپنی اصلاح کا اخلاص لے کر اس کی بارگاہ رحمت میں پیش ہوا تو اس کی بخشش عوام الناس کو ظاہری آنکھ سے باقاعدہ دکھائی دی۔ ایسے لوگ ولایتوں کے

marfat.com
Marfat.com

انتہائی درجوں پر فائز ہوئے اور رشد و ہدایت سے لاکھوں بھٹکے ہوؤں کی دستگیریاں فرمایں۔ لیکن ملحوظ رہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی صدائے کرم سے کسی کی آواز کے بلند ہونے پر اس کے تمام اعمالِ صالحہ کو اللہ جل جلالہ باطل فرما دے گا۔ حقیقت میں بات اعمال کے باطل ہونے سے بھی آگے کی ہے وہ یہ کہ تمہیں تادم حیات اس کا شعور تک بھی نہ ہو سکے گا۔ جب ایک بات منجانب اللہ شعور میں ہی نہ سمائے گی تو بخشش طلب کرنے کا خیال بھی نہ پیدا ہوگا۔ یوں اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں یہ گناہ ناقابل توبہ ہے۔ اب وہ لوگ جو مطلق جہالت کے سبب شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخانہ گفتگو کرتے ہیں اور مرتبہ احمد مجتبیٰ ﷺ کو پہچاننے میں کوتاہ نظری کا ثبوت دیتے ہیں وہ اپنے نصیبے کا قیاس کرلیں۔

ہادی برحق ﷺ کی صوت مبارک کائنات میں موجود ہر ہر آواز سے یکتا اور یگانہ ہے اس لئے کہ یہ آواز صرف اور صرف رحمت کی آواز مبارکہ ہے۔ یہ آواز کریم خیر محض ہے۔ یہاں تک کہ اِس آوازِ حق میں سرور دو عالم ﷺ جیسی ہستی کی اپنی خواہش نفس کو ہر چند کوئی دخل نہیں بلکہ دھن مبارک سے نکلنے والا ہر ہر لفظ مبارک نطق یزداں ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 3: النجم 53

ترجمہ:۔ اور وہ نہیں بولتا اپنی خواہش نفس سے۔

اس موضوع کی ابتدائی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر متنبہ فرما دیا کہ میرے محبوب ﷺ کو ہرگز اس انداز میں مخاطب نہ کرنا جو تمہارا باہمی انداز خطابت ہے۔ غور فرمائیں کہ تاکید اللہ رب العزت نے عام مسلمان کو نہیں فرمائی بلکہ ان اصحاب کرام کو فرمائی جو درجے و فضیلت میں انبیاء کے بعد آتے ہیں۔ یہ

marfat.com
Marfat.com

معیار معین فرمائے ہیں خالق کائنات نے اس شاہ کونین کے دربار اقدس کے۔

علمی سطح پر اس صوتِ کرم کی اہمیت ایک زندہ معجزہ ہے جس کی حقانیت پر غیر مسلم صبح ازل سے خیرہ اور ششدر چلے آرہے ہیں۔ رسالت کے پروانوں نے تلخی دوراں کی تمام تر صعوبتوں سے عہدہ برآ ہو کر ہر ہر حرف کو ضبط تحریر کیا۔ مرفوع روایات کی زنجیروں سے سرور دو عالم ﷺ کے ہر بیان کو جکڑ کر ایک ابدی سند عطا فرمادی۔ سند کی حیثیت یہ اس وجہ سے آئی ہے کہ کسی بھی حدیث مبارکہ کا علمی سطح پر قرآن مجید سے بالکل کوئی ٹکراؤ نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اطاعتِ رسول ﷺ میں حفاظت ہے

قرآن:۔آیت نمبر 80: النساء 4

ترجمہ:۔ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی دراصل اس
نے اللہ کی اطاعت کی۔اور جس نے اپنا منہ پھیر لیا
تو اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو ایسے لوگوں کا
حفیظ بنا کر نہیں بھیجا۔

اللہ عزیز حکیم نے بے پناہ تاکید فرمائی ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے یعنی اسکا ہر قول و فعل عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔مومن کی وہ شان جو اس کو کردار اور گفتار میں اللہ کی برھان بنا دیتی ہے صرف تقویٰ کی مرہون ہے اور تقویٰ اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔اگر ہم حقوق و فرائض کے تناظر میں اسلامی معاشرتی اصولوں کا تجزیہ کریں تو واضح محسوس ہوتا ہے کہ اسلامی کردار و سیرت کی تعمیر اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔اولاد اگر اطاعت گزار ہے والدین کی تو خودسری اور سرکشی سے دور رہے گی۔محبت و اخوت کی امین ہوگی۔بصورت دیگر ھتکِ انسانیت و آدمیّت کی علمبردار ہوگی۔جمعیّت کو پارہ پارہ کرنے والے روّیوں کی حامل ہوگی۔ ہر شعبہ زندگی میں ماتحت اپنے افسران بالا کی اطاعت سے ہی قومی سطح پر تعمیری نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔کم سن لوگ رشتے ناطوں سے قطع نظر عمر رسیّدہ لوگوں کی اطاعت گزاری سے وہ معاشرتی خوبصورتی پیدا کر سکتے ہیں جس کا خواب ہمیشہ انسان

marfat.com
Marfat.com

دیکھتا رہا ہے لیکن اللہ کی نافرمانی کے سبب اسکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو پاتا۔

بے شمار انبیاء کرام مختلف امتوں میں مبعوث ہوئے لیکن سرکشی اور بغاوت کے سبب تمام امتیں عذاب الٰہی سے معدوم ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ کی امت آج بھی دین اسلام پر قائم ہے۔ آج بھی اللہ اور اس کے محبوب ﷺ پر جانثاری کا جذبہ اسی طرح سینہ مسلم میں موجزن ہے۔ مسلمانی آج بھی اطاعت و فرمابرداری کی آئینہ دار ہے۔

اطاعت وفرمابرداری آج بھی اسلامی کردار کی تعمیر میں بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج بھی اللہ کے مقبولان و مقرب خود بھی طریقت پر کاربند ہیں اور اپنے جلو میں مسلمانوں کا ایک لشکر لئے دارالآخرت کی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ ان کے فکر وعمل میں مقصدیت اکٹھے سفر کرنے میں ہے۔ اکٹھے سفر کرنے کیلئے اولین و بنیادی شئے اطاعت ہے۔ اہل طریقت میں اطاعت گزاری پیدا کرنے کیلئے تربیت کے انہیں اصولوں اور قاعدوں پر گامزن ہیں جو اللہ عزیز حکیم نے سرور دو عالم ﷺ کے لئے وضع فرمائے تھے' یعنی اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا' تزکیہ فرمانا اور کتاب وحکمت کی تعلیم دینا۔

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا چاہونگا کہ اہل طریقت میں کچھ ایسے سلسلے وجود میں آئے ہیں جو شریعت اسلامی کو یکسر صرف نظر کرکے ایسے نظریوں پر استوار ہیں جو شریعت محمدی ﷺ سے روگردانی ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جسے قرآن مجید نے باطل قرار دیا کیونکہ انسانی ظن وگمان پر مبنی ہے۔

قرآن:۔116: الانعام 6

ترجمہ:۔ بے شک نہیں پیروی کرتے یہ مگر ظن وگمان کی اور

marfat.com
Marfat.com

بے شک یہ اندازوں سے کام لیتے ہیں۔

دین اسلام مستقل بنیادوں پر استوار ہے۔ جنہوں نے اسے ضابطہ حیات تسلیم نہیں کیا ان کیلئے کوئی چارہ نہیں مگر یہ کہ وہ زندگی کے اصول اپنے ظن وگمان کی بنیادوں پر وضع کرتے رہیں۔ ہزاروں سالوں سے اپنے تجربوں کی روشنی میں قاعدے اور ضابطے وضع کرتے ہیں لیکن مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہونے پر پھر ترمیم کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ صرف انفرادی زندگی اور عیش جہاں کے دوام کیلئے ہمہ وقت کوشاں وسرگراں ہیں لیکن اندھے ہیں کہ کائنات کی بے ثباتی کا یقین انہیں آتا ہی نہیں۔

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیش جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام! وائے تمنائے خام
اقبالؒ

اگر یہ لوگ اطاعت گزار بن جائیں تو پھر یقیناً انبیاء کرامؑ کی پیروی ان کیلئے ناگزیر ہوگی ورنہ دوسرے ہاتھ صرف ظن وگمان پر تکیہ کرنا پڑے گا۔

وہ لوگ جو اپنے مریدین سے کہتے ہیں کہ نماز' روزے اور من جملہ شریعت کی پابندی سے وہ مستثنیٰ ہیں وہ اس آیت مبارکہ کے آخری حصے پر خوب غور کرلیں ''کہ اے رسول برحق ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو ایسے لوگوں کا حفیظ بنا کر نہیں بھیجا''۔ یہ خدائی فیصلہ ہے کہ جس نے اطاعت رسول ﷺ سے گریز کیا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائرہ حفاظت میں نہیں آتے۔ پھر سوچیں اور اپنے شعور و ادراک میں اسے راسخ کرلیں کہ اطاعت رسول ﷺ دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ جہاں اطاعت نہیں وہاں اللہ سے جزاء کی توقع کیا معنی۔ اسلئے کہ اطاعت

marfat.com
Marfat.com

کے برعکس صرف ظن وگمان کی زندگی ہے اور ظن وگمان کا سب سے بڑا محرک شیطان لعین ورجیم ہے۔ اگر میرے اس تجزیے میں کوئی شک ہوتو پوری جمہوریت پرست دنیا کا مطالعہ کرلیں اور ان کے نتائج پر غور فرمالیں۔ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر بھی اللہ جل شانہ نے دوٹوک فرمادیا ہے کہ اے محبوب ﷺ ایسے لوگوں کے لئے آپ ﷺ ستر مرتبہ بھی استغفار فرمایں تو اللہ قبول کرنے والا نہیں۔ یہاں بھی وہی حکم ہے کہ جو مطیع وفرمانبردار نہیں وہ آپ ﷺ کی حفاظت میں ہرگز نہیں اور اطاعت گزار کو شفاعت رسول ﷺ کی وہ حفاظت نصیب ہے کہ وہ دنیا میں بھی حفظ وامان میں ہیں اور یقینا یقینا آخرت میں بھی ہر عذاب سے محفوظ ہوں گے۔

marfat.com
Marfat.com

غیب ہوا شہود

قرآن:۔ آیت نمبر 188: الاعراف 7

ترجمہ:۔ اگر میں علم غیب جانتا تو خیر کثیر اکٹھی کر لیتا۔

بارہا یہ ذکر ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کی ہر ہر آیت مبارکہ اظہار کے اسلوب کا انوکھا پن سمیٹے ہوئے ہے جس کا بظاہر مفہوم تو کچھ اور واضح ہوتا ہے لیکن اس کی حقانیت اللہ تعالیٰ اپنے کسی پیارے کی بصیرت پر کھولتا ہے۔ یہ بیان محض روحانی وابستگی کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ معجزاتی طور پر اس کا تاثر اور رسوخ انسانی زندگی میں کھلی آنکھوں دیکھا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں کا ذریعہ تعلیم قرآن مجید نہیں انکا کہنا ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں فرمایا لیکن قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے کہ غیب کی اطلاعات اللہ تعالیٰ جس وقت اور جس کے لیے چاہتا ہے بہم پہنچاتا ہے۔

قرآن:۔ آیت نمبر 179: آل عمران 3

ترجمہ:۔ کیا اللہ ایسا نہیں ہے جو تمہیں غیب کی اطلاعات بہم پہنچاتا ہے۔

یہاں یطلیعکم مستعمل ہے۔ کم جمع کا صیغہ ہے جو غماز ہے اس بات کا کہ غیب کی اطلاعات بلا تخصیص مگر اللہ کے حکم سے کسی کو بھی مل سکتی ہیں اور اللہ کی ہر نعمت کا ملنا صدقہ ہے سرکار دو عالم ﷺ کا جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں حبیب مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ معطی و انا قاسم (کہ اللہ تعالیٰ عطا

marfat.com
Marfat.com

فرمانے والا ہے اور میں تقسیم فرمانے والا ہوں)۔

مذکورہ بالا آیات مبارکہ کی روشنی میں ہم علمی اور تحقیقی بنیادوں پر حیات طیبہ اور مابعد کا تجزیہ کریں تو ماحصل زندہ معجزوں کی صورت سامنے آتا ہے۔ جمیع انسانیت کی بلعموم اور مسلمانوں کی بالخصوص یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ ان اطلاعات غیب سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکے جن کے ذریعے آقائے دوجہاں ﷺ نے ہمیں قیامت تک آنیوالے ہر ہر لمحے کے احوال چودہ سو سال پہلے سے واضح فرما دیئے۔

اگر چہ ان کی چیدہ چیدہ تفصیل احادیث نبوی میں موجود ہے میں یہاں مختصرا ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں مسلمانوں کے موجودہ حالات کا تجزیہ پیش کرونگا۔ صاحب لولاک ﷺ نے چودہ سو برس قبل یہ پیش گوئی فرمائی کہ میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا جب یہ زندگی کے ہر معاملے میں یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونگے تو یہ بھی انکے پیچھے ہولیں گے۔ (صحیح بخاری) تاکید ہے کہ اس تجزیے میں یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ یہ انکشاف چودہ سو سال پہلے کیا گیا اس دور اور آج کے جدید تغیر و تمدن کو پیش نظر رکھ کر تصور کریں کہ اس پیش بینی کے پس منظر میں کونسی نگاہ کارفرما تھی۔

مستقبل کے بارے میں کسی قسم کی پیش گوئی یقیناً غیب کے زمرے میں آتی ہے لیکن عام انسانی سطح پر اس کی سچائی کا انحصار، تمام تر مبالغہ آرائیوں کے باوجود بھی ففٹی ففٹی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ہر پیش گوئی من و عن حق ثابت ہوتی چلی آ رہی ہے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ جناب مصطفیٰ ﷺ نے قیامت کی آخری ساعت تک آنے والے ہر ہر لمحے کے احوال و کیفیات پوری انسانیت پر آشکارہ فرما دیئے۔ یہ محض انسانی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی ہے جسے قرآن مجید نے زندہ معجزے کی صورت پیش کیا۔

marfat.com

Marfat.com

قرآن آیت نمبر 46:الحج 22

ترجمہ:۔ اور ان کی آنکھیں اندھی نہیں بلکہ انکے دل اندھے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی روشنی میں غور کریں کہ اس وقت صرف پاکستان کے مسلمان ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں یہود نصاریٰ کا تمدنی رسوخ مسلمانوں پر غالب ہوتا جارہا ہے انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی سیاسی میدان میں بھی اور اخلاقی میدان میں بھی۔ علمی، معاشی، معاشرتی، سماجی، الغرض ہر شعبہ زندگی میں مسلمان نے ان کی باطنی غلامی کا طوق گلوں میں سجالیا ہے چودہ سو برس پہلے جناب بشیر و نذیر ﷺ نے امت کو اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے سے متنبہ فرمادیا تھا۔

قرآن:۔آیت نمبر 51:المائدہ 5

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔

قرآن:۔المائدہ۔انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا.

ترجمہ:۔ بے شک تمہارا دوست اللہ ہے اور رسول ﷺ ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔

مسلمانوں کے اس رویئے کا سب سے بڑا خسارہ یہ ہوا کے اللہ کے نافرمان ہوگئے۔

قرآن آیت نمبر 108:المائدہ 5

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ جل شانہٗ بصارتوں اور بصیرتوں کا مالک ہے جس کے لئے جتنا چاہتا ہے

marfat.com
Marfat.com

کھول دیتا ہے۔محبت کی حیثیت سے محبوب ﷺ کا جو حق اس نے ادا کیا اور کرتا چلا جا رہا ہے۔شان خداوندی کا نا قابل بیان مظہر ہے۔غیب کے ضمن میں بھی اس نے اپنے محبوب مکرم ﷺ پر فضل وعطاء کی انتہا کر دی یہاں تک کہ نبی مجتبیٰ ﷺ کی نگاہِ کرم میں غیب کو غیب ہی نہیں رہنے دیا۔شب اسریٰ کے دولہا کے شرف کا احاطہ انسانی بصیرت کہاں کر سکتی ہے۔عالم غیب کے تمام تر حجابات کو اپنے محبوب ﷺ کی نگاہِ ناز و نیاز سے ہٹانے کے لئے وہ خود ساتھ لے کر چلا' شرف و جبروت' عظمت وفضیلت کو تمام انتہاؤں کے ساتھ قاسم نعمت کے حوالے کر دیا۔

ساتوں آسمانوں کا فرداً فرداً مشاہدہ جز وکل نصیب ہوا۔ہر آسمان کی نظامت ماحول اور حکمت مظہر خداوندی کی صورت نگاہِ مصطفیٰ پر کھلتی چلی گئی۔مقتدر وجید انبیاء کرام سے بالمشافہ شرف ملاقات نصیب ہوا۔فرشتوں کے مشاغل و مقاصد آشکارہ ہوئے۔سدرۃ المنتہیٰ پر جبریل امینؑ کی حد پرواز سے بہرہ اندوز ہونا پھر اس گوشہ تنہائی کی طرف بڑھنا جہاں محبّ ومحبوب ﷺ میں تقدیر کائنات کے راز و نیاز ہوتے رہے۔امت کے لئے لاثانی نعمتوں اور برکتوں کے عہد و پیمان ہوئے۔وہ جلوہٗ جس سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام محروم رہے اس سے احمد مصطفیٰ ﷺ محمد مجتبیٰ ﷺ کو فیض یاب کیا گیا کیونکہ اس جلوہٗ تاباں کی تابانی کی تاب مقام محمود کے محمود ﷺ کا نصیب تھی۔ جنت کے نا قابل تصور انعامات اور حشر سامانیوں کو کامیاب امتیوں کی بندگی کے صلے کے طور پر آقائے دو جہاں کے سامنے پیش کیا گیا۔جہنم کے ہر ہر عذاب الیم کا مشاہدہ کروایا گیا۔قیامت تک پیدا ہونے والے خوش بخت جنت کے حقدار اور بد بخت جہنمیوں کی مکمل فہرست آقائے دو جہاں ﷺ کو پیش کی گئی۔

marfat.com
Marfat.com

ان تمام تر حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ انسان کہہ سکتا ہے کہ جب تمام عالمین کی ہر ہر شئے اللہ عزیز و حکیم نے تمام حکمتوں اور مصلحتوں کے ساتھ نبی مکرم ﷺ پر آشکارہ فرمادی تو پیچھے غیب کیا رہ گیا قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے احوال اور ان کے نتائج حضور انور ﷺ کے سامنے رکھ دیئے گئے تو ان کے لیے کچھ بھی غیب نہیں ہے۔

ظاہر و باطن دو عالم کے ہیں ان پر آشکار
غیب کے معنی نگاہِ مصطفیٰ میں کچھ نہیں

سجاد

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکیمانہ اسلوب سمجھنے کے لیے ہمیں کسی صاحب نگاہ اور کامل مرشد کا سہارا تلاش کرنا ہوگا اس موضوع کے آغاز میں جس آیت مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کی حکمت کو سمجھنا صرف ونحو کی بنیاد پر تجزیے کے ذریعے ہی ممکن ہے اس تجزیئے سے کئی اور حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ واقعی اگر اس کا گہرا مطالعہ نہ کیا جائے تو ظاہری مفہوم سے مقصد حاصل نہیں ہوتا دوسرا یہ کہ جزیاتی جائزے کے بغیر کُل کی حقیقت سامنے نہیں آتی تیسرا یہ کہ غیر واضح مفہوم گمراہی کا باعث بھی بن سکتا ہے جس کی نشاندہی خود قرآن حکیم نے فرمادی۔

قرآن:۔ یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا و ما یضل به الا الفاسقین (آیت نمبر 26: البقرہ 2)

ترجمہ:۔ اسی (قرآن سے) اللہ اکثر کو گمراہ کرتا ہے اور اکثر کو ہدایت دیتا ہے اور نہیں گمراہ کرتا مگر نافرمانوں کو۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن:۔ آیت نمبر 188 : الاعراف 7

ترجمہ:۔ اگر میں غیب جانتا تو خیر کثیر نہ اکٹھی کر لیتا۔

گرائمر کی رو سے یہ ایک جملہ شرطیہ ہے۔ اس میں خیر کثیر اکٹھی کرنے کے لیے شرط غیب کا جاننا ہے اسے مزید عام فہم بنانے کے لیے میں یوں وضاحت کرتا ہوں کہ اگر نبی ختم المرسلین ﷺ غیب کے بارے میں جانتے تو خیر کثیر اکٹھی کر لیتے مزید آسانی کے لیے اس تجزیے کو مندرجہ ذیل جملے کے تناظر میں دیکھیں

''اگر میں محنت کرتا تو کامیاب ہو جاتا''۔

یہاں کامیابی کی شرط محنت ہے اگر میں کسی کو اپنی کامیابی کی نوید سناوں تو اس کے لیے سمجھنا ہرگز مشکل نہیں ہوگا کہ اس پورے فعل میں محنت کی شرط پوری ہوئی کیونکہ کامیابی کے لیے شرط کا پورا ہونا لازم تھا۔

سید الرسل ﷺ کے لیے خیر کثیر اکٹھی کرنے میں شرط غیب کا جاننا تھا لہٰذا اب اس تجزیے کی ہر جہت کو ذہن میں رکھ کر دیکھیئے کہ صبح ازل سے لے کر تا ابدالآباد جتنی بھی خیر اس احسن الخالقین نے پیدا فرمائی وہ پوری کی پوری، ایک ذرے کے برابر کمی بیشی کے بغیر، دامنِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈال دی جب جملہ خیر اللہ کے حبیب ﷺ کے دامن رحمت و برکات میں ہے تو میرا ایمان ہے کہ عالم الغیب نے اپنے محبوب کآفۃ للناس کو علم غیب بھی یقیناً ودلیعت کیا اسی بناء پر رسالت مآب ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں تا حشر اور مابعد ہونے والے واقعات و احوال کی لحہ بہ لحہ خبر پوری انسانیت تک پہنچادی۔ اب اگر انسان اپنی جہالت وغفلت سے اپنے فکر وتدبر پر تالے ڈال لے تو اس کی اصلاح وفلاح کے لیے صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ توفیق دینے والا اور حقیقتوں کا جاننے والا تو صرف اللہ ہی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

جناب محمد ﷺ سیاستدان کی حیثیت میں

سیاست کی تعریف خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ازل سے تا امروز اہل سیاست کی مکر فریبیوں کا ایک عملی مظاہرہ ہے، ہوس اقتدار اور جاہ وحشمت ایک ایسے ہی طاغوتی رویے کو جنم دیتی ہے۔ سیاسی غرض وغایت جب متاع غرور اور شان وشوکت ہو تو سیاستدان ایک ایسی حکمرانی کا خواب دیکھنا شروع کر دیتا ہے جو نسل درنسل اور تا قیامت چلنے والی ہو۔ یہ روّیہ اگر فکر عمل پر غلبہ پالے تو اپنے اردگرد کی ہر عبرت انگیزی بصارتوں اور بصیرتوں سے اوجھل ہو جاتی ہے انسان اخلاقی پستی کی انتہائی حدوں کو چھو جاتا ہے لیکن نشۂ اقتدار ہے کہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔

اپنی اس مندرجہ بالا وضاحت کی تائید میں نہایت شرمندگی کے ساتھ، پاکستانی سیاستدانوں میں اس رویے کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں سب سے پہلے ہر سیاستدان حصول اقتدار کے لیے یہود ونصاریٰ کو اپنی وفاداریوں کا یقین دلاتا ہے اسی بناء پر وہ تارکِ قرآں ہو کر ملعون قرار پاتا ہے پھر اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے وہ فوج اور انتظامیہ کی من مانیاں برداشت کرتا ہے۔ دیگر سیاستدانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے رشوتوں کا بوجھ مکمل طور پر سرکاری خزانے پر ڈال دیا جاتا ہے۔ نوے فیصد وقت اپنے اقتدار کی بقاء پر اور دس فیصد عوامی بہبود کے لیے

marfat.com
Marfat.com

صرف کیا جاتا ہے تا کہ ووٹ مل سکے۔ اپنے موضوع سے ہٹ کر اس وضاحت کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ ایک اسلامی مملکت میں سیاست کا یہ عالم ہے تو دنیائے کفر و شرک میں سفاکی سیاست کا کیا عالم ہو گا۔

ایک سیاسی کردار جناب محمد ﷺ نے بھی ادا فرمایا لیکن سرکار ﷺ کی سیاست خالصتاً اللہ رب العزت کی ذات، صفات، قدرتوں اور تعلیمات کے تعارف کے لیے تھی۔ آپ کا پہلا سیاسی قدم ہی انتہائی بھرپور مدبرانہ اور فقید المثال تھا۔ میثاق مدینہ کی صورت ایک ایسا باہمی معاہدہ وضع فرمایا جسے خود بخود ایک آئین کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ یہی نہیں بلکہ بغیر کسی سیاسی تحریک اور انتخابی مہم کے جناب رسالت مآب ﷺ کو مدینہ منورہ کی فرمانروائی حاصل ہو گئی۔ اس معاملے کے تمام تر مراحل میں آپ ﷺ نے توفیق خداوندی سے ایسی سیاسی بصیرت اور تدبر کا مظاہرہ کیا جو اپنی مثال آپ ہے اس کے برعکس آج کا سیاستدان تمام علمی، سائنسی ترقی کے باوجود معمولی سیاسی پیش رفت سے بھی عاجز ہوتا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے تمام تر عرصہ اقتدار میں ہر ممکنہ نوع کا سیاسی الجھاو سلجھایا۔ جان مال اور آبرو کا ایسا تحفظ فراہم کیا کہ اس کے بعد یہ معاشرتی راحت دوبارہ کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ آپ ﷺ سماجی، معاشرتی، اقتصادی، مذہبی، لسانی، قبائلی، داخلی، خارجی، قومی، بین الاقوامی الغرض ہر ممکنہ انسانی مسائل سے دو چار ہوئے یہ کہنے میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں کہ آپ کے چند اصحاب کے سواء اس معاشرے کا ہر فرد کثیر المسائل تھا۔ گردونواح کا ہر قبیلہ مسئلہ کشمیر کا ہم پلہ تھا، تجارت ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے اصول پر کی جاتی تھی۔ خود یہودیوں کی منافقت ایک بہت بڑا سیاسی چیلنج تھا جسے آپ ﷺ نے بے حد صبر اور رواداری سے

marfat.com
Marfat.com

سنبھالے رکھا لیکن جب محسوس کیا کہ ان کی موجودگی دین حق کی اشاعت میں قبیح و مکروہ رکاوٹ بن سکتی ہے تو انھیں فوجی قوت سے نکال باہر کیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا دھتکارا ہوا یہودی کبھی بھی اس سرزمین پر دوبارہ قدم نہیں رکھ سکا۔

آپ ﷺ نے بعض نہایت گھمبیر سیاسی مسائل کو اپنی ذہانت و متانت سے بڑے سادہ پیرائے میں حل فرمایا ورنہ وہ مسائل خونریزی کی بھرپور استعداد رکھتے تھے مثلاً حجر اسود کی تنصیب کئی قبائل میں تعصب اور اَنا کی آگ سلگا چکی تھی لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ کے سیاسی تدبرّ سے یہ مسئلہ یوں حل ہوا جیسے دو معصوم بچوں کی تلخی میں انہیں صلح کے لیے راغب کرلیں۔ رسول حق ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھا کر حجر اسود اس پر رکھا اور تمام سرداروں کو دعوت دی کہ چادر اٹھا کر اس مقام تک لائیں اور پھر حجر اسود امت مسلمہ کی لب بوسی کے لیے اپنے مقام کرم پر نصب ہوا۔ یہ واقعہ بے شمار اسلامی کتب میں مفصل مندرج ہے۔

آپ ﷺ کا سیاسی کردار ہر تقابل و تناظر سے ماوریٰ اسی لیے تھا کہ مقصد حیات آپ ﷺ پر بالکل واضح تھا فرائض منصبی سے مکمل آگاہی تھی اللہ قادر و قیوم کی نصرت و تائید کا مکمل ایمان تھا حیات دنیاوی کی تگ و دو میں دنیا کی جستجو نام کو نہ تھی۔

آپ ﷺ کے سیاسی کردار کی سب سے روشن قابل قدر اور قابل تقلید خصوصیت یہ ہے کہ قول و فعل میں کہیں رائی برابر تضاد بھی نہیں ورنہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کے باہر سیاست نام ہے مکروفریب کا، خودغرضی کا، ریاکاری کا، فسق و فجور کا، غضب کا، بے حسی کا، سنگدلی کا، سفاکی کا، خیانت کا، یہ بات پوری دنیا کے صاحب علم لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ جب قول و فعل کا تضاد ہو تو دنیا کا ہر شر کردار کی سیاہی بن جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

میں نے ایک دعویٰ کیا ہے جو تا حشر پوری انسانیت کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔

لاکھ آموزشِ دنیا میں کوئی کامل ہے
دین اسلام سے بے بہرہ ہے جو جاہل ہے
سجاد

آج پوری دنیا میں 200 سے زائد ممالک ہیں اور ہر مملکت میں بے شمار سیاستدان ہیں ذرائع ابلاغ کی زبردست ترقی کے باعث تقریباً ہر سیاستدان کی بصری استعداد بین الاقوامی ہے۔ لیکن اگر ہم مذہب سے ہٹ کر کسی بھی ضابطہ اخلاق کے تحت، ان سیاستدانوں کی کارکردگی کا جائزہ لیں تو ایک ہی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ انسانیت کو ان سے شر کے سواء کچھ بھی نہیں ملا۔ یہ دعویٰ محض عصبیت کی بنیاد پر نہیں کیا بلکہ دنیا سیاست کے چیدہ چیدہ رہنماؤں کا سیاسی اصولوں، علمی اور عقلی خطوط پر بھرپور جائزہ لیا گیا ہے جسے یہاں مفصّل تحریر کرنا غیر ضروری ہے۔

یہی اللہ جل شانہ کی عظیم حکمتوں کا مظہر ہے کہ اس تاریخی جائزے میں جہاں کہیں انسانیت کے خیر خواہ نظر آئے ہیں وہ غلامان مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ان کی خیر اندیشی اور تاریخ سازی میں جو عوامل کارفرما تھے ان میں سب سے نمایاں نقش انکے قول و فعل کی مطابقت ہے۔

اس بات کو ضبط بیان و تحریر میں لانا شاید اتنا متاثر کن نہ ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک وصف انسانیت کی معراج ہے اسی وصف کا کمال نبوت ہے نبوت کے بعد یہ وصف کمی بیشی کا شکار ضرور رہتا ہے لیکن اس کا یکسر معدوم ہونا طاغوت ہے۔ طاغوت کے مزاج میں خیر ہوتی ہی نہیں کیونکہ یہ منبع و معدن ہے شر کا۔ کتنا عظیم زندہ معجزہ ہے قرآنی تعلیمات کا کہ انسانی کردار و شخصیت کا ایک وصف انسانیت کے

marfat.com
Marfat.com

لیے رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے برعکس یہ ایک پیہم عذاب ہے۔
اسی حکمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت علامہ اقبالؒ نے دوٹوک فیصلہ دیا۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

marfat.com
Marfat.com

محمد رسول اللہ ﷺ

قرآن:۔ آیت نمبر 144: آل عمران 3

ترجمہ:۔ اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر زے رسول ﷺ

قرآن مجید کا اسلوب بیان ادبی چاشنی کی وہ لذت رکھتا ہے جو کسی دوسری کتاب کے لیے ناممکنات سے بھی آگے ہے ہر آیت مبارکہ کا طرزِ بیان اپنی حیثیت معنویت اور کیفیات میں بے مثل ہے۔ مذکورہ بالا آیت مبارکہ کو جو لوگ سطحی یا معمول کے انداز میں پڑھتے ہیں ان پر اس کی قدر و منزلت اور حکمت وارد نہیں ہوتی جو اس کا خاصہ ہے۔

کچھ فہم و تدبر سے عاری لوگ سمجھتے ہیں کہ جناب محمد ﷺ بس اللہ کے رسول ﷺ ہیں جنہیں اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچانے پر مامور فرمایا گیا۔ ان کے نزدیک (نعوذ باللہ من ذالك)اس کی بہت زیادہ اہمیت نہیں حالانکہ یہ طرز بیان بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہا جائے کہ ''یہ نرا سونا ہے''

نبی مکرم ﷺ کا انسانوں کے ساتھ حقیقی رشتہ رسالت کا ہے۔ باقی تمام رشتوں کی اہمیت بھی اسی ایک نسبت قدسی کی مرہون ہے۔ اس نسبت کا دائمی تصور اور حقیقت اس طرح ہم پر آشکارہ ہوتا ہے۔ حضرت امیر حمزہؓ اور ابولہب دونوں رسالت مآب ﷺ کے چچا ہیں۔ ایک نے انہیں ہمیشہ خونی رشتے کے تناظر میں دیکھا۔ آمنا سامنا ہونے پر ہمیشہ بھتیجے کہہ کر مخاطب کیا یہاں تک کہ سماعت بصارت

marfat.com
Marfat.com

وقلب پر مہر لگ گئی اور آنکھوں پر ابدی جہالت کا پردہ پڑ گیا۔ اس کی دائمًا ملامت و مذمت کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت مبارکہ شامل فرمادی تبت یداء ابی لھب و تب (اے ابولہب تیرے ہاتھ ٹوٹیں اور تو نامراد ہو) ہمارے مرشد گرامی سیّد محمد وجیہہ ایسماء عرفانی نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ابولہب مردہ باد۔

اس کے برعکس حضرا میر حمزہ نے قبول اسلام کے بعد دنیاوی رشتے کو پس پشت ڈال کر ہمیشہ آپ ﷺ کو یارسول اللہ ﷺ کہہ کر مخاطب کیا اس تسلیم و رضاء کے صلے میں سیّدالشھداء کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (انکا اللہ ان سے راضی ہوا) کا اعزاز بے مثل نصیب ہوا۔

رشک ازواج مطہرات سیّدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے شرف اسلامی کے بعد رشتہ زوجیت سے قطع نظر ہمیشہ یارسول اللہ ﷺ کہہ کر توسط اختیار کیا سیّدہ خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہؓ، محبوب ذوالجلال ﷺ کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی، جن کی بے پایاں محبت کا سرور دو عالم کے دل اطہر میں یہ عالم تھا کہ جب کسی سفر پر تشریف لے جاتے یا واپسی ہوتی تو سیّدہؓ کے درِ دولت پر شرف دیدار ضرور بخشتے لیکن سیّدہ نے دونوں جہانوں کی عظیم ترین نعمت ورحمت کو شفقت رسالت ہی سمجھ کر سمیٹا اور ہمیشہ یارسول اللہ کہہ کر مخاطب فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ علی میرا خون ہے میرا گوشت ہے ان کی حیثیت میرے لیے ایسے ہے جس طرح حضرت ہارونؑ کی حیثیت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ آپ جناب محمد ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد بھی تھے ان تمام

marfat.com
Marfat.com

نسبتوں کے باوجود حضرت علیؓ نے ہمیشہ آپکو یارسول اللہ کہہ کر مخاطب فرمایا۔

اسی بناء پر اللہ عزیز وحکیم نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں تمام انسانوں کو تاکید فرمائی کہ میرے محبوب کو دنیوی رشتوں کے تناظر میں ہرگز پرکھنے کی کوشش مت کرنا۔ انہیں کسی اور حیثیت میں دیکھنے کی جسارت نہ کرنا تمہارا اور انکا رشتہ صرف رسالت کی بنیاد پر ہے اسی رشتے کو مقدم ومکرم جانو! صبح ازل سے تا حشر ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے کیونکہ ان کی رشتہ داری کا وسیلہ محمد مصطفیٰ ﷺ احمد مجتبیٰ ہیں۔

اے برتر از خیال وقیاس وگمان وہم

marfat.com
Marfat.com

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی
یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن
۵ جلد

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عظیم کتاب ضیاء النبی
۷ جلد

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

سنت خیر الانام

فتنہ انکار سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات
۲ جلد

مختلف علمی، روحانی اور تحقیقی
موضوعات پر جامع مقالات
کا مجموعہ

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پر سوز
اور دلآویز شرح

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

- گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479 فیکس 7238010
- ۹۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور 7225085-7247350
- ۱۴۔ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2212011 2630411